ختمِ نبوّۃ
اور
عقیدۂ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

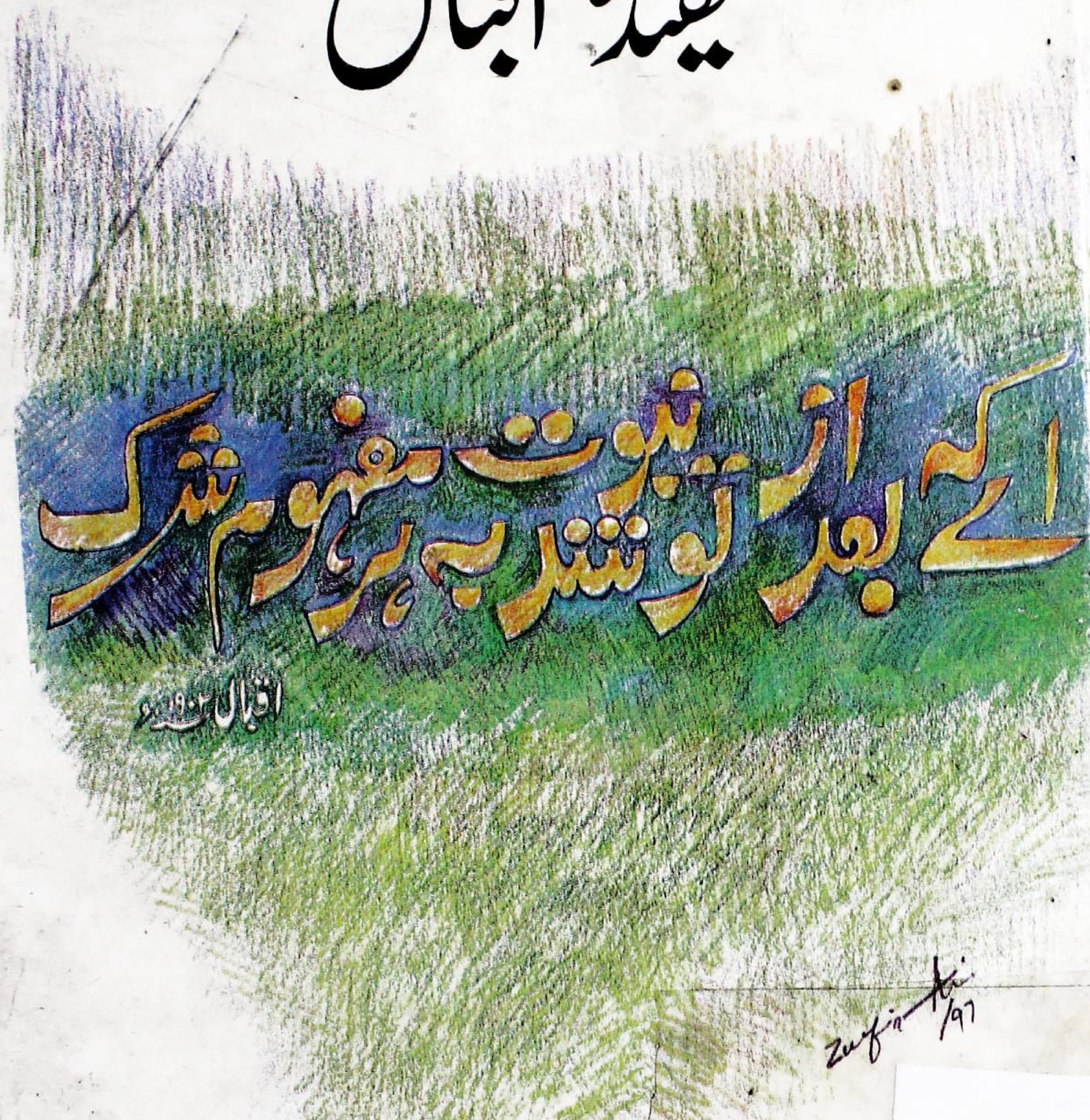

عبدالمجید خان ساجد

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قال اللہ تعالیٰ فی القرآن العزیز الحکیم

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ

رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب)

قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ

اے کہ بعد از تو نبوّت شد بہ ہر مفہوم شرک
بزم را روشن ز شمعِ نورِ عرفاں کردہ ای

اقبال سنہ ۱۹۰۲ء

ختمِ نبوت

اور

عقیدۂ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

عبدالمجید خان ساجد

ادارۂ تحقیق ادب

Marfat.com

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

Pakistan Collection
DATA ENTERED
۲۹۶۰۱۷
۲۱۱
۵۶۷۱۹
۳

ناشر	عبدالمجید خان ساجد
	D/37 عثمان آباد کالونی بوسن روڈ ملتان
سال اشاعت	۹۔ نومبر ۱۹۹۷ء
طبع اول	ایک ہزار
کمپوزنگ	علی برہان صدیقی
مطبع	حافظ پرنٹنگ پریس ملتان
قیمت	=/180 روپے

تقسیم کار: کتاب نگر حسن آرکیڈ ملتان کینٹ

ادارہ تحقیق و ادب

D/37 عثمان آباد کالونی۔ بوسن روڈ ملتان

Marfat.com

انتساب

فرزندِ رشید خالد مسعود خان

زبان و مزاح کی گہری سوچوں والا شاعر

اور

نواسہ علی ذیشان صدیقی

جو جہاد کشمیر میں شہادت سے سرفراز ہوا

کے نام!

جو اس قرآنی آیت کی رو سے زندہ و جاوید ہے

ولا تقوالوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات

بل احیاء ولا لکن لا تشعرون

فہرست

عنوانات	صفحہ نمبر
انتساب	5
پیش لفظ	11
حرف آغاز	15
پہلا باب :۔ علامہ اقبال اور قادیانیت	
علامہ اقبال کی بیعت کا مسئلہ	19
اقبال اور خطبہ علی گڑھ	24
جلسہ سیرت النبیؐ اور اقبال	27
علامہ اقبال کا طلاق کی شرعی حیثیت دریافت کرنا	28
کیا اقبال ۱۹۳۱ء تک قادیانی عقیدہ سے دلچسپی رکھتے تھے	31
کیا شیخ عطا محمد مرزائی تھے ؟	33
شیخ عطا محمد کا جنازہ	35
شیخ اعجاز احمد کی پیدائش	36
شیخ اعجاز احمد کی گارڈین شپ	38
گارڈیں شپ میں تبدیلی کا خیال	39
علامہ اقبال نے احمدیوں کے خلاف ۱۹۳۵ء سے پہلے شدت سے محاسبہ کیوں نہ کیا ؟	49
آل انڈیا کشمیر کمیٹی	50
علامہ اقبال اور کشمیر کمیٹی	53
کیا میاں نور احمدی تھے ؟	56
دوسرا باب :۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت	

کذب گوئی	61
دعوئی نبوت	62
خاتم النبیین کے نئے معنی	63
بروزی اور ظلی نبوت	64
قادیانیت اور بہائیت	66
بانی اسلام سے برتر نبوت کا دعوئی	70

تیسرا باب :۔ بروقت اقدام

بروقت اقدام	74
علامہ اقبال کی خدا سے گستاخی	75
پنڈت نہرو کا جواب	76
بروزی نبوت کی بودی دلیل	78
علامات مسیح موعود	79
مسیح موعود اور مہدیت	82
مسلمانوں کو کافر قرار دینا	87
اقبال اور عقیدہ ختم نبوت	88
قادیانیت یہودیت کی طرف رجوع	89
اقبال کے کلام میں عقیدۂ ختم نبوت	92

چوتھا باب :۔ ختم نبوت کیا ہے

ختم نبوت کیا ہے	95
اعلان ختم نبوت قرآنی آیات سے	95
احادیث کی رو سے ختم نبوت	97
عقیدۂ ختم نبوت	101

Marfat.com

پانچواں باب :۔ احمدیت اور انگریز حکمران

احمدیت اور انگریز حکمران	103
خود کاشتہ پودا	105
مرزا قادیان کا اپنا بیان	106
راجپال کا قتل اور احمدی	107
اقبال کا بیان	112
مسٹر ولسن بنام مرزا غلام مرتضیٰ	113
مسٹر رابرٹ کسٹ بنام غلام مرتضیٰ	113
مسئلہ ختم نبوت پر علامہ کی ایک تاریخی تحریر	119
علامہ اور انگریز حکمران	130
انگلستان میں وفادارانہ جذبات کا اظہار	130
مغرب پر تنقید	131

چھٹا باب :۔ قادیانی اور جہاد

قادیانی اور جہاد	133
جہاد کیا ہے - جنگ کیا ہے	134
مرزا صاحب کی محکومی کی زندگی	134
ممانعت جہاد	137
عالم اسلامی کی آزادی پر اثر	140
عیسائی مشنریوں کی رپورٹ	141
اسلام میں جہاد کی فضیلت (قرآن کی روشنی میں)	145
جہاد کی فضیلت احادیث میں	146

ساتواں باب :۔ قادیانی اور جدوجہد آزادی

قادیانی اور جدوجہد آزادی	150

Marfat.com

سلطنت عثمانیہ کا واقعہ 152
پاکستان بنانے میں اہم کردار (قادیانی) 154
جدوجہد تحریک آزادی میں اقبال کا کردار 156
دوسری گول میز کانفرنس 160
خطبۂ صدارت مسلم کانفرنس 161
علامہ اقبال اور کشمیر 161
جناح اقبال اختلافات 162

آٹھواں باب :۔ علامہ اقبال اور تشکیل پاکستان

علامہ اقبال اور تشکیل پاکستان 164
خطبہ الہ آباد ۱۹۳۰ء 174
ظفراللہ خان اور تحریک پاکستان 180

نواں باب :۔ علامہ اور قائداعظم میں اختلافات

علامہ اور قائداعظم میں اختلافات 183
کیا علامہ اقبال اور قائداعظم میں اختلاف تھا 183
احمد یار خان دولتانہ کا مکتوب 187
جدوجہد آزادی اور اقبال 187
مسلم لیگ اور مسلم کانفرنس کا ادغام 190
کیا علامہ اقبال قادیانیوں کو مسلمانوں کا ایک فرقہ خیال کرتے تھے 193
کیا کوئی جماعت عملی طور پر الگ لیکن زبانی طور پر اپنے آپ کو مسلمان کہلا سکتی ہے 193
تبلیغ احمدیت کا الزام 195
سابق صدر کا رویہ 197
اقبال کا نادر شاہ کی موت کو شہادت قرار دینا 197
جداگانہ اور مخلوط انتخاب 198

Marfat.com

علامہ اقبال اور سر کا خطاب 199

دسواں باب :۔ متفرقات

مرزا بطور مجدد نبی 203
مرزا بطور مسیح موعود 206
مرزا بطور غیر تشریعی نبی 210
مرزا بطور امتی نبی 211
مرزا بطور محدث نبی 212
مرزا بطور ظلی نبی و بروزی نبی 212
مرزا غلام احمد قادیانی کا عقیدہ ختم نبوت 215
مرزا غلام احمد قادیانی کے الہامات کی تحلیل 218
مرزا غلام احمد قادیانی کی ہرزہ سرائی اور یاوہ گوئی 220
ڈاکٹر سلام الدین نیاز کی بیٹھک 222
لفظ "مسلم" کی تعریف 223
اقبال کا بزرگ کو قہوہ خانہ لے جانا 224
مرزا جلال الدین کے مشاہدات 225
علامہ اقبال پر قادیانیوں کے بے سروپا الزامات 226
قادیانیوں کے فاتر العقل دعوے 228
کتابیات 230
232

Marfat.com

پیش لفظ

راقم نے سرکاری ملازمت کا آغاز اکتوبر ۱۹۴۶ء بطور لائبریرین گورنمنٹ ایمرسن کالج ملتان سے کیا - ۱۹۶۳ء میں اس کالج کو بوسن روڈ پر نئی عمارت مل گئی اور اس طرح گورنمنٹ ایمرسن کالج کی عمارت کو گورنمنٹ ڈگری کالج برائے خواتین کے حوالے کر دیا گیا - ۱۹۸۵ء میں ساٹھ سالہ مدت ملازمت گزرنے کے بعد مجھے ریٹائر کر دیا گیا - مجھے مدت ملازمت میں توسیع مل گئی اور میں ۱۹۸۸ء تک بطور لائبریرین اسی کالج میں ڈیوٹی سرانجام دیتا رہا - میری مدت ملازمت کے دوران کالج ہذا میں چودہ پرنسپل مختلف اوقات میں اپنی ذمہ داریاں نبھاتے رہے - یہ بھی بتاتا چلوں کہ راقم نے اس کالج سے گریجویشن کی - اسطرح راقم کا رابطہ اس کالج سے ۱۹۴۲ء تا ۱۹۸۸ء رہا - راقم نے دوران ملازمت ۱۹۷۵ء میں ایم - اے لائبریری سائنس پنجاب یونیورسٹی لاہور سے اور ایم - اے پنجابی ۱۹۷۹ء میں بہاؤالدین زکریا یونیورسٹی ملتان سے پاس کیا ۔

میں نے گورنمنٹ کالج بوسن روڈ ملتان کی لائبریری میں اقبالیات اور غالبیات کے دو الگ الگ سیکشن قائم کئے اور پھر اقبالیات پر حتی المقدور جہاں سے کوئی اچھی کتاب دستیاب ہوئی حاصل کرنے کی کوشش کی - آج ملتان میں اس کالج کی لائبریری ایک منفرد مقام رکھتی ہے ۔

راقم کو شروع ہی سے کتب بینی کا شوق تھا لیکن علامہ اقبال کو زیادہ دلچسپی سے پڑھا - راقم کو یہ بات معلوم کر کے افسوس ہوا کہ ہمارے دیہاتوں میں بسنے والے ستر فیصد لوگ ہیر' وارث شاہ' مرزا صاحباں' سسی پنوں اور سوہنی مہینوال کی منظوم داستانیں تو پڑھتے ہیں لیکن علامہ اقبال جیسے عظیم مفکر اور بے مثال شاعر کے خیالات سے مستفید نہ ہو پائے - وجہ صاف ظاہر تھی کہ علامہ اقبال کے اشعار سمجھنے کے لئے اردو زبان کے علاوہ عربی اور فارسی زبان کی بھی ضرورت ہے - پھر علامہ اقبال کی تلمیحات کو سمجھنے کیلئے قرآن' حدیث اور علم فلسفہ سے واقفیت لازمی ہے ورنہ اقبال کے کلام کو سمجھنا کار ادق ہے - میرا دعوئ ہے کہ مندرجہ بالا شرائط پر بمشکل پڑھے لکھے ۳٪ (تین فیصد) سے زیادہ افراد نہ ملیں گے ۔

میں نے محسوس کیا کہ کیوں نہ علامہ اقبال کے افکار و حالات پنجابی زبان میں لکھے جائیں تاکہ عوام زیادہ سے زیادہ اس عظیم مفکر کے خیالات سے آگاہی حاصل کر سکیں - ویسے بھی علامہ

Marfat.com

اقبال پر کئی زبانوں میں کتابیں لکھی گئیں لیکن پنجابی جو علامہ اقبال کی مادری زبان تھی اور جس پر وہ بجا طور پر فخر کیا کرتے تھے اس میدان میں تہی دامن تھی - میں نے اللہ تعالیٰ کا نام لیکر اس کمی کو پورا کرنے کی کوشش کی اور دوران ملازمت ۱۹۸۲ء میں علامہ اقبال پر پنجابی زبان میں "اقبال دی حیاتی" کے عنوان سے کتاب لکھ دی - اللہ تعالیٰ کا کرم ہوا کہ اس کتاب پر مجھے بہت بڑے بڑے دانشوروں اور ادیبوں کے خطوط موصول ہوئے اس سے مجھے حوصلہ ملا - پھر مجھے اسی کتاب "اقبال دی حیاتی" پر پاکستان رائیٹرز گلڈ کا پہلا انعام ملا ۔

میں نے یہ محسوس کیا کہ کیوں نہ علامہ اقبال کے اشعار کو پنجابی قالب میں ڈھال دیا جائے تاکہ عوام زیادہ سے زیادہ علامہ کے افکار و خیالات سے آگاہی حاصل کر سکیں چنانچہ شب و روز اس کام میں مشغول ہو گیا اور علامہ اقبال کی دس لمبی نظموں کا پنجابی منظوم ترجمہ کر دیا - چھ نظمیں بانگ درا سے (شکوہ، جواب شکوہ، والدہ مرحومہ کے نام، شمع و شاعر، تصویر درد، طلوع اسلام اور خضر راہ) تھیں اور چار نظمیں بال جبریل سے (ذوق و شوق، ساقی نامہ، پیر و مرشد اور مسجد قرطبہ) - اس کتاب کا نام میں نے "دلاں دا چانن" رکھااور ۱۹۸۴ء میں یہ مارکیٹ میں آگئی -"دلاں دا چانن" نام اس لئے رکھا گیا کہ اقبال چونکہ ایک رجائی شاعر ہے انکی شاعری دلوں میں نئی امنگ نیا ولولہ اور روشنی پیدا کرتی ہے - اس کتاب پر بھی مجھے بہت پذیرائی ملی ۔

پھر میں نے ۱۹۹۴ء میں علامہ اقبال پر ایک کتاب اردو زبان میں "اقبال حیات عصر" کے عنوان سے جو ۵۲۴ صفحات پر مشتمل ہے لکھ دی - مجھے ۱۹۹۴ء میں "اقبال دی حیاتی" پر "قومی صدارتی اقبال ایوارڈ" مل گیا - اسکے بعد میرا خیال تھا کہ میں علامہ اقبال کے اشعار کی تشریح کروں جو میرے خیال میں آج تک اس نہج پر نہیں کی گئی جسکے وہ متقاضی تھے - لیکن اللہ تعالیٰ کو کچھ اور منظور تھا - مجھے معلوم ہوا کہ علامہ اقبال پر انکے بھتیجے اعجاز احمد نے "مظلوم اقبال" کے عنوان سے ایک کتاب ۱۹۸۵ء میں لکھ دی - چونکہ اعجاز احمد علامہ اقبال کے خاندان کا واحد شخص ہے جو قادیانی تھا لہٰذا اس نے "مظلوم اقبال" کتاب میں جگہ جگہ یہ تاثر دیا کہ علامہ اقبال اور ان کا خاندان قادیانیت کی طرف جھکاؤ رکھتے تھے - حکومت پاکستان نے اس کتاب کو ضبط کر لیا - اس لئے بہت سے لوگوں کو اس کتاب کے بارے میں کوئی علم نہ ہوا اور نہ ہی اس کتاب کے جواب میں کچھ لکھا گیا - لیکن جن اقبال شناسوں کو اس کتاب کا علم تھا انکے لئے یہ بات قابل افسوس ہے کہ جواب نہ لکھ پائے ۔

کتاب کی ضبطی مسئلہ کا حل نہ تھا چنانچہ قادیانیوں نے یہ خیال کیا کہ کسی سے اس کتاب کا جواب نہیں بن پڑا - لہٰذا شیخ عبدالماجد قادیانی نے ایک کتاب "اقبال اور احمدیت" (جناب جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال کی کتاب زندہ رود پر تبصرہ) کے عنوان سے ۱۹۹۱ء میں لکھ ماری - یہ کتاب ۵۵۲ صفحات پر محیط ہے - اس پر غضب یہ کیا کہ جلد کے Back Page پر جناب راجہ غالب احمد سابق چیئرمین ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور' جناب شیخ عبدالقادر برصغیر کے ممتاز مذہبی سکالر' جناب ڈاکٹر سلام الدین نیاز سابق وزیر قانون حکومت آزاد کشمیر' جناب ملک صلاح الدین ایم - اے مصنف رفقاء احمد قادیان (بھارت)' جناب یوسف سہیل شوق' ممتاز صحافی اور جناب قمر اجنالوی اڈیٹر روزنامہ "مغربی پاکستان" کی آراء لکھ دیں - صرف جناب قمر اجنالوی کی رائے ملاحظہ کریں "شیخ عبدالماجد نے دراصل جناب جسٹس ڈاکٹر جاوید اقبال کو ایک بہت بڑی ذمہ داری سونپ دی ہے کہ وہ اپنی کتاب (زندہ رود) کے "اقبال اور احمدیت" سے متعلقہ حصوں پر نظر ثانی کریں یا پھر ان کی تحریر کا جواب لکھیں"۔

مزید برآں مصنف "اقبال اور احمدیت" شیخ عبدالماجد نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۰۰ پر جسٹس جاوید اقبال' اقبالیات کے ماہروں اور دانشوروں کو چیلنج دیا ہے کہ وہ "بروز" کے مسئلہ کی تاریخی تحقیق اور دوسرا قرآن کو معیار دے کر مرزا صاحب کے الہامات کی تحلیل اور عقیدہ مسیح و مہدی پر کام کریں" - مطلب یہ ہوا کہ اب قادیانی لوگ کتابوں کا جواب نہ پا کر اتنے دلیر ہو گئے کہ الٹا مسلمانوں کو للکار رہے ہیں - مجھے افسوس ہے کہ ایوان اقبال کے گدی نشینوں یا کسی اقبالسٹ نے قادیانیوں کے غلط دعاوی کا بروقت بطلان نہ کیا ورنہ وہ اس طرح نہ لکھ سکتے -

میں ۱۹۹۴ء کے اواخر میں لاہور میں اقبال اکیڈمی کے اسسٹنٹ ڈائریکٹر جناب ڈاکٹر وحید عشرت کو ملا - وہاں سے معلوم ہوا کہ علامہ اقبال کے عقیدہ کے خلاف دو عدد کتب "مظلوم اقبال" مصنفہ اعجاز احمد قادیانی اور "اقبال اور احمدیت" مصنفہ شیخ عبدالماجد قادیانی لکھی گئی ہیں - ان کا جواب دینا چاہیئے - جناب ڈاکٹر وحید عشرت کی تحریک پر میں نے حامی بھر لی - لیکن ہر دو کتب کا دستیاب ہونا محال تھا - کیونکہ ناشر "اقبال اور احمدیت" کی کتاب قادیانی حضرات کے علاوہ کسی اور کو نہ دیتے تھے اور یہ کہ اس کتاب کو وہ لوگ قادیانیوں کے پتہ پر بذریعہ وی - پی - پی ارسال کر رہے تھے - میں نے لاہور مین جگہ جگہ تلاش کی مگر کتاب نہ ملی ڈاکٹر وحید عشرت نے بھی کوشش کی لیکن بیکار - میں لاہور سے مایوس لوٹا - فکر یہ دامنگیر تھی کہ کتاب لکھنے کی

ذمہ داری قبول کر چکا ہوں لیکن کتب کی عدم دستیابی ایک مسئلہ بن گیا - کیونکہ دل میں ایفائے عہد کی خلش تھی - ملتان آنے پر ایک مشفق دوست سے "مظلوم اقبال" کتاب مل گئی - لیکن اصل مسئلہ "اقبال اور احمدیت" کی کتاب کا تھا - وہ اس طرح حل ہوا کہ سید ذوالکفل بخاری سے یہ کتاب مل گئی - یہ صاحب سید عطاء اللہ شاہ بخاری کے نواسہ ہیں۔

کتب کی ضبطی یا بندش سے مسئلہ حل نہیں ہوتا بلکہ اور اجاگر ہوتا ہے - راقم یہ گزارش کرتا ہے کہ اس کتاب کو حکومتی سطح پر جانچا جائے اور اگر یہ مدلل اور مکمل جواب ہے تو ضبط شدہ کتاب کو منظر عام پر آنے دیا جائے - دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائے گا - میرا یقین محکم ہے کہ راقم کی کتاب "ختم نبوت اور عقیدۂ اقبال" قادیانیوں کے تارو پود اسی طرح اکھاڑ کر رکھ دے گی جیسا کہ علامہ اقبال نے ۱۹۳۵ء میں قادیانیوں کے باطل عقیدہ کو طشت از بام کر دیا تھا۔

یہ کتاب میں نے ایک فرض اور قرض جان کر لکھی ہے - واقعات کے بیان کرنے میں کذب اور ادبی دجل سے کام نہیں لیا - کتب کے حوالہ جات میں بخل نہیں کیا - جوابات قادیانیوں کی مسلمہ کتب سے دیے گئے - ۹۰ فیصد جوابات مرزا غلام احمد قادیانی کی خود نوشتہ کتب سے بمعہ حوالہ جات دیے گئے - کوئی حوالہ من گھڑت اور معیار سے گرا ہوا نہیں ہے - اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ من گھڑت نبوت کے خیال میں پھنسے ہوئے قادیانیوں کو مسلمان بنائے - اور اقبال کا مزید اقبال بلند کرے - امن ثم امین

حرف آغاز

قادیانیت ایک عفریت ہے اور جھوٹ کی گود میں پرورش پانے والا کفر و الحاد کا ایک ناجائز بچہ ہے جو انگریزوں اور یہودیوں نے امت مسلمہ کے وجود کو اندر سے کھوکھلا کرنے کے لئے جنم دیا۔ کفر ہمیشہ مسلمانوں کے جذبہ جہاد سے برگشتہ رہا ہے اور اس نے مسلمانوں میں سے اس روح کو ختم کرنے کے لئے ہر حربہ استعمال کیا ہے۔ قادیانیت کی روح بھی ایک فاسق اور فاجر شخص کو پیغمبری کا لبادہ پہنا کر مسلمانوں کے اندر برگ حشیش کی طرح کاشت کرنا تھا اس قادیانی بچھڑے کو انگریز سامری نے برصغیر میں اپنے دور اقتدار میں پالا پوسا مرزا غلام احمد قادیانی کی تمام تحریریں انگریز کی مداحی اور اپنے فسق و فجور کے اعتراف سے عبارت ہیں وہ پیغمبر اور نبی بن تو گیا ایک شریف انسان کے معیار پر بھی پورا نہیں اترتا۔ مرزا غلام احمد قادیانی سارق ختم نبوت ہے گستاخ رسول ہے اپنی نبوت میں جھوٹا ہے اور تاریخ کا سبق یہ ہے کہ مسیلمہ کذاب سے لیکر قادیانی کذاب تک کسی مدعی نبوت کو مسلمانوں میں سوائے ذلت و رسوائی کے کچھ نصیب نہیں ہوا۔

شیخ عبدالماجد قادیانی' قادیانیوں کا پالتو گماشتہ ہے قادیانیوں کے پورے وسائل اس کے لئے فراواں ہیں اور وہ حضرت علامہ اقبال کی شخصیت کو مسمار کرنے کی مہم پر لگایا ہوا بلکہ سدھایا ہوا کذاب ہے اس کتاب کے مطالعے سے آپ پر واضح ہو گا کہ وہ حوالوں اور حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرنے میں "قادیانہ مہارت" رکھتا ہے قادیانی جھوٹ کا شجر سب سے پہلے علامہ اقبال کے آبائی محلہ چوڑی گراں کی مسجد حسام الدین میں لگا اور قادیانی کذاب ایک مناظر کے طور پر عوام میں معروف تھا لہٰذا دوسرے بہت سے لوگوں کی طرح اقبال کے قرب و جوار میں بھی یہ مقبول تھا مگر جب اس نے نبوت کا دعویٰ کیا تو آہستہ آہستہ یہ لوگ اس فتنے کے مخالف ہو گئے۔ اور جب اقبال نے دیکھا کہ یہ فتنہ جنوبی ایشیا کے مسلمانوں کے لئے سیاسی' عمرانی اور مذہبی خطرات سے بھرا پڑا ہے تو انہوں نے دوسرے علماء کی طرح اس کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دینے کی تحریک اٹھائی یہ ہے اقبال کا قصور جس کی بنا پر قادیانی کذاب کی پوری امت ان کی شخصیت کو مسمار کرنے پر تلی ہوئی ہے۔ قادیانیوں کے ساتھ اقبال کے تعلقات کے تمام راوی قادیانی ہیں مرزا جلال الدین عبدالمجید سالک غلام محی الدین قصوری ایڈووکیٹ' رسالہ الفرقان' الفضل شیخ اعجاز احمد سب قادیانی ذرائع ہیں لہٰذا یہ سب جھوٹے اور ساقط الاعتبار ہیں اور اقبال سے قادیانی روابط کی تمام روایات گھڑی ہوئی اور جھوٹ کا پلندہ ہیں۔

Marfat.com

علامہ اقبال کے واحد قادیانی بھتیجے شیخ اعجاز احمد جس کی اولاد بھی قادیانیت سے تائب ہو چکی ہے اور جس کو اس بنا پر اقبال نے جاوید اقبال اور منیرہ بیگم کی گارڈین شپ سے محروم کر دیا تھا کی کتاب مظلوم اقبال میں تبصرہ کرتے ہوئے میں نے وہ خط پیش کر دیا تھا جس میں قادیانیوں نے تحریفات کیں اصل خط دیکھ کر شیخ اعجاز تو چپ ہو گئے مگر عبدالماجد نے کٹ حجتی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اسے اصل تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ ہم نے ان کی کتاب "اقبال اور احمدیت" پر پندرہ روزہ "مہارت" میں چند اقساط میں تبصرہ کیا مگر جب یہ دیکھا کہ شیخ ماجد قادیانیوں کی پرانی فطرت کے مطابق اپنی کذب زبانی سے باز ہی نہیں آتے تو اس شغل بیکار سے ہاتھ روک لیا خیال تھا کہ "اقبال اور قادیانی کذاب" کے نام سے ایک کتاب لکھوں گا مگر "فکر اقبال اور تحریک احمدیہ" کے نام سے انہوں نے میرے خلاف بھی ایک کتاب داغ دی قادیانیوں کے مجھ پر اور اقبال پر ان تمام حملوں کا حساب کتاب میرے ذمے قرض ہے جو کسی فراغت میں ضرور چکاؤں گا تاہم میری تحریک پر علامہ اقبال کے عاشق صادق ممتاز ادیب اور ماہر اقبالیات جناب عبدالمجید خان ساجد (اقبال ایوارڈ یافتہ) نے "ختم نبوت اور عقیدہ اقبال" کے نام سے بڑی عرق ریزی کے بعد کتاب لکھ دی ہے جو قادیانیت کو ایک مسکت جواب سے کم نہیں۔ انہوں نے خود قادیانیوں کی تحریروں سے ان کے جھوٹ کو بے نقاب کر دیا ہے اور اقبال پر ان کے تمام سوقیانہ اعتراضات کو رد کر دیا ہے شاید اس کے بعد میری کتاب کی ضرورت بھی ختم ہو گئی ہو اور کفار کے اس ٹولے کے بارے میں کچھ لکھنا اس کو ضرورت سے زیادہ اہمیت دینا ہو گا میں اس کتاب کو عبدالمجید خان ساجد اور اپنے لئے توشہ آخرت تصور کرتا ہوں لاتوں کے یہ بھوت باتوں سے کب مانتے ہیں۔

اس کی زبان اتنی سادہ ہے کہ سب کی سمجھ میں آجاتی ہے اور اتنا مدلل کہ اس کا کوئی جواب ہی نہیں وہ ادارے جو ختم نبوت کے تحفظ کے لئے پوری دنیا میں قادیانیوں کے تعاقب میں ہیں انہیں چاہیے کہ اس کتاب کو اپنے پاس ضرور رکھیں اور اس کے دوسری زبانوں میں تراجم بھی تقسیم کریں۔ ہمیں ہر کونے اور ہر گوشے سے قادیانیت کا محاسبہ کرنا ہے اقبال جنوبی ایشیا میں ہی نہیں پورے عالم اسلام میں قادیانیت کے خلاف ایک موثر آواز ہیں اور اس آواز کو بلند رکھنا ہر مسلمان کا فرض ہے عبدالمجید خان ساجد صاحب نے یہ کتاب لکھ کر اقبال کی بڑی ہی خدمت کی ہے خدا اسے قبولیت عامہ عطا فرمائے اور انہیں اجر عظیم دے اس لئے کہ ناموس ختم نبوت کے تحفظ سے زیادہ آج کے دور میں کوئی عبادت نہیں اس میں ذرا سی بھی غفلت ہمارے ایمان کے تقاضوں کے منافی

Marfat.com

ہے۔ جملہ معترضہ کے طور پر یہاں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ یہ کہنا مناسب نہیں کہ شیخ اعجاز احمد کی کتاب مظلوم اقبال اور شیخ عبدالماجد کی کتاب اقبال اور احمدیت کا کوئی جواب نہیں دیا گیا اقبال اکادمی کے جریدے اقبالیات میں راقم نے دو مقالات میں مظلوم اقبال پر تبصرہ لکھے اور وہ خط پیش کیا جو شیخ اعجاز احمد کو گارڈین شپ سے محروم کرتا ہے اور جو اس کتاب میں حوالہ کے طور پر موجود ہے یہ میرے تبصرے بھارت میں بمبئی کے ممتاز رسالے شاعر میں بھی شائع ہوئے عبدالماجد کی کتاب اقبال اور احمدیت پر میرا محاکمہ پندرہ روزہ مہارت لاہور میں پانچ چھ قسطوں میں چلتا رہا بعض مسائل اور عدیم الفرصتی کی بنا پر میں اس کے جواب میں کتاب نہ لکھ سکا تو میں نے جناب عبدالمجید خان ساجد صاحب کو اس کتاب کے لکھنے کی تحریک دی۔ خدا کا شکر ہے کہ انہوں نے اس کو فرض اور قرض سمجھ کر ادا کیا سر سید احمد خان نے فرمایا تھا کہ جب خدا کے حضور میں پیش ہوں گا اور میرے اعمال کا حساب کتاب ہو گا تو میں مسدس حالی پیش کروں گا کہ یہ میری تحریک پر لکھی گئی کچھ یہی حال میرا ہے میں بھی اپنے خدا اور اپنے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور عبدالمجید خان ساجد کی یہ کتاب پیش کروں گا کہ یہ کتاب میری تحریک پر لکھی گئی اور ہم یہ کتاب لکھ کر اپنے خدا اور اپنے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور سرخرو ہوئے یقین کامل ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کے صدقے جناب عبدالمجید خان ساجد اور میری فرد گذاشتوں سے در گذر فرما کر ہمیں جنت الفردوس سے نوازے گا آمین ثم آمین۔ مجھے امید ہے کہ اقبال اور ختم نبوت کے حوالے سے یہ کتاب ہمیشہ بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھے گی گرچہ قادیانیوں کی خوئے بد نئے بہانے تراش کر پھر میدان میں اترنے سے باز نہیں آئے گی بقول اقبال

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

ڈاکٹر وحید عشرت

اقبال اکادمی پاکستان

لاہور

۹ نومبر ۱۹۹۷ء

Marfat.com

Marfat.com

پہلا باب

علامہ اقبال اور قادیانیت

علامہ اقبال کی بیعت کا مسئلہ

"اقبال اور احمدیت" کے مصنف شیخ عبدالماجد (قادیانی) نے علامہ اقبال کے متعلق لکھا کہ انھوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت کی تھی اور وہ ۱۹۳۱ء تک اس جماعت سے منسلک رہے۔ اس سلسلہ میں "اقبال اور احمدیت" مصنف شیخ عبدالماجد سے ایک اقتباس ملاحظہ کیجئے۔
"علامہ اقبال نے ۱۸۹۷ء میں مرزا غلام احمد کی بیعت کی جبکہ ان کا شعور پختہ نہ تھا اور اقبال نے چونکہ عملی رنگ میں جماعت کے ساتھ روابط نہیں رکھے اور اب لڑکپن کا دور بھی نہیں رہا' اب آپ کا ذہنی شعور پختہ ہو چکا ہے۔ اب آپ کے والد صاحب کے جماعت میں روابط میں بھی سرد مہری آ رہی ہے۔ اس صورتحال میں علامہ کو نئے سرے سے بیعت بھجوانا چاہیئے۔ راقم کا خیال ہے کہ اگر غلام محی الدین قصوری صاحب کو بھی اس دور میں جب وہ برصغیر کے ممتاز ایڈوکیٹ میں شمار ہونے لگے - بیعت کا پیغام بھیجا جاتا تو وہ بھی بیعت کرنے پر آمادگی کا اظہار نہ کرتے لیکن اس سے ان کے ۱۸۹۷ء والے بیعت کے واقعہ کو کالعدم قرار نہیں دیا جا سکتا"۔

(اقبال اور احمدیت ص ۴۳-۴۲)

دوسرا اقتباس "بہرحال ۱۹۰۲ء میں حالات بہت کچھ بدل چکے تھے علامہ اقبال ایم اے کر چکے تھے اورینٹل کالج میں استاد مقرر ہو چکے تھے۔ کچھ عرصہ پیشتر ملکہ وکٹوریہ کی وفات پر غایت درجہ پر درد و پر اثر مرثیہ لکھ کر انگریزوں سے زبردست خراج تحسین حاصل کر کے شہرت پا چکے تھے۔ اب آپکے والد صاحب کی احمدیت سے وابستگی کا گراف نیچے گر چکا تھا"۔

(مظلوم اقبال ص ۱۸۶)

شیخ اعجاز احمد جو علامہ اقبال کے سگے بھتیجے ہیں' خود بیان کرتے ہیں "۱۹۰۲ء میں جب ہماری منجھلی پھوپھی طالع بی بی کا انتقال ہوا تو سیالکوٹ کے احمدی حضرات ان کے جنازے میں شامل نہ ہوئے -" اس پر میاں جی نے حضرت میر حامد شاہ کی زبانی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو پیغام بھیجا کہ "میں عمر رسیدہ ہوں تو آپ کے ساتھ اس قدر تیز نہیں چل سکتا ..." ان کے

Marfat.com

متعلق یہ کہنا کہ وہ احمدی نہ تھے نامکمل بات ہوگی۔ ہاں یہ کہنا درست ہو گا کہ وہ ابتداء میں جماعت میں شامل ہو گئے تھے۔ لیکن ۱۹۰۲ء میں جماعت سے الگ ہو گئے۔

(مظلوم اقبال ص ۱۸۵)

پھر شیخ اعجاز احمد یہ بیان کرتے ہیں۔

"میاں جی کے جماعت احمدیہ سے علیحدگی کے بعد ہوش سنبھالنے پر میں نے گھر میں احمدیت کا چرچا نہیں سنا"۔

(مظلوم اقبال ص ۱۸۶)

مرزا بشیرالدین محمود کا خود بیان ہے۔

"۹۲-۱۸۹۱ء.... کے چند سال بعد جب سر اقبال کالج میں پہنچے تو ان کے خیالات میں تبدیلی آگئی اور انہوں نے اپنے باپ کو بھی سمجھا بجھا کر احمدیت سے منکر کر دیا"۔

(سیرت المہدی - مرزا بشیراحمد ایم-اے ص ۲۴۹)

مندرجہ بالا اقتباسات قادیانی حضرات کے ہیں جنہوں نے علامہ اقبال کی بیعت کا مسئلہ چھیڑا اور ایڑی سے چوٹی تک زور لگایا کہ علامہ اقبال ۱۹۳۱ء تک جماعت احمدیہ سے منسلک رہے لیکن ان کے اپنے بیانات خود ان کے خلاف گواہی دے رہے ہیں۔

مندرجہ بالا اقتباسات سے مندرجہ ذیل نتائج اخذ ہوتے ہیں۔

۱ ناپختہ شعور کے لوگ قادیانیت کے پھندے میں آتے ہیں اور جب شعور پختہ ہو جاتا ہے تو لوگ بیعت توڑ دیتے ہیں۔

علامہ اقبال ۱۹۰۲ء میں ہی قادیانیت سے اختلاف کر گئے تھے - لہٰذا شیخ عبدالماجد کا یہ بیان کہ علامہ اقبال ۱۹۳۱ء تک جماعت احمدیہ سے منسلک رہے کس قدر مضحکہ خیز معلوم ہوتا ہے۔

۳ بیعت کا قصہ صرف قادیانیوں نے گھڑا ہے - اس کے علاوہ کسی اور نے یہ بات نہیں لکھی - اس کے راوی مرزا جلال الدین' شیخ اعجاز احمد اور عبدالمجید سالک ہیں - جن میں سے پہلے دو قادیانی ہیں اور تیسرے کا باپ اور بھائی قادیانی ہیں۔

۴ یہ بات بھی قابل غور ہے کہ قادیانیوں نے اقبال کو ۱۹۰۲ء میں بیعت کیلئے کہا اور اس نے اشعار کی زبانی جواب دے دیا کہ وہ بیعت نہیں کرے گا - معلوم ہوتا ہے علامہ اقبال نے ۱۹۰۲ء سے پہلے بیعت کی ہی نہیں - اگر کی ہوتی تو علامہ اقبال نے جو اشعار بیعت نہ کرنے کے متعلق لکھ کر بھیجے تو ان اشعار میں تجدید بیعت کا ذکر ملتا - معلوم

Marfat.com

ہوتا ہے کہ بیعت ہوئی ہی نہیں تھی - اس بارے میں شیخ اعجاز احمد کا بیان ساری قلعی کھول رہا ہے - وہ لکھتے ہیں .

"اس سے اتنا تو معلوم ہوا کہ اس سے پہلے اقبال نے بیعت نہیں کی ہوئی تھی - اگر کی ہوتی تو یہ پیغام کیوں بھیجا جاتا".

(مظلوم اقبال ص ۱۹۰)

یہ بات بھی واضح ہو گئی ہے کہ علامہ اقبال کے والد شیخ نور محمد بھی بقول شیخ اعجاز احمد "احمدیت سے گریزاں نظر آتا ہے - کیونکہ ان کی احمدیت سے وابستگی کا گراف نیچے گر چکا تھا".

۱۸۹۷ء کے بعد علامہ اقبال ۱۹۳۸ء تک اکتالیس برس زندہ رہے لیکن کسی کو یہ ہمت نہ ہوئی کہ ان کے متعلق یہ بات لکھتا - آج علامہ اقبال کی وفات کی آدھی صدی گزرنے کے بعد یہ بے سروپہ قصہ اچھالا جا رہا ہے - سوائے اقبال دشمنی کے اور کیا بات ہے - کیونکہ انہوں نے قادیانیوں کے متعلق یہ کہا تھا کہ ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور ۱۹۷۴ء میں ان کو بھٹو حکومت نے "غیر مسلم اقلیت" قرار دے دیا.

علامہ اقبال کو ۱۹۰۲ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے ایک مرید خاص سید حامد شاہ کے ذریعے کہلوایا - علامہ اقبال نے مندرجہ ذیل منظوم جواب دیا جو رسالہ "مخزن" مئی ۱۹۰۲ء میں چھپا.

تنکے چن چن کے باغ الفت کے
آشیانہ بنا رہا ہوں میں
ایک دانہ پہ ہے نظر تیری
اور خرمن کو دیکھتا ہوں میں
تو جدائی پہ جان دیتا ہے
وصل کی راہ سوچتا ہوں میں

(اقبال اور احمدیت ص ۱۱-۱۰ از بشیر احمد ڈار)

فروری ۱۹۰۲ء میں ہی علامہ اقبال نے انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ اجلاس میں ایک نظم پڑھی جس کا عنوان تھا "اسلامیہ کالج کا خطاب پنجاب کے مسلمانوں سے" اس نظم کے نویں بند کا ایک شعر غور طلب ہے.

Marfat.com

ے اے کہ بعد از تو نبوت شد بہ ہر مفہوم شرک
بزم را روشن ز نور شمع عرفاں کردہ ای

جو شخص نبوت میں کسی قسم کی پیوند کاری کو شرک فی النبوت تصور کرتا ہو کوئی نبوت خواہ ظلی اوربروزی کی اصطلاحات میں اپنے آپ کو ملفوف کر کے پیش کرے اقبال اسے رد کرتا ہے - اقبال عاشق رسولؐ ہے پروانہ شمع رسالتؐ ہے وہ کیسے آنحضورؐ کی ختم نبوت کے بعد کسی اور کو نبی مان سکتا ہے - برخلاف اس کے غلام احمد قادیانی کا تو آخر میں دعویٰ ایک اعلیٰ اور برتر نبوت کا ہو گیا - جس کے بارے میں آگے بیان آئے گا اور قلعی کھل جائے گی کہ مرزا غلام احمد قادیانی کی تدریجی نبوت ظلی، بروزی، حلولی یا محدث کی اصطلاحات محض ایک دھوکہ تھا - علامہ اقبال کا یقین کامل ہے۔

ے بمصطفی برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بو لہبی است

اقبال ایسے شخص کے متعلق یہ گمان کرنا کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی سے عقیدت رکھتا تھا اور بیعت کی تھی کس قدر فریب کاری اور دجل ہے - اقبال کی بیعت کے متعلق " مظلوم اقبال" کے مصنف شیخ اعجاز احمد نے بہت بڑا ثبوت خود مہیا کر دیا ہے۔

ے پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانہ سے

شیخ اعجاز احمد لکھتا ہے "مجھے بھی احمدیہ لٹریچر میں علامہ کے کسی وقت حضرت صاحب کی بیعت کرنے کی کوئی معتبر شہادت نظر نہیں آئی - ماہنامہ "الفرقان" ربوہ (جولائی - اگست ۱۹۶۷ء) کے ایک مضمون میں مولوی غلام محی الدین قصوری ایڈووکیٹ (جو ابتداء میں جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے لیکن بعد میں علیحدہ ہو گئے) کی روایت بیان کی گئی ہے کہ ۹۷-۱۸۹۶ء میں جب ڈاکٹر اقبال بی-اے کلاس میں پڑھتے تھے تو آپ بانی سلسلہ احمدیہ کی بیعت میں شامل ہو گئے تھے اس کے علاوہ ایک روایت خواجہ نذیر احمد ایڈووکیٹ کی ہے جو غیر مبائعین کی جماعت سے تعلق رکھتے تھے - انہوں نے اضطرابات پنجاب کے سلسلہ میں انکوائری کمیشن کے سامنے شہادت دیتے ہوئے

Marfat.com

کہا کہ اقبال نے ۱۸۹۳ء یا ۱۸۹۴ء میں بیعت کی تھی لیکن یہ بھی تسلیم کیا کہ انہیں اس کا ذاتی علم نہیں - میرے نزدیک علامہ کی بیعت ثابت کرنے کیلئے یہ شہادت جس میں بیعت کے سن کے متعلق بھی اختلاف ہے کافی نہیں مزید برآں حسب ذیل باتیں بیعت کی تردید کرتی ہیں

مئی ۱۹۰۲ء کے ماہنامہ "مخزن" میں ایک نظم شائع ہوئی تھی اس کا عنوان تھا "منظوم خط پیغام بیعت کے جواب میں" اس کے متعلق شیخ اعجاز احمد کا بیان ہے "ظاہر ہے مئی ۱۹۰۲ء سے کچھ پہلے کسی نے چچا جان کو بیعت کیلئے لکھا ہوگا جس کے جواب میں انہوں نے یہ نظم شائع کروائی ..... اس سے اتنا تو معلوم ہوا کہ اس سے پہلے اقبال نے بیعت نہ کی ہوئی تھی - اگر کی ہوتی تو یہ پیغام کیوں بھیجا جاتا ۔ (مظلوم اقبال ص ۱۹۰-۱۸۹)

شیخ اعجاز احمد علامہ اقبال کا بھتیجا ہے اور وہ سارے خاندان میں واحد قادیانی ہے - یہ گھر کا فرد علامہ کے متعلق کتنا واضح بیان دے رہا ہے اس کو گھر میں خبر نہ تھی کہ علامہ اقبال نے مرزا قادیانی کی بیعت کی ہے ؟ اس نے اقبال کے متعلق ایک کتاب "مظلوم اقبال" کے نام سے لکھ دی اور کوشش کی کہ ثابت کرے کہ علامہ اقبال قادیانیوں کو اچھا خیال کرتے تھے - لیکن بیعت کے متعلق یہ شخص بھی انکاری ہے لہٰذا علامہ اقبال نے کبھی بھی مرزا قادیانی کی بیعت کی تھی کی کوئی روایت پایۂ ثبوت تک نہیں پہنچ پائی ۔

۱۹۱۰ء - آگے ایک اور اقتباس ملاحظہ کریں ۔

"الحکم" قادیان (قادیانی اخبار) مورخہ ۲۳ اگست ۱۹۱۰ء میں ایک خبر شائع ہوئی کہ شیخ یعقوب علی تراب کی نواسی کا نکاح بعد از نماز مغرب پانچ صد روپیہ حق مہر پر ڈاکٹر محمد اقبال سے ہوا - اقبال کے احباب و اعزہ کو تعجب ہوا کہ انہوں نے قادیان جا کر احمدیوں سے رشتہ جوڑ لیا جن کے عقائد کے وہ خلاف تھے - اقبال کو اس بے سروپہ خبر کی تردید چھپوانا پڑی جو "پیسہ اخبار" مورخہ ۱۵ اگست میں شائع ہوئی - فرمایا "اس عبارت سے میرے اکثر احباب کو غلط فہمی ہوئی اور انہوں نے مجھ سے زبانی اور بذریعہ خطوط استفسار کیا ہے - سب حضرات کی آگاہی کیلئے بذریعہ آپ کے اخبار اس امر کا اعلان کرتا ہوں کہ مجھے اس معاملہ سے کوئی سروکار نہیں ہے - جن ڈاکٹر محمد اقبال کا ذکر ایڈیٹر صاحب "الحکم" نے کیا ہے وہ کوئی اور صاحب ہوں گے "۔

(اقبال اور احمدیت ص ۵۵-۵۴)

مندرجہ بالا اقتباس پر تبصرہ کرتے ہوئے "اقبال اور احمدیت" کے مصنف شیخ عبدالماجد نے

Marfat.com

دو غلطیوں کی نشاندہی کی کہ دلہن محترمہ امتہ الرحمٰن صاحبہ کو شیخ یعقوب علی تراب کی نواسی لکھنا درست نہیں یہ محترمہ خود حضرت مولوی حکیم نورالدین کی نواسی تھی اور دوسرا دولہا کا نام ڈاکٹر اقبال علی غنی تھا۔
(اقبال اور احمدیت ص ۵۵)

یہاں پر شیخ عبدالماجد نے دولہا اور دلہن کے ناموں کی غلطی تو درست کر دی لیکن اس تردیدی خبر پر جو علامہ اقبال کی طرف سے احمدیوں کے عقائد سے سراسر خلاف تھی ایک لفظ بھی نہ لکھا کہ علامہ اقبال کو قادیانیت سے یکسر اختلاف تھا۔ یہ واقعہ ۱۹۱۰ء کا ہے ۔ شیخ عبدالماجد کا خیال ہے کہ علامہ اقبال ۱۹۳۱ء تک احمدیہ جماعت کے عقائد کے خلاف نہ تھے ۔ لیکن دیکھ لیا ذرا سی غلط فہمی پر اقبال کس طرح برافروختہ نظر آتا ہے ۔ اصل بات یہ ہے کہ علامہ مرنجاں مرنج انسان تھے لیکن جب کوئی بات خلاف عقیدہ خیال کرتے فوری طور پر باز پرس کرتے ۔

ے
ہو حلقہ یاراں تو بریشم کی طرح نرم
رزم حق و باطل ہو تو فولاد ہے مومن

اقبال اور خطبہ علی گڑھ

اقبال کی اعلیٰ ظرفی ملاحظہ ہو کہ انہوں نے ۱۹۱۰ء میں اپنے خطبہ علی گڑھ میں اس جماعت احمدیہ کو "اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ" قرار دیا جس پر یہ لوگ فخر کر رہے ہیں کہ علامہ کو ان سے عقیدت تھی ۔ دراصل علامہ اقبال ایک آفاقی شاعر ہے وہ جو اچھی بات کسی میں دیکھتا ہے اس کی تعریف کرتا ہے ۔ سامراجی قوتیں انسانوں کے حقوق غصب کر رہی تھیں ۔ وہ دوسرے ملکوں کو اپنے زیر نگیں کرنے کے درپے تھیں ۔ مزدوروں کے حقوق پر ڈاکے پڑ رہے تھے ۔ ارتکاز زر زوروں پر تھا ۔ اسلام چونکہ ان تمام باتوں کے خلاف تھا لہٰذا اقبال نے سامراجیوں کی پر زور مخالفت کی اور ان کے خلاف اشعار لکھے مثلاً

ے
گیا دور سرمایہ داری گیا
تماشا دکھا کر مداری گیا

چونکہ اشتراکیت سامراجیوں کے خلاف ایک سیاسی جنگ تھی اور اقبال نے اسلامی اقدار کو سامنے رکھ کر سامراجیوں کی باز پرس کی لہٰذا اشتراکی لوگوں نے علامہ اقبال کو اشتراکی کہنا شروع کیا اور نیم خواندہ مولویوں نے اقبال کو سوشلسٹ سمجھنا شروع کر دیا ۔ حالانکہ علامہ اقبال نے تو

Marfat.com

ایک اچھی بات کو سراہا تھا - اس کے سراہنے سے' ان کے عقیدے سے عقیدت نہیں ہوجاتی - اشتراکیت مادہ پرستی ہے اور خدا کی ہستی سے انکار اقبال ان کے اس عقیدہ کے بالکل خلاف ہیں

کارل مارکس کے متعلق علامہ اقبال کہتا ہے۔

صاحب سرمایہ ازنسل خلیل' یعنی آں پیغمبرے بے جبرئیل
زانکہ حق در باطل او مضمراست' قلب او مومن دماغش کافر است،
دین آں پیغمبر حق ناشناس' برمساوات شکم دارد اساس

میسولینی کے متعلق اس طرح لکھتا ہے کہ

"میسولینی بغیر بائبل کے لوتھر ہے"۔

اس طرح مرزا غلام احمد قادیانی نی نے جب عیسائیوں اور آریہ سماجیوں کے خلاف تبلیغ اسلام کے سلسلہ میں مناظرے کیے تو اس بات کو مدنظر رکھتے ہوئے علامہ اقبال نے اسے سراہا - علامہ اقبال نے قادیانیوں کے عقائد کو کبھی نہیں سراہا اور نہ ہی کبھی یہ کہا کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کی من گھڑت نبوت کو درست خیال کرتے ہیں - اقبال کی طرح بہت سے لوگوں نے جن میں مولانا ابوالکلام آزاد' عبدالماجد دریا بادی اور سید سلیمان ندوی جیسے علماء شامل ہیں نے مرزا غلام احمد قادیانی کی اس بات کو سراہا - اصل میں "براھین احمدیہ" مصنفہ مرزا غلام احمد قادیانی کے چار حصے تو ۱۸۸۰ء تا ۱۸۸۴ء منظرعام پر آچکے تھے لیکن پانچواں حصہ ۱۹۰۸ء میں شائع ہوا اور یہی وہ پانچواں حصہ ہے جس میں مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا - ویسے اس کتاب کے اصل حقائق بہت دیر بعد مسلمانوں کو معلوم ہوئے لہٰذا علامہ اقبال کو اگر معلوم ہوتا کہ ان کے درپردہ عزائم اسلام کی بیخ کنی ہیں تو وہ اس کے خلاف ضرور آواز اٹھاتے - علامہ اقبال نے جو تعریفی جملہ خطبہ علی گڑھ ۱۹۱۰ء میں قادیانی جماعت کیلئے کہا تھا وہ انگریزی زبان میں اس طرح ہے۔

In the Punjab the essentially Muslims Type of Charachter has found a powerful expression in the so called Qadiani Sect.

اس کا اردو ترجمہ سب سے پہلے مولانا ظفر علی خان نے کیا جو یوں ہے - "پنجاب میں اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ اس جماعت کی شکل میں ظاہر ہوا ہے جسے قادیانی فرقہ کہتے ہیں"۔

(مظلوم اقبال ص ۹۶)

Marfat.com

ڈاکٹر ریاض احمد نے اپنی کتاب افکار اقبال میں اس کا ترجمہ یوں لکھا "پنجاب میں بنیادی طور پر مسلم طرز کے کردار کا زور دار ظہور قادیانی نام کے فرقے میں ہے"۔

(افکار اقبال - ریاض احمد ص ۶۸)

So Called Qadiani sect کا ترجمہ قابل غور تھا جو کسی نے درست نہیں کیا - اس کا اصل ترجمہ "نام نہاد قادیانی ٹولہ" بنتا ہے - بہرحال کسی صورت میں "جماعت احمدیہ اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ ہے -" ترجمہ نہیں بنتا لیکن بااین ہمہ اس سے یہ بات تو ثابت نہیں ہوتی کہ علامہ محمد اقبال مرزا قادیانی کی بات کو درست تسلیم کر رہے ہیں۔

ایک اور اقتباس ملاحظہ ہو۔

"چونکہ اس زمانہ میں جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ نہ کیا تھا اور وہ ایک مناظر اسلام کے روپ میں ظاہر ہوا تو اس زمانہ میں کئی لوگ شبلی نعمانی، مولانا ظفر علی خان اور علامہ اقبال اس بات سے متاثر ہوئے لیکن جب مرزا بشیرالدین محمود نے خلافت کو ایک سیاسی کاروبار کی شکل دی تو ایک ایک ورق کھل گیا نتیجتہً جو لوگ ایک عام شہرت کے باعث مرزا کو مناظر و مبلغ خیال کرتے تھے ظلی اور بروزی نبی کی اصطلاحوں سے چوکنا ہو گئے اور ان پر وقت کے ساتھ ساتھ تمام حقیقتیں منکشف ہو گئیں کہ مرزا غلام احمد اور اس کے خلافتی جانشیوں کا مقام و منشا کیا ہے اور وہ مسلمانوں میں دینی ارتداد کی ایک سیاسی تحریک ہے"۔

(مرزائیل - شورش کاشمیری ص ۹۵)

نہایت عجیب بات ہے کہ ۱۹۱۰ء کے خطبہ علی گڑھ کی تحریر کو جو قادیانیوں کے حق میں ہو جواز بنا لیا جائے لیکن جب علامہ اقبال کے ہاتھوں ان کی مکرو ریاء کی دلق چاک ہوئی اور اصل حقیقت واضح ہونے پر یہاں تک فرمایا کہ اس جماعت کی طرف سے دعویٰ نبوت اسی طرح ہے جیسے مسیلمہ کذاب نے دعویٰ کیا تھا اور ایسا دعویٰ کرنے والا شخص اسلام کی رو سے واجب القتل ہے - علامہ اقبال کے اس خیال کی کیوں تشہیر نہیں کی گئی۔

علامہ اقبال کی احمدیہ جماعت کے متعلق یہ سوچ تھی ایسے شخص کے متعلق لکھ دینا کہ وہ صرف طلب جاہ یا احراری حضرات کے ورغلانے سے قادیانیوں کے خلاف ہو گئے بہت بڑا الزام ہے - اس پر آگے تفصیلی گفتگو کی جائے گی - اصل بات یہ ہے کہ علامہ اقبال اس وقت کسی شخص کی بازپرس کرتے ہیں جب ان کے عقائد اور خیالات کھل کر سامنے آجاتے ہیں اسلئے جب

Marfat.com

علامہ اقبال نے دیکھا کہ آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی آڑ میں قادیانی اسلام کو نقصان پہنچانے کا باعث ہو رہے ہیں تو آپ نے پوری شدومد سے مخالفت کی ۔

جلسہ سیرت النبیؐ اور اقبال

"۱۹۰۹ء میں علامہ اقبال جماعت احمدیہ لاہور کے جلسہ سیرت النبیؐ کے مقرروں میں نظر آتے ہیں"۔
(اقبال اور احمدیت ص ۴۳)

حیرانی کی بات ہے کہ شیخ عبدالماجد جلسہ سیرت النبیؐ میں اگر علامہ اقبال کو بطور مقرر دیکھتے ہیں تو اس میں کونسی برائی والی بات تھی ۔ کوئی کافراگر آنحضوؐر کی سیرت اقدس کا بیان کرنے کیلئے اپنا پلیٹ فارم مہیا کرتا تو وہ عاشق رسولؐ اس میں شرکت کر کے آنحضوؐر کی سیرت پر عقیدت کے پھول نچھاور کرنے کے لئے ضرور حسب توفیق بات کرتا ۔ اگر شیخ عبدالماجد یہ بیان دیتا کہ وہ جلسہ غلام احمد قادیانی کی سیرت کو بیان کرنے کا تھا اور علامہ اقبال نے مرزا غلام احمد قادیانی کی بطور نبی تعریف کی تو اقبال قابل مواخذہ تھا اور یہ لوگ فخر کر سکتے تھے کہ علامہ اقبال نے ان کے خیالات کی ترجمانی و تصدیق کی لیکن اگر آنحضوؐر خاتم النبیاء کی سیرت بیان کی گئی تو یہ ایک اچھی بات تھی کہ قادیانیوں کے پلیٹ فارم سے آنحضوؐر کی سیرت اقدس بیان ہو رہی تھی اور اس طرح اسلام کی حقانیت کا بول بالا ہو رہا تھا ۔

جب مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا اعلان کیا گیا اور اس کے ساتھ یہ بھی کہا گیا کہ جو مسلمان مرزا صاحب کی نبوت کا قائل نہیں وہ کافر ہے اس کا رد عمل فطری تھا ۔ چنانچہ اقبال نے ۱۹۱۶ء میں اسکے جواب میں ایک بیان دیا ۔

"جو شخص نبی کریمؐ کے بعد کسی ایسے نبی کا قائل ہو جس کا انکار مستلزم کفر ہو وہ خارج از اسلام ہو گا ۔ اگر قادیانی جماعت کا یہی عقیدہ ہے تو وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہیں"۔
(گفتار اقبال ۔ محمد رفیق ص ۲۲)

دیکھ لیا شیخ عبدالماجد کہتا ہے کہ اقبال ۱۹۳۱ء تک جماعت احمدیہ سے منسلک رہے اب ۱۹۰۲ء سے ۱۹۱۶ء تک چار بار علامہ اقبال احمدیت کے عقیدے کے خلاف بیان دے رہے ہیں ۔ معلوم نہیں ان واقعات کو کس طرح صرف نظر اور حذف تحریر کر کے جھوٹا الزام لگانے کی ناکام کوشش کی جا رہی ہے ۔

Marfat.com

علامہ اقبال کا طلاق کی شرعی حیثیت دریافت کرنا

قادیانی جماعت کی طرف سے ایک اور بڑا الزام جو علامہ اقبال کی ذات پر لگایا جاتا ہے یہ ہے - قادیانی اخبار "الفضل" نے مولانا عبدالمجید سالک کے حوالے سے علامہ اقبال کی مرزا غلام احمد قادیانی اور حکیم نورالدین سے عقیدت کا ذکر کیا اور لکھا ہے کہ حضرت علامہ اقبال نے طلاق کی شرعی حیثیت دریافت کرنے کیلئے مرزا جلال الدین بار ایٹ لاء کو مولوی حکیم نورالدین (خلیفہ اول مرزا غلام احمد قادیانی) کے پاس قادیان بھیجا تھا۔

سالک صاحب نے "یاران کہن" میں ایک شوشہ مولانا ابوالکلام آزاد کے متعلق بھی چھوڑا تھا - مولانا آزاد نے سختی سے ڈانٹا تو سالک صاحب کو تردید و تصحیح کرنا پڑی - مولانا سالک نے "یاران کہن" (مطبوعہ مکتبہ چٹان) میں مولانا ابولکلام آزاد کے ذکر کو بھی مرزائیت کی بالواسطہ مدافعت میں استعمال کیا اپنے مختصر خاکے میں لکھا - مولانا آزاد مرزا غلام احمد سے ملنے قادیان گئے تھے اور ان کی رحلت پر امرتسر کے سہ روزہ اخبار "وکیل" میں تعزیتی شذرہ لکھا تھا- مولانا آزاد نے اس کی تردید میں اپنے سیکریٹری پروفیسر محمد اجمل خان سے راقم کو خط لکھوایا - ادھر مولانا عبدالمجید سالک کسی مشاعرہ میں شرکت کیلئے دہلی گئے تو اس خفگی میں مولانا نے ان سے ملاقات نہ کی - سالک نے لاہور پہنچ کر ہفتہ وار "چٹان" میں اس کی تصحیح کر دی۔

علامہ اقبال کے واضح خیالات جانتے ہوئے ان کی زندگی میں اول "کبھی ایسا الزام لگانے کا حوصلہ نہ کرتے" ثانیاً "اگر حوصلہ کرتے تو تردید کرنا پڑتی -" ثالثاً "حضرت علامہ کی زندگی میں انہوں نے کبھی یہ نہ لکھا اور نہ کسی سے ذکر کیا -" سالک صاحب کا یہ رویہ اکثر معمہ رہا کہ مختلف اکابر کے تذکرہ میں مرزا صاحب کو ضرور لاتے رہے جس میں مرزا صاحب کی صفائی یا بڑائی مقصود ہو - حالانکہ ان کے سوانح و افکار میں مرزا صاحب کا ذکر انمل بے جوڑ ہے - "اسکی ایک وجہ تو یہ ہے کہ مولانا سالک کے والد قادیانی تھے اور مسلمانوں نے انہیں اپنے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا دوسری وجہ یہ ہے کہ سالک صاحب کے چھوٹے بھائی بھی قادیانی ہیں تیسرا سبب یہ ہے کہ مرزا بشیرالدین محمود کے ساتھ مولانا عبدالمجید سالک کے تعلقات کا ایک خاص سانچہ تھا - خلیفہ صاحب اپنی تاریخ کا سرو سامان بنانے کیلئے قلم سالک سے اس قسم کی روایتیں وضع کرا لیتے تھے"۔

(مرزائیل - شورش کاشمیری ص ۹۸)

عبدالمجید سالک قادیانیوں سے گہرے مراسم رکھتے تھے اس لئے انہوں نے اقبال دشمنی

Marfat.com

کے طور پر یہ واقعہ وضع کیا اس کے متعلق شورش کاشمیری کی کتاب (اقبالی مجرم) سے ایک اقتباس۔

"مرزا بشیرالدین محمود سے مولانا سالک کا میل ملاپ تھا - مولانا کے والد قادیانی تھے اور سگا بھائی بھی قادیانی تھا"۔ (اقبالی مجرم - شورش کاشمیری ص ۱۲۳)

مولانا سالک نے اقبال اور اسکے خاندان کے متعلق اس طرح کی غلط باتیں لکھی ہیں - علامہ اقبال کے حین حیات سالک صاحب نے کوئی بات نہ کی نہ لکھی لیکن وفات کے بعد "ذکر اقبال" کتاب لکھ کر بے سروپا جھوٹی روایتوں کا سہارا لے کر بے انصافی اور زیادتی کے مرتکب ہوئے۔

علامہ اقبال کے بڑے بھائی شیخ عطاء محمد کے متعلق بھی انہوں نے اپنی کتاب "ذکر اقبال" کے صفحہ ۱۰ پر لکھا کہ وہ قادیانی تھے لیکن ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا کہ "شیخ عطاء محمد نے ۸۲ برس کی عمر میں وفات پائی اور امام صاحب (امام علی الحقؒ) کے قبرستان میں دفن کیے گئے ہیں شیخ صاحب احمدی عقائد رکھتے تھے"۔

معلوم نہیں "دروغ گورا حافظہ نباشد" ایک طرف تو سالک صاحب شیخ عطاء محمد کو قادیانی عقائد رکھنے والا بتاتے ہیں اور ساتھ یہ بھی لکھ دیا کہ ان کو امام صاحب کے قبرستان میں دفن کیا گیا ہے - اگر وہ احمدی عقائد پر ہوتے تو ان کو کبھی بھی امام صاحب کے قبرستان میں دفن نہ ہونے دیا جاتا۔

سالک صاحب نے اقبال اور اقبال کے خاندان کے علاوہ مولوی میر حسن صاحب جو علامہ اقبال کے استاد تھے کو بھی نہیں بخشا - "ذکر اقبال" میں ان کا ذکر بھی اس حوالہ سے کیا کہ وہ اپنے داماد سید خورشید انور کو حکیم نورالدین خلیفہ اول مرزا غلام احمد قادیانی کے پاس علاج کیلئے قادیان لے گئے - یہ ذکر اس لئے کیا گیا کہ علامہ اقبال اور انکا خاندان تو درکنار ان کے استاد مولوی میر حسن بھی قادیانیوں سے محبت رکھتے تھے لیکن علامہ اقبال نے جو سخت قدم قادیانیوں کے خلاف اٹھائے وہ سالک صاحب نے صرف نظر کر دیئے اور انکا کہیں بھی ذکر نہ کیا - یہ اقبال دشمنی نہیں تو اور کیا ہے اور ایسے شخص کی روایت کا کیا اعتبار جو قادیانی گروپ سے وابستہ ہو - لہٰذا ان کی کتاب "ذکر اقبال" علامہ اقبال کے خلاف ایک سازش ہے اور ایسے شخص کے بیانات درخوراعتنا نہیں ہوتے - عبدالمجید سالک غیر ثقہ راوی اور دروغ گو بھی ہیں۔

Marfat.com

مندرجہ بالا اقتباس سے یہ بات واضح ہے کہ عبدالمجید سالک کوئی ثقہ راوی نہیں ہیں اور دوسرا وہ مرزا بشیرالدین محمود سے ذاتی تعلقات رکھتے تھے تیسری بات یہ کہ سوائے ان کی طرف سے ایک روایت کے جو گھڑی ہوئی ہے کسی کتاب میں اس کا ذکر نہیں ملتا لہٰذا ایسی مجہول اور غیر مستند روایت پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا کیونکہ جس شخص مرزا جلال الدین بارایٹ لاء کو مولوی نورالدین کے پاس بھیجے جانے کا ذکر کیا گیا ہے وہ بھی قادیانی اور الفضل اخبار بھی قادیانی جماعت کا اخبار - عام اخبار جھوٹی سچی خبریں شائع کر دیتے ہیں چہ جائے کہ وہ اخبار جو ایک قادیانی جماعت کا ہو وہ تو صرف اور صرف اپنی جماعت کی ترجمانی کرتا ہے لہٰذا ایسے شواہد روایت کی درایت میں قابل قبول نہیں ہوتے ۔

مولانا عبدالمجید سالک نے یہ داستان گھڑتے وقت جو شخص طلاق کی شرعی حیثیت دریافت کرنے کیلئے مولوی حکیم نورالدین کے پاس قادیان بھیجا وہ مرزا جلال الدین بارایٹ لاء قادیانی ہے اور پھر غیر ثقہ بھی - ثبوت مندرجہ ذیل ہے - "چند یادیں چند تاثرات" سنگ میل پبلیکیشنز ۱۹۹۲ء مصنف عاشق حسین بٹالوی" میں ایک مضمون ڈاکٹر سیف الدین کچلو پر لکھا گیا اس میں صفحہ ۵۱ پر مرزا جلال الدین بارایٹ لاء پر چند سطور بطور سند پیش کی جاتی ہیں" مرزا جلال الدین مرحوم بار ایٹ لاء یہ حکایت مشہور کرنے کے ذمہ دار ہیں کہ جب علامہ اقبال اکتوبر ۱۹۲۶ء میں پنجاب لیجسلیٹو کونسل کی ممبری کیلئے شہر لاہور سے کھڑے ہوئے تھے اور انکا مقابلہ ملک دین محمد سے ہوا تھا تو ڈاکٹر کچلو نے اقبال کی مخالفت اور ملک محمد دین کی حمایت کی تھی - پاکستان اور ہندوستان کے چند مصنفوں نے مرزا صاحب کی اس روایت کا ذکر اپنی کتابوں میں بھی کیا ہے - "میرے نزدیک یہ کہانی سرے سے غلط ہے بلکہ حقیقت کے بالکل برعکس ہے کیونکہ ڈاکٹر کچلو نے علامہ اقبال کی جی بھر کر مدد کی تھی "۔

آگے عاشق حسین بٹالوی لکھتا ہے "میں اس سلسلہ میں صرف ایک واقعہ کا ذکر کرنا کافی سمجھتا ہوں - لاہور کے مسلمانوں نے علامہ مرحوم کی الیکشن کی حمایت میں ایک بہت بڑا جلسہ ٹکسالی دروازے کے اندر کیا' خود علامہ اقبال نے فرمایا تھا کہ اس جلسے کی صدارت کیلئے ڈاکٹر کچلو کو امرتسر سے بلواؤ چنانچہ ڈاکٹر کچلو لاہور تشریف لائے' صدارتی تقریب فرمائی اور علامہ اقبال کی حمایت میں زوردار تقریر کی "۔ (چند یادیں چند تاثرات - عاشق حسین بٹالوی ص ۵۱)

مندرجہ بالا مضمون مرزا جلال الدین بار ایٹ لاء کو ایک غیر ثقہ اور غیر ذمہ دار راوی

Marfat.com

ثابت کرتا ہے لہٰذا جہاں راوی اور گواہ دونوں غیر ثقہ ہوں اور قادیانی کا عقیدت مند اور گواہ قادیانی ہو ان کی یکطرفہ مخالفت بھری گواہی کس طرح علامہ اقبال کی شفاف زندگی کو داغدار کر سکتی ہے - یہ اقبال دشمن لوگ شروع ہی سے ایسی سازشیں کرتے رہے ہیں ۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفوی سے شرار بولہبی

انشاء اللہ تعالیٰ ایسے سازشی ٹولے کی ان حرکتوں سے علامہ اقبال کا اقبال اور بلند ہو گا اور یہ اپنے ناپاک عزائم میں خائب و خاسر ہوں گے ۔

کیا اقبال ۱۹۳۱ء تک قادیانی عقیدہ سے دلچسپی رکھتے تھے ؟

"اقبال اور احمدیت" کے مصنف شیخ عبدالماجد نے صفحہ ۶۱ پر یہ بات ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی ہے اس غلط فہمی کا بطلان انشاء اللہ تعالیٰ ان کے اپنے بیانات سے کیا جائے گا - سن وار ان کے بیانات ملاحظہ فرمادیں ۔

۱ مرزا بشیرالدین محمود قادیانی نے اپنی کتاب "سیرت المہدی" میں صفحہ ۲۴۹ پر یوں لکھا ہے - "۱۸۹۱ء اور ۱۸۹۲ء ...... کے چند سال بعد سر اقبال کالج میں پہنچے تو ان کے خیالات میں تبدیلی آ گئی اور انہوں نے اپنے باپ کو بھی سمجھا بجھا کر احمدیت سے منحرف کر دیا"۔

مندرجہ بالا بیان سے ثابت ہوتا ہے کہ علامہ اقبال کو جب شعور آیا اور اس نے اندرونی حقیقت اور ان کے غلط عزائم کو سمجھ لیا کہ یہ ایک سیاسی مکر و فریب ہے تو وہ متنفر ہو گئے اور اپنے والد کو بھی منحرف کر دیا ۔

۲ علامہ اقبال نے ۱۹۰۲ء میں ہر قسم کی نبوت آنحضورؐ کی نبوت کے بعد پر نظم کے نویں شعر کے پہلے مصرعہ میں یہ بات ثابت کر دی کہ آنحضورؐ کی نبوت کے بعد کسی قسم کی

Marfat.com

نبوت شرک فی النبوت ہے۔ یہ نظم علامہ اقبال نے ۲۳ فروری ۱۹۰۲ء میں "انجمن حمایت اسلام" کے سالانہ جلسہ میں پڑھی۔ شعر ملاحظہ ہو

اے کہ بعد از تو نبوت شد بہ ہر مفہوم شرک
بزم را روشن ز نور شمع عرفان کردہ ای

۳ اسی سال ۱۹۰۲ء میں بیعت کیلئے علامہ کو کہا گیا تو آپ نے بیعت نہ کرنے کے متعلق منظوم جواب ارسال کیا اور بیعت کرنے سے انکاری ہوئے۔ یہ نظم رسالہ "مخزن" مئی ۱۹۰۲ء میں چھپی۔ اگر پہلے بیعت کی ہوتی تو تجدید بیعت کی کیا ضرورت تھی۔

۴ ۲۸ اگست ۱۹۱۰ء کو قادیانیوں کی طرف سے علامہ اقبال کا دامن داغدار کرنے کیلئے ان کے اخبار "الحکم" میں یہ خبر چھاپ دی گئی کہ "شیخ یعقوب علی تراب کی نواسی کا نکاح بعد از نماز مغرب پانچ صد روپیہ حق مہر پر ڈاکٹر محمد اقبال سے ہوا۔" علامہ اقبال نے فوری طور پر قادیانیوں سے مذہبی نفرت کی بناء پر تردیدی بیان شائع کیا جو "پیسہ اخبار" لاہور میں ۱۵ دسمبر ۱۹۱۰ء کو چھپا۔

۵ ۱۹۱۶ء کو جب قادیانیوں کی طرف سے اعلان کیا گیا کہ جو مرزا صاحب کی نبوت کا قائل نہیں وہ کافر ہے۔ علامہ اقبال نے فوراً اس کا نوٹس لیا اور یہ بیان دیا۔ "جو شخص نبیؐ کریم کے بعد کسی ایسے نبی کا قائل ہو جس کا انکار مستلزم کفر ہو وہ اسلام سے خارج ہو گا اگر قادیانی جماعت کا یہی عقیدہ ہے تو وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے"۔

(گفتار اقبال ص ۲۲)

۶ خلیفہ عبدالحکیم اپنی کتاب "فکر اقبال" میں علامہ کے متعلق "توحید و رسالت کی اصل پر اسلام سے غیر متزلزل وابستگی" کے عنوان کے تحت یوں رقم طراز ہے

"یہ گویا ان کے افکار کی مرکزی روح ہے۔ ان کے نزدیک اسلام ہی وہ سانچہ ہے جس میں فوق البشر ڈھلتے ہیں وہ توحید اور ختم نبوت کو مسلمانوں کی وحدت کا اساسی محور قرار دیتے اور فرماتے ہیں کہ دونوں میں سے ایک کی نفی پوری عمارت کو ڈھا دیتی ہے"۔ (اقبالی مجرم۔ شورش کاشمیری ص ۶۳)

شیخ عبدالماجد کہتے ہیں کہ اقبال قادیانیوں کو اچھا سمجھتے تھے لیکن ناقدان ان پر

Marfat.com

الزام لگاتے ہیں کہ علامہ اقبال توحید و رسالتؐ (ختم نبوت) پہ اسلام سے غیر متزلزل وابستگی رکھتے تھے۔

۷۔ علامہ اقبال سے جب پریس کے نمائندہ نے انٹرویو لیا اور دریافت کیا کہ ۱۹۳۵ء میں قادیانی جماعت کو غیر مسلم قرار دیئے جانے کا مطالبہ کیوں کیا گیا جب کہ اس سے پیشتر آپ کی رائے مختلف تھی - علامہ اقبال نے جواباً فرمایا

"یہ تقریر میں نے ۱۹۱۱ء یا اس سے قبل کی تھی اور مجھے یہ تسلیم کرنے میں کوئی باک نہیں ہے کہ اب سے ربع صدی پیشتر مجھے اس تحریک سے اچھے نتائج کی امید تھی ..... کسی مذہبی تحریک کی اصل روح ایک دن میں نمایاں نہیں ہو جاتی اسے اچھی طرح ظاہر ہونے کیلئے برسوں چاہییں - ذاتی طور پر میں اس تحریک سے اس وقت بیزار ہوا تھا جب ایک نئی نبوت بانی اسلام کی نبوت سے بھی برتر نبوت کا حتمی طور پر دعویٰ کیا گیا اور تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا گیا بعد میں یہ بیزاری بغاوت کی حد تک پہنچ گئی - جب میں نے تحریک کے ایک رکن کو اپنے کانوں سے آنحضرتؐ کے متعلق نازیبا کلمات کہتے سنا ..... درخت جڑ سے نہیں بلکہ پھل سے پہچانا جاتا ہے اگر میرے موجودہ رویہ میں کوئی تناقض ہے تو یہ بھی ایک زندہ اور سوچنے والے انسان کا حق ہے کہ وہ اپنی رائے بدل سکے - بقول ایمرسن صرف پتھر اپنے آپ کو نہیں جھٹلا سکتے۔

(کتابچہ احمدیت اور اسلام - ختم نبوت ادارہ طلوع اسلام مطبوعہ ۱۹۵۲ء)

کیا شیخ عطاء محمد مرزائی تھے؟

قادیانی ٹولے نے یہ الزام بھی لگایا ہے کہ شیخ عطاء محمد برادر بزرگ علامہ اقبال آخری عمر تک قادیانی رہے - اس کے ثبوت میں ۱۹۲۹ء کا ایک تحریر کردہ شیخ عطاء محمد کے خط کا عکس بھی شیخ عبدالماجد نے اپنی کتاب "اقبال اور احمدیت" میں بطور ثبوت شائع کیا ہے - اب ذرا شیخ عطاء محمد اور اس کے خاندان کے متعلق سن لیں کہ کون کون لوگ قادیانی عقیدہ رکھتے تھے - راقم کی تحقیق کے مطابق سوائے شیخ اعجاز احمد کے جس نے سب جج کے لالچ میں آکر ۱۹۳۱ء کو قادیانی عقیدہ قبول کیا باقی اس کے تمام بہن بھائی اور ان کے والد شیخ عطاء محمد اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے سنی العقیدہ تھے - یہ بات بھی روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ماشاء اللہ شیخ اعجاز

Marfat.com

احمد کی اپنی اولاد بھی قادیانیت سے تائب ہو چکی ہے اور وہ سب مرزا غلام احمد قادیانی کی خود ساختہ اور جھوٹی نبوت کے خلاف ہیں۔

علامہ اقبال نے شیخ اعجاز احمد کی ہمشیرہ وسیمہ مبارک (بڑے بھائی شیخ عطاء محمد کی بیٹی) کو دو سال کی عمر میں گود لیا تھا اس کی شادی کا معاملہ شیخ اعجاز احمد نے چلایا اور ایک قادیانی عقیدہ رکھنے والے لڑکے سے اپنی بہن کی شادی کی خواہش کا اظہار کیا اسی کے بارے میں شیخ عطاء محمد کا تحریر کردہ پوسٹ کارڈ کی فوٹو کاپی پیش کی گئی اور خط میں یہ ظاہر کیا گیا کہ شیخ عطاء محمد اپنی بیٹی کا رشتہ ایک قادیانی لڑکے سے کرنے پر رضامند تھا کیونکہ وہ خود مرزائی تھا۔ جب ایک بڑا بھائی شیخ اعجاز احمد قادیانی ہو باپ شیخ عطاء محمد بھی مرزائی ہو اور لڑکا بھی صاحب روزگار اور انہی کے عقیدہ کا ہو تو پھر نکاح کیوں نہ ہو گیا؟ آخر رکاوٹ کیا تھی؟ جھوٹ کے سر پیر نہیں ہوتے اصل قصہ یہ ہے کہ شیخ اعجاز احمد چاہتا تھا کہ اس کی ہمشیرہ کا نکاح ایک قادیانی سے ہو جائے لیکن شیخ عطاء محمد اور اس کا خاندان چونکہ سنی العقیدہ تھے اس لئے یہ کام نہ ہو سکا اس بچی کی شادی ڈاکٹر نظیر صوفی سے ہوئی جو ایک سنی العقیدہ شخص تھا اور اسی کا بیٹا خالد نظیر صوفی ہے جس نے اقبال پر ایک عمدہ کتاب "اقبال درون خانہ" کے عنوان سے لکھی۔ ماشاء اللہ تمام بچے بچیوں کے نکاح سنی العقیدہ لوگوں سے ہوئے اور کوئی شخص خاندان میں قادیانی نہیں۔ اس بات کی تصدیق کی جا سکتی ہے۔ علاوہ ازیں ایک بات اور بھی تھی کہ شیخ عطاء محمد نے اس سلسلے میں علامہ اقبال کی رائے لی اور علامہ اقبال نے کہا "بھائی صاحب اگر یہ میری اپنی بیٹی ہوتی تو میں ہرگز ہرگز یہاں شادی نہ کرتا۔" یہ ۱۹۳۰ء کے لگ بھگ کا واقعہ ہے اور شیخ اعجاز احمد پر ان دنوں قادیانیت کا بھوت سوار تھا جو ظفر اللہ قادیانی نے بطور رشوت سب جج کے شیخ اعجاز احمد کو اپنے پھندے میں گرفتار کر لیا تھا اور شیخ اعجاز احمد نے ۱۹۳۱ء میں قادیانی بیعت کا طوق اپنے گلے میں ڈال لیا بہرحال یہ نکاح نہ ہو سکا کیونکہ سارا خاندان سنی العقیدہ تھا اس لئے شیخ اعجاز احمد کا بس نہ چل سکا۔ ممکن ہے کچھ عرصہ شیخ عطاء محمد جماعت احمدیہ سے منسلک رہے ہوں لیکن اصل بات تو انجام ہوتا ہے' انجام کار سوائے شیخ اعجاز احمد کے اور کوئی شخص مثلاً اس کا باپ' والدہ' بھائی اور بہنیں حتیٰ کہ شیخ اعجاز احمد کی اپنی اولاد بھی قادیانی نہیں ہیں تو پھر کس برتے پر علامہ اقبال کو قادیانی عقیدہ کا حامی تصور کیا جا رہا ہے۔ خدا را عقل کے ناخن لو۔

چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد

Marfat.com

ڈاکٹر نظیر صوفی، علامہ اقبال کے بھانجے اور شیخ عطاء محمد کے داماد ہیں انہوں نے اپنی کتاب "حیات و پیام اقبال" اور ان کے بیٹے خالد نظیر صوفی نے اپنی کتاب "اقبال درون خانہ" میں یہ بات واضح طور پر بیان کی ہے کہ شیخ اعجاز احمد کے علاوہ اور کوئی گھر کا فرد قادیانی نہ تھا۔ ڈاکٹر صوفی نظیر کی کتاب "حیات و پیام اقبال" میں انہوں نے بتایا کہ شیخ عطاء محمد قادیانیت کے سخت خلاف تھے۔ اس میں یہ بھی لکھا ہے کہ ڈاکٹر اقبال نے قادیانیت کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی مہم چلائی ہوئی تھی۔ شیخ اعجاز احمد کے قریبی ساتھی سید حامد شاہ قادیانی کا بیٹا بھی قادیانیت سے تائب ہو گیا تھا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کا بیٹا مرزا بشیرالدین محمود ایک اخلاق باختہ انسان تھا۔ شیخ عطاء محمد، شیخ اعجاز احمد (بیٹے) کو مرتد خیال کرتے تھے اور چاہتے تھے کہ وہ قادیانیت سے تائب ہو جائے۔ ڈاکٹر نظیر صوفی لکھتے ہیں "یہ کہنا کہ علامہ اقبال کے خاندان کے کئی افراد نے مرزائیت قبول کر لی تھی سراسر جھوٹ ہے۔ حضرت علامہ کے والد اور والدہ، چچا، چچی، بہنیں اور ان کی اولادیں سب ہی سنی مسلمان تھے اور سوائے ایک بھتیجے کے جو جج میں ترقی کیلئے چوہدری ظفراللہ خان کے زیر اثر چھ بہن بھائیوں میں سے "اکلوتا" قادیانی بن گیا۔

("حیات و پیام اقبال" ڈاکٹر نظیر صوفی ص ۹۱)

مندرجہ بالا اقتباس سے پتہ چلتا ہے کہ اقبال اور احمدیت کے مصنف شیخ عبدالماجد کا بیان اندرون خانہ کے بیانات کے مقابلہ میں نہایت بودہ ہے اور کچھ حقیقت نہیں رکھتا۔

شیخ عطاء محمد کا جنازہ

شیخ عطاء محمد کی وفات پر ان کا جنازہ سنی العقیدہ مولوی سکندر خان امام مسجد جہانگیری نے پڑھایا اور وہ حضرت امام صاحب سے ملحقہ قبرستان میں سالوں پہلے اپنی زندگی میں بنائی ہوئی پختہ قبر میں دفن کئے گئے۔ جو شخص آخری عمر تک قادیانی رہا ہو وہ سالوں پہلے اپنی قبر کیسے مسلمانوں کے قبرستان میں بنوا سکتا ہے۔ عبدالمجید سالک کے والد قادیانی تھے اس بناء پر ان کو سنی لوگوں کے قبرستان میں دفن ہونے سے روک دیا گیا۔ شیخ اعجاز احمد نے اپنے باپ کا جنازہ سنیوں کے ساتھ نہ پڑھا بلکہ ایک اور جنازہ قادیانیوں کے ساتھ پڑھا، شیخ اعجاز احمد کی والدہ کا جنازہ بھی مولوی سکندر خان نے پڑھایا۔ چونکہ اپنے باپ کے جنازہ کا حشر دیکھ چکا تھا لہٰذا شیخ اعجاز احمد سنیوں کی نماز جنازہ میں شریک ہوا۔

Marfat.com

شیخ عبدالماجد تقریباً سو فیصد حوالہ جات قادیانی لوگوں کے دے رہا ہے اور ثبوت کے ثقہ ہونے کیلئے ایسے شواہد بیکار ہوتے ہیں کیونکہ پختہ حوالہ وہ ہوتا ہے جو الزام لگانے والوں کی اپنی کتب، رسائل اور اخبارات سے ان کو دیا جائے۔ علامہ اقبال کا سارا کلام، تحریریں، خطوط اور عملی زندگی اس بات کا بین ثبوت ہے کہ وہ اور اسکا خاندان راسخ العقیدہ سنی تھے۔ آنحضورؐ کو آخری نبیؐ مانتے تھے اور کسی جھوٹے من گھڑت اور جعلی نبی کو نہ مانتے تھے۔

شیخ اعجاز احمد کی پیدائش

شیخ اعجاز احمد کا اپنی پیدائش کے بارے میں انکا بیان ملاحظہ کریں "...... پھر بھی یہ ہمارے خاندان کی حضرت بانی سلسلہ احمدیہ سے عقیدت کا ہی اثر تھا کہ "بے جی" جن کو ابا جان کے ہاں اولاد نرینہ کی بڑی خواہش تھی نے اباجان سے حضرت صاحب کی دعا کیلئے خط لکھوایا کہ اللہ تعالیٰ انہیں اولاد نرینہ عطا کرے اور جب ۱۸۹۹ء کے شروع میں راقم الحروف (شیخ اعجاز احمد) پیدا ہوا تو چچا جان (علامہ اقبال) نے نومولود کا نام "اعجاز احمد" رکھا۔

(مظلوم اقبال ص ۱۸۵ مطبوعہ ۱۹۸۵)

پھر لکھتے ہیں "ظاہر ہے علامہ نومولد کی (احمد) کی دعاؤں کا اعجاز سمجھتے تھے۔

(اقبال اور احمدیت ص ۳۴)

ہر دو مندرجہ بالا اقتباسات پڑھنے والا بخوبی اس بات کو سمجھ سکتا ہے کہ علامہ اقبال جیسا عاشق رسول تو اعجاز احمدؐ کے نام میں "احمد" کے لفظ میں آنحضورؐ کا خیال کر سکتا تھا کیونکہ احمدؐ اور محمدؐ آنحضورؐ کے اسم شریف ہیں۔ مرزا کا نام تو غلام احمد تھا۔ اگر "اعجاز غلام احمد" نام ہوتا تو یہ جھوٹا پراپیگنڈا کیا جا سکتا تھا۔ کہیں کسی مصنف نے علامہ اقبال کے زندگی کے حالات لکھتے ہوئے اس بات کا ذکر نہیں کیا کہ انہوں نے اعجاز احمد نام مرزا غلام احمد قادیانی کی عقیدت میں رکھا۔ یہ بات کبھی علامہ اقبال کی زندگی میں قادیانی ٹولہ لکھتا تو پھر انہیں علامہ کی طرف سے زبردست تردید کا سامنا کرنا پڑتا بلکہ ایسا لکھنے کی جسارت ہی نہ ہوتی۔

شیخ اعجاز احمد کا یہ بیان اپنے متعلق بغیر کسی حوالہ کے ہے۔ یہ عجیب اور مضحکہ خیز بات ہے کہ اپنی پیدائش پر اپنا بیان؟ کوئی تو خاندان کے بزرگوں میں سے اس بات کی تصدیق کرتا۔ شیخ اعجاز احمد کے دوسرے دو بھائیوں کے نام امتیاز احمد اور مختیار احمد ہیں جو غیر احمدی تھے۔ ان

Marfat.com

کے نام کے پیچھے بھی احمد ہے ان کے متعلق جناب کا کیا خیال ہے ۔

بے ڈھنگا ثبوت ملاحظہ ہو - دعا کیلئے خط تو اعجاز احمد کے والد شیخ عطاء محمد (برادر بزرگ علامہ اقبال) سے لکھوایا جا رہا ہے اور نام علامہ اقبال رکھ رہے ہیں - کم از کم نام کی تجویز تو شیخ عطاء محمد کی طرف سے ہونی چاہیئے تھی جنھوں نے دعا کے لئے خط لکھا - "دروغ گو را حافظ نباشد"

شیخ اعجاز احمد کی ایک تحریر کے مطابق جو ان کے پاس محفوظ ہے "اکتوبر ۱۹۰۴ء میں جب حضور سیالکوٹ تشریف لائے تو سید حامد شاہ کے ہاں فروکش ہوئے تو باوجود اس کے کہ میاں جی (شیخ نور محمد) والد (شیخ عطاء محمد) جماعت سے علیحدگی اختیار کر چکے تھے بے جی (امام بی بی والدہ شیخ عطاء محمد) مجھے دعا کی غرض سے حضرت صاحب کے پاس لے گئیں"۔

خدا کی قدرت ملاحظہ ہو مندرجہ بالا اقتباس سے سچائی خود بخود ظاہر ہو گئی - یہ تو دوسرا معاملہ ہے کہ بے جی اعجاز کو مرزا غلام احمد قادیانی کے پاس دعا کی غرض سے لے گئیں کیونکہ یہ اعجاز کا بیان بغیر ثبوت کے ہے لیکن یہ بات تو اس بیان سے صاف ظاہر ہو گئی کہ "میاں جی جماعت سے علیحدگی اختیار کر چکے تھے دوسری بات یہ کہ اعجاز کے والد شیخ عطاء محمد کے گھر بھی فروکش نہ ہوئے - اس سے یہ ثابت ہوا کہ وہ بھی قادیانی نہ تھے - شیخ نور محمد قادیانی عقیدہ سے متنفر نظر آتے ہیں لہٰذا دعا کیلئے دادی کا سہارا لیا گیا کہ وہ چوری چھپے دعا کیلئے اعجاز کو لے گئیں ۔

آپ خود اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں

دیکھیں کہ وہ کس طرح بدنام کرنے میں اپنی دادی کو داؤ پر لگا رہے ہیں - بقول قادیانی روایت علامہ اقبال ۱۹۰۲ء میں بیعت نہیں کرتا - میاں جی کی عقیدت کا گراف بھی گر گیا تھا اور میاں جی جماعت سے علیحدگی اختیار کر چکے تھے - مرزا قادیانی کو علامہ اقبال کے خاندان کے کسی گھر پر اترنے کی ہمت نہیں ہوتی - پھر بھی شیخ اعجاز مصر ہے کہ دادی صاحبہ دعا کروانے کیلئے مرزا قادیانی کے پاس لائیں - جب ایسے حالات ہوں تو پھر پردہ نشینوں کو میدان میں لایا جاتا ہے - ان حالات کے ہوتے ہوئے بھی شیخ عبدالماجد لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال ۱۹۳۱ء تک احمدیہ جماعت سے منسلک رہے - حالانکہ جب مرزا غلام احمد قادیانی کی واضح نبوت کا دعویٰ سامنے آیا تو ۱۹۱۴ء میں خود ان کی جماعت انتشار کا شکار ہو گئی اور دو گروپوں (قادیانی گروپ اور لاہوری گروپ)

میں تقسیم ہو گئی - جب قادیانی لوگ بھی نبوت کے دعوئ سے بدک گئے اور انہوں نے ۱۹۱۴ء میں لاہوری احمدی گروپ بنا لیا جو صرف غلام احمد قادیانی کو مجدد مانتے ہیں تو علامہ اقبال جو عاشق رسولؐ تھے ان کو کس طرح ۱۹۳۱ء تک مرزا غلام احمد قادیانی کا عقیدت مند تصور کیا جا رہا ہے - افسوس صد افسوس ایسی ناقص عقل پہ ماتم کرنا چاہیئے۔

شیخ اعجاز احمد کی گارڈین شپ

قادیانی گروپ بڑے فخریہ انداز میں یہ بات پیش کرتا ہے کہ علامہ اقبال نے شیخ اعجاز احمد (قادیانی) کو اپنے بچوں کا گارڈین بنایا اور اسے "صالح آدمی" بھی لکھا - "اقبال اور احمدیت" کے مصنف شیخ عبدالماجد نے لکھا ہے کہ علامہ اقبال نے سر راس مسعود کو ۱۰ جون ۱۹۳۷ء کو ایک خط میں لکھا "شیخ اعجاز احمد میرا بڑا بھتیجا ہے نہایت صالح آدمی ہے لیکن خود بہت عیال دار ہے اور عام طور پر لاہور سے باہر رہتا ہے - میں چاہتا ہوں کہ اس کی جگہ تم کو گارڈین مقرر کر دوں "۔

(اقبال نامہ ۱۹۴۵ء ص ۳۸۶)

لیکن سر راس مسعود نے لکھا کہ وہ لاہور سے دور بھوپال میں رہتا ہے لہٰذا اس کی معذوری پیش کرنے کی وجہ سے شیخ اعجاز احمد کی گارڈین شپ (ولایت) قائم رہی۔

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ علامہ اقبال کو آخر کیا ضرورت محسوس ہوئی کہ انہوں نے سر راس مسعود کو خط لکھا کہ وہ شیخ اعجاز احمد جو کہ ان کا بھتیجا تھا کی جگہ گارڈین شپ قبول کرے ایک طرف اسے صالح آدمی بھی کہا جا رہا ہے اور دوسری طرف چار مقرر کردہ گارڈین میں سے اپنے نہایت قریبی شخص کی ولایت کی تبدیلی کی خواہش بھی کی جا رہی ہے - ظاہر ہے کہ وہ صرف اور صرف ان کا قادیانی ہونا ہو سکتا ہے کیونکہ قادیانیوں نے شدومد کے ساتھ عامتہ المسلمین کو کافر کہنا شروع کر دیا تھا۔

ادھر کشمیر میں تبلیغ کا سلسلہ جاری کر دیا گیا تھا لہٰذا علامہ اقبال کے ذہن میں ان کے خلاف شدت پیدا ہوئی پھر اپنی صحت سے بھی خاصے مایوس ہو چکے تھے اس لئے انہوں نے خیال کیا ہوگا کہ یہ مسئلہ بھی ان کی زندگی مین حل ہو جائے لیکن خرابئ صحت اور سر راس مسعود کے انکار نے مسئلہ جوں کا توں رہنے دیا۔

علامہ اقبال نے اگر شیخ اعجاز کو صالح آدمی لکھا تو اس کا یہ مقصد نہیں ہے کہ وہ اس کو

Marfat.com

بطور قادیانی کے سراہتے تھے - ایک شخص قادیانی ہوتے ہوئے بھی صالح ہو سکتا ہے - آنحضورؐ کو نبوت سے پہلے قریش مکہ نے امیں اور صدیق کے القابات سے نواز رکھا تھا جو نبوت ملنے کے بعد بھی قائم رہے اسی طرح ہجرت کے وقت بھی آپؐ کے پاس لوگوں کی امانتیں موجود تھیں جو آپؐ نے بوقت ہجرت حضرت علیؓ کے سپرد کر دیں - کفار مکہ حالانکہ آپؐ کی نبوت پر ایمان نہ لائے تھے لیکن ان کا یہ راسخ عقیدہ تھا کہ ان کی امانتیں آپؐ کے پاس محفوظ رہیں گی - (سو عظیم انسان) میں عیسائی مصنف نے درجہ بندی کرتے وقت آنحضورؐ کا نام نامی نمبر ایک پر لکھا تو کیا اس طرح کرنے سے وہ آنحضورؐ کی نبوت کا قائل ہو گیا تھا؟

خود شیخ اعجاز احمد کے ماموں اہل حدیث تھے اور وہ ان کے متعلق لکھتے ہیں کہ وہ بہت نیک آدمی تھے تو کیا ایسا لکھنے سے شیخ اعجاز اہل حدیث ہو جاتے ہیں؟ اسی طرح علامہ اقبال شیخ اعجاز احمد کو ایک صالح آدمی تو خیال کرتے تھے لیکن دینی لحاظ سے متنفر تھے - اگر ایسا نہ ہوتا تو وہ سر راس مسعود کو تبدیلی ولایت کے لئے خط نہ لکھتے - اگر علامہ اقبال کی زندگی وفا کرتی تو ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی اور بندہ تلاش کرتے لیکن ایسا کرنے کی مہلت نہ ملی۔

گارڈین شپ کے انتخاب میں تبدیلی کا خیال

اقبال اور احمدیت کے مصنف شیخ عبدالماجد ص ۴۸ پر لکھتے ہیں کہ "سال ہا سال تک احمدیت کا مداح رہنے کے بعد علامہ اقبال کا احمدیت کے خلاف پہلا مضمون مئی ۱۹۳۵ء میں شائع ہوا - اس سے تقریباً ۵ ماہ بعد علامہ نے اپنے بھتیجے شیخ اعجاز احمد کو جو کچھ عرصہ قبل بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہو چکے تھے ایک وصیت نامہ کے ذریعے اپنے بچوں کا اولیاء (گارڈین) میں شامل کر لیا"۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ علامہ اقبال کبھی بھی قادیانیت اور احمدیت کے مداح نہ تھے - ۱۹۰۲ء میں ہی علامہ اقبال نے انجمن حمایت اسلام کی روئیداد (۱۹۰۲ء) کے ص ۳۲ پر ایک نظم لکھی جس کا یہ شعر قابل غور ہے -

اے کہ بعد از تو نبوت شد بہر مفہوم شرک
بزم را روشن زشمع نور عرفاں کردہ ای

Marfat.com

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ علامہ اقبال قادیانیوں کی نبوت کے کبھی بھی مداح نہ تھے ۔ آپ نے ہر موقع پر قادیانیت کے خلاف بیانات دیئے ۔ کبھی کبھی اگر علامہ اقبال نے اس جماعت کی تعریف بھی کی تو صرف اور صرف مسلمان سمجھ کر ۔ ان کے درپردہ عزائم کا علم نہ تھا ۔ جب واشگاف الفاظ میں نبوت کا دعویٰ کر دیا گیا تو علامہ اقبال کھل کر سامنے آ گئے ۔ مولانا ابوالکلام آزاد' عبدالماجد دریا آبادی' سید سلیمان ندوی اور ان جیسے اور علماء اور اسی طرح علامہ اقبال اور ان کے والدین نے بھی مرزا غلام احمد قادیانی کی تعریف کی لیکن ایک مبلغ اسلام سمجھ کر نہ کہ ایک قادیانی نبی کی حیثیت سے ۔ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ ہر مقام پر علامہ اقبال نے جو عاشق رسولؐ تھے کسی بھی جھوٹی اور جعلی نبوت کے خلاف اشعار و تحریروں میں شدید رد عمل کا اظہار کیا۔

اب اس سوال پر کہ علامہ اقبال نے جانتے ہوئے شیخ اعجاز احمد کو بچوں کا گارڈین کیوں مقرر کیا جبکہ وہ قادیانی تھا ۔ اصل بات یہ ہے کہ علامہ اقبال نے ۱۳ اکتوبر ۱۹۳۵ء کو بچوں کے متعلق وصیت نامہ لکھوایا اور گارڈین مقرر کیے ۔ علامہ اقبال پر بیماریوں نے حملہ کر دیا تھا ۔ ضیق النفس میں مبتلا تھے اور آنکھوں کی بینائی سے محروم ہو رہے تھے ۔ آپ نے مناسب خیال کیا کہ بچوں کی مناسب نگہداشت کیلئے گارڈین مقرر کیے جائیں ۔ لہٰذا انہوں نے ان لوگوں کو گارڈین مقرر کیا جو بہت قریبی تھے اور جن پر علامہ اقبال کو بھروسہ تھا ۔ پہلا گارڈین طاہرالدین کو مقرر کیا گیا جو علامہ اقبال کا کئی سالوں سے منشی تھا ۔ نمبر ۲ پر چوہدری محمد حسین کو منتخب کیا جو پریس برانچ کا سپرنٹنڈنٹ تھا اور علامہ اقبال کا پرانا شناسا اور دوست تھا ۔ نمبر ۳ پر شیخ اعجاز احمد کا نام آتا ہے جو رشتہ میں علامہ اقبال کا سگا بھتیجا تھا ۔ نمبر ۴ پر عبدالغنی تھا جو علامہ اقبال کے بچوں کے حقیقی ماموں تھے ۔ معلوم ہوتا ہے کہ علامہ اقبال نے بڑے لوگوں کا انتخاب نہ کیا بلکہ ان لوگوں کا جن پر ان کو بھروسہ تھا۔

یہ خیال کہ علامہ اقبال نے قادیانیوں کے خلاف مہم ۱۹۳۵ء میں جا کر کی درست نہیں ہے ۔ علامہ اقبال مسلمانوں اور اسلام کے خلاف کوئی غلط اقدام برداشت نہ کرتے تھے اصل بات یہ ہے کہ جولائی ۱۹۳۱ء کو آل انڈیا کشمیر کمیٹی بنائی گئی جس کا پہلا صدر مرزا بشیراحمد محمود کو منتخب کیا گیا اور سیکرٹری عبدالرحیم درد بنے ۔ دونوں اصحاب قادیانی تھے لیکن کمیٹی قائم کرتے وقت چونکہ خیال تھا کہ یہ ایک عارضی تنظیم ہے لہٰذا کوئی دستور اور قواعد و ضوابط وضع نہ کیے

Marfat.com

گئے - اس طرح صدر اور سیکرٹری کو وسیع اختیارات حاصل تھے - لہٰذا انہوں نے اس پلیٹ فارم کو اپنی تبلیغ کا مرکز بنایا اور کشمیر کمیٹی کی آڑ میں اپنے مبلغین کشمیر بھیجنے شروع کر دیئے - جب علامہ اقبال کو اس بات کا علم ہوا تو انہوں نے اور ارکان کے ساتھ مل کر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کیلئے قوانین و ضوابط وضع کرنے پر زور دیا - احمدی ارکان کو یہ تجویز منظور نہ تھی اور انہوں نے مرزا بشیر الدین کے اختیار پر کنٹرول کو ہتک محسوس کیا لہٰذا ۱۷ مئی ۱۹۳۳ء کو مرزا بشیرالدین محمود نے کشمیر کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا - اس کے بعد متفقہ طور پر علامہ اقبال کو آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا صدر منتخب کر لیا گیا -

جب اقبال نے کشمیر کیمٹی کے دستور کا مسودہ تیار کر کے اجلاس میں پیش کیا تو احمدی ارکان نے ان کی مخالفت کی اور انہوں نے یہ تاثر بھی دیا کہ وہ مسلمانوں کی کسی تنظیم کو نہیں مانتے وہ صرف اور صرف اپنے امیر کی پیروی کرتے ہیں - ان حالات میں علامہ اقبال نے ۲۰ جون ۱۹۳۳ء کو کشمیر کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا اور مسلمانوں کو مشورہ دیا کہ وہ اگر اپنے کشمیری بھائیوں کی مدد کرنا چاہتے ہیں تو ایک الگ کشمیر کمیٹی بنائیں جن میں سارے ارکان مسلمان ہوں' انہوں نے ۲۰ جون ۱۹۳۳ء کو ایک بیان دیا اقتباس ملاحظہ ہو -

"بدقسمتی سے کمیٹی میں کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو اپنے مذہبی فرقے (قادیانیت) کے امیر کے سوا کسی دوسرے کا اتباع کرنا سرے سے گناہ سمجھتے ہیں - مجھے ایسے شخص سے ہمدردی ہے جو کسی روحانی سہارے کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے کسی مقبرے کا مجاور یا کسی نام نہاد پیر کا مرید بن جائے -" دوسرا بیان اسی سلسلے میں ۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء کو جاری کیا جس میں صدارت سے اپنی دست کشی کا سبب بیان کرتے ہوئے قادیانی امت کے پوشیدہ اغراض پر اشارات کئے کہ تحریک کشمیر کی آڑ میں اس نے اپنا دام تزویز بچھا کر مسلمانوں کو شکار کرنا چاہا - اس کے بعد احمدیوں نے تحریک کشمیر کے نام سے ایک نئی جماعت قائم کی اور اقبال کو اس کی صدارت کی پیش کش کی لیکن اقبال نے قبول نہ کی اور اپنے ایک بیان مورخہ ۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء میں یوں فرمایا "قادیانی' ہیڈکوارٹرز کی طرف سے ابھی کوئی واضح اعلان جاری نہیں ہوا کہ اگر قادیانی حضرات مسلمانوں کی سیاسی تنظیم میں شامل ہو گئے تو ان کی وفاداریاں منقسم نہیں ہوں گی - دوسری طرف واقعاتی طور پر یہ ظاہر ہو گیا کہ جسے قادیانی پریس "تحریک کشمیر" کے نام سے پکارتا ہے اور جس میں بقول قادیانی اخبار "الفضل" مسلمانوں کو محض اخلاقی طور شامل ہونے کی اجازت دی گئی ہے - ایک

Marfat.com

ایسی تنظیم ہے جس کے مقاصد اور محرکات آل انڈیا کشمیر کمیٹی سے مختلف ہیں "۔

۱۹۳۱ء کو جب سر ظفراللہ خان کو مسلم لیگ کا صدر بنایا گیا تو بقول سید شمس الحسن دہلی کے مسلمانوں نے شدید احتجاج اور مظاہرہ کیا - کیونکہ وہ سر ظفراللہ کو احمدی ہونے کی وجہ سے غیر مسلم خیال کرتے تھے - "۱۹۲۹ء ۔۱۹۳۰ء تک لاہوری احمدی انجمن جماعت اسلام کی مجلس انتظامیہ کے رکن رہے اور انجمن کے اجلاسوں میں بحیثیت مقرر مدعو کیئے گئے - سر ظفراللہ خان ایک مسلم حلقہ سے منتخب ہو کر پنجاب کونسل کے ممبر بنے اور بعد میں مسلم لیگ کے صدر چنے گئے "۔

(زندہ رود ص ۵۸۵)

لیکن جب علامہ اقبال کو یہ بات معلوم ہوئی کہ تحریک آزادی کشمیر کی آڑ میں قادیانیوں نے اپنے مبلغین کے ذریعے پونچھ میں کافی بھولے بھالے کشمیریوں کو قادیانیت کے جال میں پھنسا لیا تھا تو انہوں نے زبردست ردعمل کا اظہار کیا - اب وقت تھا کہ قادیانیوں کا محاسبہ کیا جائے - لہٰذا علامہ اقبال نے ایک بیان "قادیانی اور جمہور مسلمان" کے عنوان سے "اسٹیٹس مین" اخبار میں ۱۴ مئی ۱۹۳۵ء کو دیا - اس بیان کے بعد علامہ نے ایک اور وضاحتی بیان دیا اور اس میں یہ الفاظ کہے "میری رائے میں حکومت کیلئے بہترین طریقہ کار یہ ہو گا کہ وہ قادیانیوں کو ایک الگ جماعت تسلیم کرے یہ قادیانیوں کی پالیسی کے عین مطابق ہوگا اور مسلمان ان سے ویسی رواداری سے کام لے گا جیسے وہ باقی مذاہب کے معاملہ میں اختیار کرتا ہے "۔

(اقبال اور قادیانی - نعیم آسی ص ۶۰)

(حرف اقبال - لطیف احمد شیروانی ص ۱۱۹)

اس مضمون پر اسٹیٹس مین نے اداریہ لکھا جس کا جواب علامہ اقبال نے ۱۰ جون ۱۹۳۵ء کو اخبار مذکورہ میں دیا ۔

جواہر لال نہرو نے قادیانیوں کی حمایت میں ماڈرن ریویو کلکتہ میں تین مضمون لکھ مارے - علامہ اقبال نے علالت کے باوجود ایک طویل وضاحتی مضمون "اقبال اور احمدیت" کے عنوان سے لکھا جو ۱۹ جنوری ۱۹۳۶ء کو طبع ہوا ۔

ازیں بعد الیکشن کا زور آن پڑا قائداعظم کو یونینسٹ مسلمانوں نے بڑا مشکل وقت دیا - قائداعظم یکم مئی ۱۹۳۶ء کو علامہ اقبال کی رہائش گاہ (جاوید منزل) لاہور تشریف لائے - علامہ اقبال سے تفصیلی گفتگو کے بعد دونوں لیڈر "جداگانہ انتخاب" کے نظریہ پر ہم آہنگ تھے - علامہ

Marfat.com

اقبال نے قائداعظم کی معاونت کی حامی بھر لی۔

قائداعظم نے علامہ اقبال کو ۶ مئی ۱۹۳۶ء کو پہلا خط لکھا جس کے جواب میں علامہ اقبال نے ۲۳ مئی ۱۹۳۶ء کو پہلا جوابی خط لکھا - اس طرح خطوط کے ذریعے علامہ اقبال قائداعظم کو مشورے فراہم کرتے رہے - علامہ اقبال نے قائداعظم کو ۱۳ خطوط لکھے اور آخری خط ۲۰ نومبر ۱۹۳۶ء کو لکھا گیا - مسلم لیگ کی ضلعی شاخیں حتیٰ کہ دیہاتوں تک ان کا پھیلاؤ خاصہ کام تھا جو علامہ اقبال نے کیا - قائداعظم نے صوبہ پنجاب مسلم لیگ کی صدارت بھی علامہ اقبال کو سونپ دی - صحت خراب ہونے کے باوجود علامہ کا جذبہ کام کراتا رہا

مندرجہ بالا مصروفیات اور خرابی صحت کے دوران علامہ اقبال کو خیال پیدا ہوا کہ بچوں کے مستقبل کے بارے میں کچھ سوچا جائے - اسی دوران گارڈین نمبر ۴ عبدالغنی جو بچوں کے حقیقی ماموں تھے ان کا انتقال بھی ہو گیا - لہٰذا علامہ اقبال نے خیال کیا کہ ان کی جگہ امیرالدین کو گارڈین مقرر کیا جائے اور ساتھ ہی ساتھ یہ خیال بھی پیدا ہوا کہ گارڈین شپ کا نئے سرے سے کام نپٹایا جائے لہٰذا انہوں نے سوچا کہ گارڈین نمبر ۳ شیخ اعجاز احمد جو کہ ان کا بھتیجا تھا لیکن قادیانی تھا اور پھر قادیانیوں نے "تحریک کشمیر" کی آڑ میں جو گل کھلائے تھے علامہ اقبال کے زخم تازہ تھے - ان حالات کے تحت علامہ اقبال نے ۱۰ جون ۱۹۳۷ء کو سر راس مسعود کو ایک خط بھوپال بھیجا کہ وہ گارڈین شپ قبول کرے - اس نے ۱۶ جون ۱۹۳۷ء کو خط کا جواب دیا اور گارڈین شپ قبول کرنے سے معذوری ظاہر کی - (نقل ہر دو خطوط دی جا رہی ہیں) ویسے سر راس مسعود نے یہ بھی لکھا کہ وہ بچوں کی دیکھ بھال اپنے بچوں کی طرح کریں گے اور اگر کوئی مالی مشکل پیش آئی تو اس کو اطلاع دی جائے وہ بچوں کیلئے وہ سب کچھ کرنے کیلئے تیار ہوں گے جو کوئی شخص اپنے بچوں کیلئے کرتا ہے - لیکن وہ دور ہونے کی وجہ سے گارڈین شپ کی ذمہ داری نہ نبھا سکیں گے۔

چونکہ سر راس مسعود نے گارڈین شپ قبول کرنے سے معذرت کر لی تھی اور پھر علامہ اقبال ملکی مسائل میں آخری دم تک الجھے رہے اور ان کی زندگی نے بھی مہلت نہ دی کہ وہ اپنی اس خواہش کو پورا کرتے - سر راس مسعود کو خط لکھنے کے دس ماہ بعد علامہ اقبال اس جہاں فانی سے کوچ کر گئے اور سر راس مسعود علامہ اقبال سے پہلے وفات پا گئے - باقی رہا یہ اعتراض کہ علامہ اقبال نے شیخ اعجاز احمد کو صالح بھی کہا اور گارڈین شپ سے فارغ بھی کرنا چاہا اس کے

Marfat.com

متعلق عرض ہے کہ علامہ اقبال نے شیخ اعجاز احمد کو صالح لکھا تھا مگر دین دار اور مسلمان تو نہ لکھا تھا اس کے متعلق خط کا متن ملاحظہ ہو۔

(عکس خط محررہ ۱۰ جون 1937)

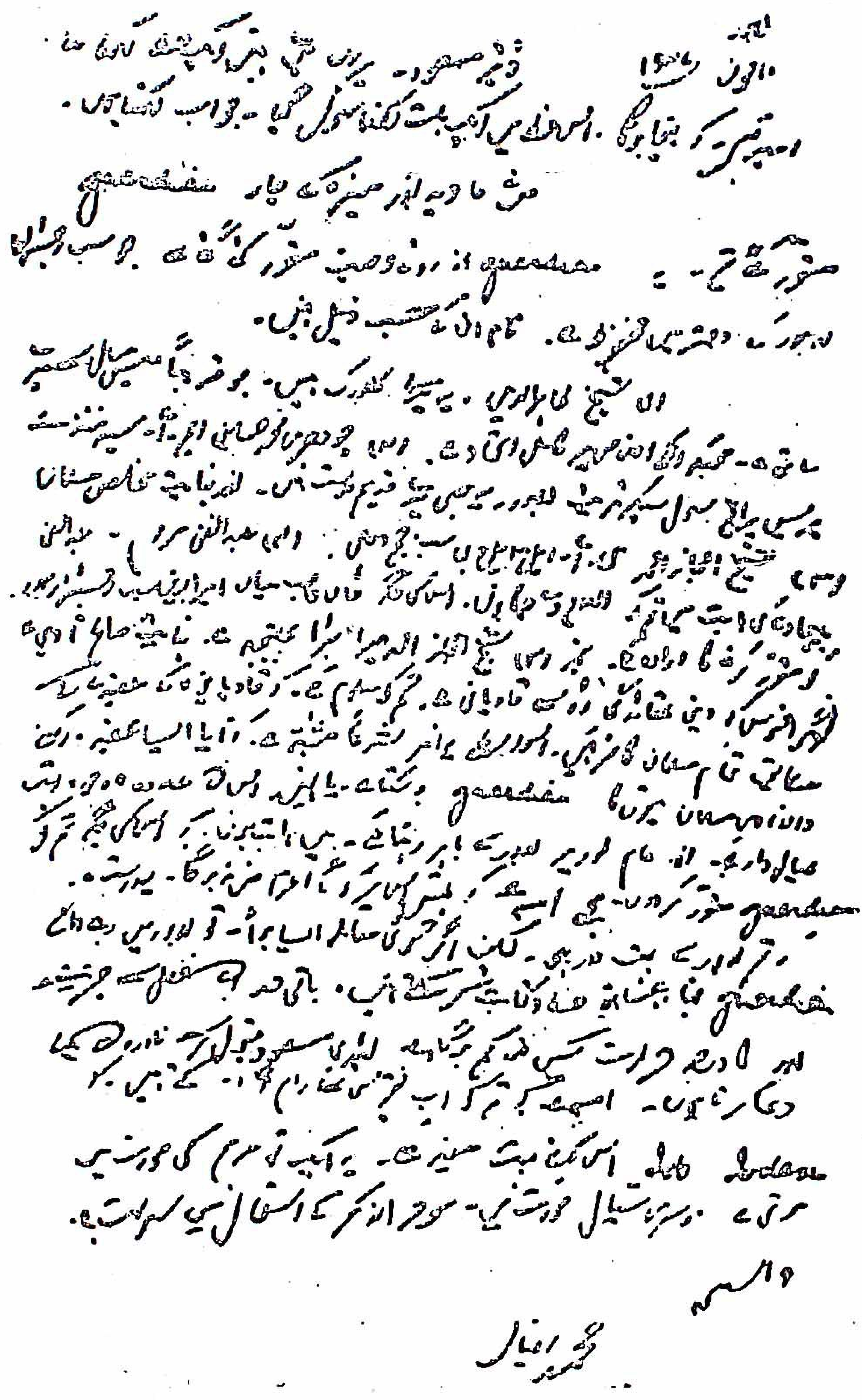
والسلام

محمد اقبال

Marfat.com

شیخ اعجاز احمد کے بیان کے مطابق چوہدری محمد حسین پر یہ الزام عائد کیا گیا ہے کہ چوہدری صاحب نے اعجاز احمد کے صالحیت کا سرٹیفکیٹ دبانے کیلئے تحریف کی اور دوسرا خط جو اقبال نامہ میں موجود ہے - ایک لحاظ سے شیخ اعجاز احمد کے خلاف سازش تھی - ہر دو خطوط کے عکس کی تحریریں دی جا رہی ہیں - لکیر زدہ تحریروں سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ چوہدری محمد حسین نے شیخ اعجاز احمد کی گارڈین شپ جو مخدوش تھی اس تحریف کے ذریعے پکی کر دی - بتایا جاتا ہے کہ اس کے پیچھے سر ظفراللہ خان کا ہاتھ تھا بات خواہ کچھ بھی ہو دونوں خطوط ملاحظہ کرنے سے یہ بات بالکل واضح نظر آتی ہے کہ تحریف شدہ خط نمبر ۲ سے شیخ اعجاز احمد کی گارڈین شپ محفوظ ہو گئی .

(عکس ہر دو خطوط)

Marfat.com

(۲۲۹) —— (۲۴)

لاہور — خط نمبر ۲

۱۰ جون ۱۹۳۶ء

ڈیر مسعود

پرسوں میں نے ایک خط لکھا تھا۔ امید ہے کہ پہنچا ہوگا۔ اس خط میں ایک بات لکھنا بھول گیا۔ جو اب لکھتا ہوں۔

میں نے جاوید اور منیرہ کے چار guardian مقرر کئے تھے۔ یہ guardians از روئے وصیت مقرر کئے گئے تھے جو حسب ضرورت رجسٹرار لاہور کے دفتر میں محفوظ ہے۔ نام ان کے حسب ذیل ہیں۔

(۱) شیخ طاہر الدین۔ یہ میرے کلارک ہیں۔ جو قریباً بیس سال سے میرے ساتھ ہیں۔ مجھ کو ان کے اخلاص پر کامل اعتماد ہے (۲) چودھری محمد حسین ایم اے سپرنٹنڈنٹ پریس برانچ سول سیکرٹریٹ۔ یہ بھی میرے قدیم دوست ہیں۔ اور نہایت مخلص مسلمان (۳) شیخ اعجاز احمد بی اے ایل ایل بی سب جج دہلی (۴) عبدالغنی مرحوم

عبدالغنی مرحوم کی بابت تم کو اطلاع دے چکا ہوں۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کی جگہ تم کو guardian مقرر کر دوں۔ مجھے امید ہے کہ تمہیں اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ یہ درست ہے کہ تم لاہور سے بہت دور ہو۔ لیکن اگر کوئی معاملہ ایسا ہوا تو لاہور میں رہنے والے guardians تمہارے ساتھ خط و کتابت کر سکتے ہیں۔ باقی خدا کے فضل سے خیریت ہے۔ لاہور کا درجہ حرارت کسی قدر کم ہو گیا ہے۔ لیڈی مسعود سلام قبول کریں۔ نادرہ کے لئے دعا کرتا ہوں۔ امید کہ تم کو اب نقرس سے آرام ہوگا۔ کہتے ہیں کہ IODEX اس کے لئے بہت مفید ہے۔ ایک تو مرہم کی صورت میں ہوتی ہے۔ دوسری تیل کی صورت میں۔ موخر الذکر کے استعمال میں سہولت ہے

والسلام

محمد اقبال

(۲۲۹) —— (۲۴)

لاہور — خط نمبر ۱

۱۰ جون ۱۹۳۶ء

ڈیر مسعود

پرسوں میں نے ایک خط لکھا تھا۔ امید ہے کہ پہنچا ہوگا۔ اس خط میں ایک بات لکھنا بھول گیا۔ جو اب لکھتا ہوں۔

میں نے جاوید اور منیرہ کے چار guardian مقرر کئے تھے۔ یہ guardians از روئے وصیت مقرر کئے گئے تھے۔ جو حسب ضرورت رجسٹرار لاہور کے دفتر میں محفوظ ہے۔ نام ان کے حسب ذیل ہیں۔

(۱) شیخ طاہر الدین۔ یہ میرے کلارک ہیں۔ جو قریباً بیس سال سے میرے ساتھ ہیں۔ مجھ کو ان کے اخلاص پر کامل اعتماد ہے (۲) چودھری محمد حسین ایم اے سپرنٹنڈنٹ پریس برانچ سول سیکرٹریٹ۔ یہ بھی میرے قدیم دوست ہیں۔ اور نہایت مخلص مسلمان (۳) شیخ اعجاز احمد بی اے ایل ایل بی سب جج دہلی (۴) عبدالغنی مرحوم

عبدالغنی مرحوم کی بابت میں تم کو اطلاع دے چکا ہوں۔ ان کی جگہ شیخ صاحب میاں امیر الدین صاحب رئیس لاہور کو مقرر کرنے کا ارادہ ہے۔ نمبر ۳ شیخ اعجاز احمد میرا بھتیجا ہے۔ نہایت صالح آدمی ہے۔ لیکن وہ خود بہت عیالدار ہے اور عام طور پر لاہور سے باہر رہتا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ اس کی جگہ تم کو guardian مقرر کر دوں۔ مجھے امید ہے کہ تمہیں اس پر کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ یہ درست ہے کہ تم لاہور سے بہت دور ہو۔ لیکن اگر کوئی معاملہ ایسا ہوا تو لاہور میں رہنے والے guardians تمہارے ساتھ خط و کتابت کر سکتے ہیں۔ باقی خدا کے فضل سے خیریت ہے۔ لاہور کا درجہ حرارت کسی قدر کم ہو گیا ہے۔ لیڈی مسعود سلام قبول کریں۔ نادرہ کے لئے دعا کرتا ہوں۔ امید کہ تم کو اب نقرس سے آرام ہوگا۔ کہتے ہیں کہ Iodex اس کے لئے بہت مفید ہے۔ ایک تو مرہم کی صورت میں ہوتی ہے۔ دوسری تیل کی صورت میں۔ موخر الذکر کے استعمال میں سہولت ہے۔ والسلام

محمد اقبال

Marfat.com

خط نمبر ۱ - اقبال نامہ کا وہ خط ہے جو چوہدری محمد حسین کی قطعہ و برید سے قبل شائع ہوا اس سے لکیر زدہ عبارت ملاحظہ ہو - اس سے مندرجہ ذیل باتیں سامنے آتی ہیں ۔

۱ عبدالغنی مرحوم کی جگہ میاں امیرالدین سب رجسزار کو گارڈین مقرر کرنے کا لکھا گیا ہے ۔

۲ شیخ اعجاز احمد کی جگہ سر راس مسعود کا گارڈین مقرر کرنے کا لکھا گیا ہے - جبکہ تحریف شدہ خط نمبر ۲ میں عبدالغنی مرحوم کی جگہ سر راس مسعود کے تقرر کا ذکر ہے اور میاں امیر الدین کا کہیں ذکر نہیں - اس طرح شیخ اعجاز احمد کی گارڈین شپ محفوظ ہو گئی - اقبال کے خط نمبر ۱ کی تحریف کرنے سے شیخ اعجاز احمد کی گارڈین شپ محفوظ ہو گئی - اقبال کے خط نمبر ۱ کی تحریف کرنے سے شیخ اعجاز احمد کی گارڈین شپ سے محرومی کی وجہ کو ختم کر دیا گیا ہے - اس لئے شیخ اعجاز احمد کو بجائے اعتراض کرنے کے چوہدری محمد حسین کا احسان مند ہونا چاہیئے کیونکہ انہوں نے شیخ اعجاز احمد کی متنازعہ شخصیت کو غیر متنازعہ بنا دیا - ہو سکتا ہے چوہدری صاحب نے یہ سوچا ہو کہ عبدالغنی بچوں کے ماموں فوت ہو چکے تھے لہٰذا کسی نہ کسی قریبی رشتہ دار کا نام گارڈین شپ میں ہونا چاہیئے بہرحال کچھ بھی کہئے نتیجہ یہی اخذ کیا جا سکتا ہے کہ تحریف شدہ خط نمبر ۲ سراسر شیخ اعجاز احمد کے حق میں جاتا ہے ۔

اقبال اور بھوپال از صہبا لکھنوی میں علامہ اقبال کے ۱۰ جون ۱۹۳۷ء کے خط میں شیخ اعجاز احمد کے عقائد اور قادیانیت کے بارے میں بھی علامہ اقبال کے الفاظ کے ریمارکس حذف کر دئے گئے ہیں - جب جسٹس جاوید اقبال نے اپنی کتاب زندہ رود جلد سوم میں یہ اقتباس دیا تو اس کے بارے میں اقبال نامہ کے مرتب ڈاکٹر اخلاق اثر نے یہ بتایا کہ اقبال نامہ میں سے یہ عبارت رہ گئی ہے کہ "قادیانیوں کے عقیدہ کے مطابق تمام مسلمان کافر ہیں اس واسطے یہ امر شرعاً مشتبہ ہے -" ڈاکٹر اخلاق اثر نے خود بتایا کہ اقبال نامہ کا جو نسخہ ڈاکٹر جاوید اقبال کو دیا گیا اس میں یہ عبارت موجود نہ تھی ۔

(ڈاکٹر اخلاق اثر کے خط کا عکس)

ملاحظہ کیجیے ڈاکٹر اخلاق اثر کے خط کا عکس :

Dr. AKHLAQ ASAR
M.A. (URDU), M.A. (ENGLISH), Ph.D
Vice President
All India Urdu Writers & Journalist Forum
For National Integration (Registered)

SADIQ MANZIL,
Chowki Imambara,
BHOPAL - 462001

Dated 7-1-86

محترم وحید عشرت صاحب! وعلیکم السلام

زندہ رود (تین جلدیں) اور اقبال اور حیدرآباد موصول ہوئیں۔ بہت بہت شکریہ۔ آپ کی حسبِ فرمائش اپنی تالیفات "اقبال اور شیش محل"، "اقبال نامے" اور تصنیف "اقبال اور ممنون" رجسٹری سے روانہ کر رہا ہوں۔ "اقبال نامے" کا دوسرا ایڈیشن اور "اقبال کا وظیفہ" اپریل تک مکمل ہونے کی امید ہے۔ "مظلوم اقبال" اور دیکھنا چاہتا ہوں تاکہ اقبال کے اقتصادی اور معاشی حالات پر معلومات مکمل ہو جائیں۔ اگر ممکن ہو تو یہ زحمت اور برداشت فرمائیں۔ میری تالیفات کے بارے میں آپ کی نیک خواہشات میرے لیے اہمیت رکھتی ہیں۔

"مظلوم اقبال" پر آپ کا تبصرہ پڑھا تھا۔ اس میں اقبال کے ۱۰ رجون ۳۷ء کے مکتوب کا حوالہ تھا جو آپ نے "زندہ رود" سے لیا تھا۔ اس وقت تک میں نے "زندہ رود" نہیں دیکھی تھی اور یہ معلوم نہ تھا کہ یہ اقتباس "اقبال نامہ" سے لیا گیا ہے۔ اس مکتوب کا مکمل متن "اقبال اور ممنون" صفحہ ۱۵ پر فوٹو کاپی کی شکل میں دیا گیا ہے۔ "زندہ رود" میں اس مکتوب کا اہم حصہ رہ گیا جو بعد کے نسخوں میں ہاتھ سے بڑھا دیا گیا تھا اور یہ تحریر اس نسخہ میں بڑھائی نہ جا سکی تھی جو جناب جاوید اقبال صاحب کی خدمت میں پیش کی گئی تھی۔ کتابت کی غلطی بہت بعد میں نظر آئی۔ وہ اہم حصہ یہ ہے:

"کہ قادیانیوں کے عقیدے کے مطابق تمام مسلمان کافر ہیں۔
اس واسطے یہ امر مشتبہ ہے۔"

امید ہے کہ ۱۰ رجون ۳۷ء کے مکتوب کے فوٹو کاپی سے آپ کی ضرورت پوری ہو جائے گی۔ دیگر مکاتیب کے علاوہ یہ مکتوب بھی مجھے جناب ممنون حسن خاں صاحب سے موصول ہوا تھا جس کی تفصیل "اقبال نامے" میں دی ہوئی ہے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے جناب رفیع الدین ہاشمی صاحب اس مکتوب اقبال کی فوٹو کاپی شیخ اعجاز احمد صاحب کو ارسال کر چکے ہیں۔

میری کن تصانیف یا تالیفات کے حقوق اشاعت کی ضرورت سمجھیں تحریر فرمائیں اور رائلٹی کی شرائط کی تفصیلات بھی لکھیں تاکہ میں اپنے محکمہ سے اجازت لے کر کوئی کارروائی کروں۔ امید ہے مزاج بخیر ہوگا۔ تعاون کے لیے ایک بار پھر شکریہ۔ آپ کا

اخلاق اثر

Marfat.com

ایک اور شہادت ملاحظہ کریں۔

جسٹس جاوید اقبال اور منیرہ کی آیا مس ڈورس احمد نے اپنی کتاب "Iqbal as I Know" میں لکھا ہے کہ "علامہ اقبال شیخ اعجاز احمد کو بہت عزیز رکھتے تھے مگر ان کے قادیانی ہو جانے کی وجہ سے ان سے سخت نالاں تھے اور وہ اپنے بچوں کے سرپرستوں میں سے بھی انہیں نکال کر کسی اور متبادل کی تلاش میں تھے۔ چنانچہ علامہ نے ان سے متعدد بار اپنے اس کرب کا اظہار کیا اور شیخ اعجاز کے قادیانی ہو جانے کے عمل کو ہمیشہ مکمل طور پر ناپسند کیا۔

(Iqbal as I know by Miss Doras Ahmad)

ان مندرجہ بالا بیانات سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ علامہ اقبال شیخ اعجاز احمد سے بد عقیدہ ہونے کی بناء پر خوش نہ تھے۔ اسی واسطے انہوں نے کوشش کی کہ اسے گارڈین شپ سے علیحدہ کر دیں لیکن ان کی صحت کی خرابی اور عدم دستیابی معقول شخص یہ خواہش پوری نہ ہو سکی۔ علامہ اقبال نے مس ڈورس احمد کو عزیز جانا اس لئے کہ وہ ایک سچے نبیؑ کی پیروکار تھی اور اسے اپنے بچوں کی تربیت کیلئے پسند کیا لیکن شیخ اعجاز احمد کو اس لئے گارڈین شپ سے مسترد کر دینا چاہا کہ وہ ایک جھوٹے نبی کا پیروکار تھا۔ علامہ نے شیخ اعجاز کو ناپسندیدہ اس لئے قرار دیا کہ قادیانی ہونے کی بناء پر عقیدہ کے لحاظ سے اس کی حیثیت مشتبہ تھی۔

علامہ اقبال نے احمدیوں کے خلاف ۱۹۳۵ء سے پہلے شدت سے محاسبہ کیوں نہ کیا؟

شیخ عبدالماجد لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال نے ۱۹۳۵ء سے پہلے کیوں قادیانی جماعت کا محاسبہ نہ کیا؟ جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے علامہ اقبال نے مختلف مواقع پر مثلاً ۱۹۰۲ء، ۱۹۰۴ء، ۱۹۱۰ء اور ۱۹۱۶ء میں جب بھی قادیانی عقائد کی بات سامنے آئی اس جماعت سے شدومد کے ساتھ اختلاف کیا۔ ویسے مسلمانوں کے مفاد عامہ کا جہاں بھی موقع آیا علامہ نے بلا تفریق مذہب و عقیدہ اشتراک عمل میں حصہ لیا۔ ۳ مارچ ۱۹۲۷ء کو حبیبیہ ہال لاہور میں امام جماعت احمدیہ نے جو لیکچر دیا چونکہ وہ مسلمانوں کے حق میں تھا اس کو سراہا پھر برصغیر میں اسلامی مفادات کے تحفظ کیلئے ایک مسلم بورڈ کے قیام کی تجویز زیر غور تھی اسکی صدارت کیلئے علامہ اقبال نے ۵ ستمبر ۱۹۳۰ء کو ایک

Marfat.com

خط مرزا بشیرالدین محمود کے پرائیوٹ سیکرٹری کو لکھا کہ آپ کی جماعت چونکہ منظم ہے اس لئے مرزا صاحب کا نام اس مقصد کے لئے لیا گیا۔

جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے علامہ اقبال جو اچھی بات دیکھتا تھا اسکو سراہتا تھا۔ مذہب اور سائنس پر جو لیکچر دیا گیا اس میں مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے بارے میں ایک لفظ بھی نہ تھا تو علامہ کیوں اعتراض کرتے۔ اسی طرح اسلامی مفادات کیلئے مسلم بورڈ کے قیام میں بھی کوئی قباحت نہ تھی کیونکہ یہ مسلمانوں کے حقوق کیلئے ایک مشترکہ کوشش تھی۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی

علامہ اقبال نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے اجلاس میں مرزا بشیرالدین کی صدارت کو قبول کیا لیکن اختلاف اس وقت ہوا جب یہ بات سامنے آئی کہ اس کمیٹی میں قادیانیوں کی شمولیت کا مقصد قادیانی نبوت کی تبلیغ تھی۔ اس کی علامہ اقبال نے پرزور مخالفت کی۔

بطور ثبوت احمدیت جلد ششم مؤلفہ دوست محمد شاہد صفحہ ۴۴۵،۴۷۹ بروایت مرزا بشیرالدین محمود مرقوم ہے کہ جماعت احمدیہ کو کشمیر سے دلچسپی کیوں ہے؟

۱ کشمیر اس لئے پیارا ہے کہ وہاں اسی ہزار احمدی ہیں۔

۲ وہاں مسیح اول دفن ہیں۔

(حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قادیانی کہتے ہیں کہ وہ کشمیر میں مدفون ہیں)

۳ نواب امام الدین جنہیں مہاراجہ رنجیت سنگھ نے گورنر بنا کر کشمیر بھجوایا تھا وہ مرزا بشیرالدین کے دادا مرزا غلام مرتضیٰ کو مہاراجہ رنجیت سنگھ کی اجازت سے بطور مددگار ساتھ لے گئے تھے۔

۴ مرزا بشیرالدین کے استاد۔ جماعت احمدیہ کے پہلے خلیفہ اور ان کے خسر مولوی حکیم نورالدین کشمیر میں بطور شاہی حکیم کے ملازم رہے تھے۔ ص ۴۳۵

یہی وجہ تھی کہ قادیانی جماعت کی کشمیر کمیٹی میں شامل ہونے کی خواہش تھی۔

"وہ جتھہ جس کے بنیادی عقیدے کے مطابق تمام مسلمانان عالم کافر' کتے' خنزیر' حرامزادے اور کنجریوں کی اولادیں ہیں۔ وہ جماعت کشمیر کے مسلمانوں کی محبت میں کیوں تڑپنے لگی؟ وہ جماعت کیوں مسلمانوں کے مقدمات کی پیروی کیلئے اپنے وکلاء کشمیر بھیجنے لگی اور اپنے

Marfat.com

پلے سے پیسہ بھی خرچ کرنے لگی ؟ یہ سب کچھ قادیانی ریاست بنانے کی خواہش کروا رہی تھی -
(قادیانیت ص ۱۵۸)

قادیانی اخبار روزنامہ "الفضل" کی خبر کا تراشہ پڑھنے سے تمام صورت حال سامنے آ جاتی ہے .
(قادیانی تحریک کا سیاسی پس منظر - علامہ اختر فتح پوری ص ۳۱-۳۰)

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ العزیز جو پہلے ہی مناسب موقع کے انتظار میں تھے - یکایک میدان عمل میں آ گئے. (الفضل - ۱۲ جون ۱۹۳۱ء)

مرزا بشیرالدین نے ریاست کشمیر میں قادیانی مبلغین کی ڈاریں بکھیر دیں -- یہ تربیت یافتہ مبلغین کشمیری مسلمانوں میں پورے زور و شور سے قادیانیت کی تبلیغ کرنے لگے اور انہوں نے بہت سے مسلمانوں کو قادیانی بنا لیا .

"جب کشمیر کمیٹی کا قیام عمل میں آیا تو قادیانی زعما بڑی تعداد میں وہاں بھیجے گئے اس دوران سینکڑوں مبلغین ریاست میں پہنچے اور ریاست کے چپہ چپہ کا دروہ کر کے قادیانی عقائد کی تبلیغ کرنے لگے - جماعت احمدیہ کی طرف سے تحریک آزادی کے مبلغین کیلئے اکثر رقوم شیخ عبداللہ کی معرفت دی گئیں.

(کچھ پریشان داستانیں کچھ پریشان تذکرے - اشرف عطا ص ۱۳۱-۱۳۰)

اس پر پنجاب میں شیخ عبداللہ کے قادیانی ہونے کے چرچے ہونے لگے - شیخ عبداللہ کو اپنی غلطی کا احساس ہو گیا تو اس نے اپنی سوانحی یاداشتیں "آتش چنار" میں احرار سے اپنے اختلافات کا ذکر کرنے کے بعد لکھا .

"یہ تو معاملہ کا ایک پہلو تھا - بہت جلد ہم پر قادیانی حضرات کے اصل مقاصد بھی آشکار ہونے لگے - انہوں نے جب ہماری تحریک کی آڑ میں اپنی تبلیغی سرگرمیوں کو عام کرنا شروع کیا تو میرے کچھ ساتھیوں نے اس غلط رجحان پر تشویش محسوس کی اور قادیانی حضرات بھی مجھ سے برگشتہ ہو گئے". (آتش چنار - شیخ محمد عبداللہ - روزنامہ جنگ لاہور ۶ جون ۱۹۸۶ء)

"کشمیر کمیٹی کی آڑ میں قادیانیوں نے کشمیری مسلمانوں کے ایمانوں کی جو غارتگری کی اس کی روح فرسا اور ہوش ربا داستان وطن عزیز کے نامور بیورکریٹ اور ادیب و دانشور جناب قدرت اللہ شہاب سے سنیئے". (قادیانیت ص ۱۵۹)

بدقسمتی سے صدارت مرزا بشیرالدین محمود نے کر ڈالی اور آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر

Marfat.com

بھی وہی بن بیٹھے - یہ قادیانیوں کی ایک سوچی سمجھی چال ثابت ہوئی - اس کمیٹی کے قائم ہوتے ہی بشیرالدین محمود نے ہر خاص و عام کو یہ تاثر دینا شروع کر دیا کہ ان کی صدارت میں اس کمیٹی کو قائم کر کے ہندوستان بھر کے سرکردہ مسلمان اکابرین نے ان کے والد مرزا غلام احمد قادیانی کے مسلک پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے - اس شرانگیز پروپیگنڈہ کے جلو میں قادیانیوں نے انتہائی عجلت کے ساتھ اپنے مبلغین کو جموں و کشمیر کے طول و عرض میں پھیلانا شروع کر دیا تاکہ وہ ریاست کے سادہ لوح عوام کو ورغلا کر انہیں اپنے خود ساختہ نبی کا حلقہ بگوش بنانا شروع کر دیں - یہ مہم کافی کامیاب رہی - کئی دوسرے مقامات کے علاوہ خاص طور پر "شوپیاں" میں مسلمانوں کی خاص تعداد "قادیانی" بن گئی - پونچھ کے شہر میں بھی مسلمانوں کی اکثریت نے "قادیانی" مذہب اختیار کر لیا - یہ خبر سنتے ہی رئیس الاحرار مولانا عطا اللہ شاہ بخاری پونچھ شہر پہنچے اور اپنی خطیبانہ آتش بیانی سے قادیانیت کے ڈھول کا ایسا پول کھولا کہ شہر کی جو آبادی مرزائی بن چکی تھی وہ تقریباً ساری کی ساری تائب ہو کر ازسرنو مشرف بہ اسلام ہو گئی"۔

(شہاب نامہ ص ۳۶۱-۳۶۰ از قدرت اللہ شہاب)

"علامہ اقبال نے مئی ۱۹۳۳ء میں خود اور خان بہادر حاجی رحیم بخش اور سید محسن شاہ وغیرہ بارہ اشخاص نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کو لکھ بھیجا کہ آئیندہ کشمیر کمیٹی کا صدر غیر قادیانی ہوا کرے گا - یہ قصر قادیانیت میں زلزلہ برپا کر دینے والی خبر تھی - علامہ اقبال کو یہ بھی معلوم ہو چکا تھا کہ قادیانی کشمیر اور کشمیر کمیٹی کے متعلقہ سارے راز انگریزوں تک پہنچاتے ہیں - اس کی تصدیق کیلئے علامہ اختر فتح پوری فرماتے ہیں۔

میاں صاحب (مرزا بشیرالدین محمود) تمام کارگزاری کی رپورٹ باقاعدہ طور پر انگریزی حکومت کو بھجوایا کرتے تھے اس کی تصدیق میں مرزا بشیرالدین کے خاندان کے انتہائی قریبی عزیز نے بیان کیا۔

"ایک رات پولیٹیکل ڈیپارٹمنٹ کے دو آدمی علامہ اقبال کے مکان پر آئے - انہوں نے علی بخش سے پوچھا - کہ علامہ صاحب کہاں ہیں - ہم ان سے ملاقات کرنا چاہتے ہیں - علی بخش نے کہا وہ سو رہے ہیں - انہوں نے کہا کہ انہیں فوراً جگا دیں ہمیں ان سے ایک ضروری کام ہے اور اسی وقت ہم نے واپس بھی جانا ہے - علامہ قریب ہی سوئے ہوئے تھے - ان کی آوازیں سن کر بیدار ہو گئے تو انہوں نے علامہ اقبال کے سامنے وہ تمام ریکارڈ رکھ دیا جو مرزا

Marfat.com

محمود نے گورنمنٹ کو بھیجا تھا - نیز انہوں نے یہ کہا کہ اگر ہمارے متعلق یہ پتہ چل جائے کہ ہم یہ فائلیں اٹھا کر یہاں آئے ہیں تو ہماری سزا موت کے سوا کچھ نہیں - مگر ہمیں اس بات پر حیرت ہے کہ آپ نے ایک ایسے آدمی کو کشمیر کمیٹی کا صدر بنایا ہوا ہے جو گورنمنٹ کا جاسوس ہے "۔ (قادیانی تحریک کا سیاسی پس منظر - علامہ اختر فتح پوری ص ۳۱-۳۰)

علامہ اقبال اور کشمیر کمیٹی

علامہ اقبال پر ایک یہ بھی الزام لگایا گیا ہے کہ انہوں نے طلب جاہ کی خاطر اور جماعت احرار کے اکسانے پر جماعت احمدیہ سے دشمنی کرنا شروع کر دی۔

اصل بات یوں ہے کہ ڈوگرہ حکومت نے مسلمانوں پر کشمیر میں بہت ظلم و ستم توڑنے شروع کر دیئے اس لئے ۲۵ جولائی ۱۹۳۱ء شمالی ہندوستان کے مسلمانوں نے ریاستی مسلمانوں کی مدد کیلئے "آل انڈیا کشمیر کمیٹی" بنا ڈالی اور اس کمیٹی کے پہلے صدر مرزا بشیرالدین محمود جماعت احمدیہ کے امیر بنا دیئے گئے - اس کمیٹی کا اکٹھ شملہ میں ہوا تھا - اس کمیٹی کا مقصد چونکہ کشمیری مسلمانوں پر ڈوگرہ حکومت کے ظلم کے خلاف آئینی ذرائع سے مدد کرنا تھا لہٰذا اس بات پر عجلت میں زیادہ غور نہ کیا گیا کہ ایک قادیانی کو کشمیر کمیٹی کا صدر بنایا جا رہا ہے - لیکن قادیانی اپنے مخصوص مقاصد کی خاطر اس کمیٹی میں شامل ہوئے - اس کمیٹی کے سیکرٹری بھی عبدالرحیم درد تھے جو قادیانی تھے -

قادیانی کبھی بھی مسلمانوں سے مخلص نہ تھے - مثلاً ۱۹۱۸ء میں جب سارے مسلمان ترکی کی شکست پر غمزدہ تھے قادیان میں جشن منایا گیا اور چراغاں بھی کیا گیا۔

(ملاحظہ ہو منیر رپورٹ ص ۱۹۶)

تحریک کشمیر میں قادیانی گروپ کا ظاہری طور پر شامل ہونا تو کشمیری لوگوں کی مدد کرنا تھا مگر اندرونی طور پر قادیانیوں کا مقصد سیدھے سادھے کشمیری لوگوں کو ورغلا کر قادیانی بنانا تھا - چنانچہ کشمیریوں کی مدد کی آڑ میں انہوں نے اپنے مبلغین کثیر تعداد میں کشمیر بھیجے - چونکہ "آل انڈیا کشمیر کمیٹی" کے صدر ہونے کی حیثیت سے مرزا محمود کے اختیارات لامحدود تھے لہٰذا اس بات سے انہوں نے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور اپنے خفیہ مقاصد کی تکمیل میں شب و روز تگ و دو میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا۔

Marfat.com

(اس سلسلہ میں ملاحظہ ہو الفضل ۱۳ اگست ۱۹۴۸ء منیر رپورٹ ص ۲۶۱)

"چنانچہ کشمیر پر اپنے اثر و رسوخ کی توسیع قادیانی تحریک کی ابتدا ہی سے اس کے پیش نظر رہی - مرزا بشیرالدین محمود قادیانی تحریک کے تمام افراد میں سے سیاسی بصیرت رکھتے تھے - انہوں نے اوائل خلافت میں کئی بار کشمیر کا دورہ کیا"۔ (الفضل ۱۶ جون ۱۹۳۱ء)

انگریزوں کی چونکہ جماعت احمدیہ بہت شکر گزاری کرتی رہتی تھی اسلئے انگریزوں نے بھی جاتے وقت چاہا کہ یہی جماعت احمدیہ ہی ان کے مفادات کی حفاظت کر سکتی ہے لہٰذا انگریز بھی یہ چاہتا تھا کہ قادیانیوں کا کشمیر میں اثر و رسوخ بڑھے - ملاحظہ ہو۔

"حضرت امام جماعت احمدیہ جو پہلے ہی مناسب موقع کے انتظار میں تھے یکایک میدان عمل میں آ گئے"۔

(الفضل ۱۶ جون ۱۹۳۱ء)

علامہ اقبال نے مسلمانان کشمیر پر مظالم کے خلاف احتجاج کے طور پر ۱۴ اگست ۱۹۳۱ء کو یوم کشمیر منانے کی اپیل کی - خوبئ قسمت پاکستان بھی ۱۴ اگست کو معرض وجود میں آیا - چنانچہ ۱۴ اگست کو علامہ اقبال نے لاہور میں ایک پر شکوہ جلوس نکالا اور اس کے اختتام پر علامہ اقبال کی زیر صدارت ایک جلسہ منعقد کیا گیا اور وہاں پر علامہ اقبال نے ایک پر جوش اور ولولہ انگیز تقریر کی۔ (بحوالہ اقبالؒ اور کشمیر - سلیم خان گمی ص ۷۷)

(انقلاب ۱۶ اگست ۱۹۳۱ء)

پھر علامہ اقبال نے کشمیری مسلمانوں کی امداد کیلئے ایک اپیل شائع کی۔

(اقبال اور کشمیر ص ۸۰-۷۹ ۳۱ اگست ۱۹۳۱ء)

علامہ اقبال کی زیر صدارت محمڈن ہال لاہور میں عمائدین شہر کا جلسہ ہوا - وہاں طے پایا کہ علامہ اقبال کشمیر کمیٹی کے صدر ہوں گے - یہ اس لئے کیا گیا کہ مرزا بشیرالدین محمود کو بطور صدر کشمیر کمیٹی لامحدود اختیارات تھے - لیکن جب اختیارات پر حدود و قیود لگائی جانے لگیں تو

۱ مرزا بشیرالدین نے ۷ مئی ۱۹۳۳ء کو صدارت سے استعفیٰ دیدیا۔

۲ استعفیٰ دینے کے فوراً بعد مرزا صاحب نے کمیٹی کو اطلاح دی کہ کمیٹی کے پاس کوئی فنڈ نہیں ہے بلکہ عملاً وہ ایک قرض دار ادارہ کی حیثیت رکھتی تھی۔

(اقبال کا سیاسی سفر - محمد حمزہ فاروقی ص ۳۴۶)

۳ ۱۵ مئی کو گوجرانوالہ کے شیخ بشیراحمد صاحب ایڈوکیٹ جو سکھ چین پور کے مقدمہ قتل

Marfat.com

میں جس میں ٦٩ اشخاص ماخوذ تھے ۔ ڈاکٹر محمد اقبال کو تحریر کیا کہ فوراً قانونی امداد کا انتظام کیا جائے ورنہ انجام برا نکلے گا"۔ (اقبال کا سیاسی سفر ص ٣٤٥)

چونکہ علامہ اقبال کو قادیانیوں کے بڑے عزائم کا پتہ چل گیا کہ وہ اسلام کے لئے زہر قاتل ہیں اور مسلمانوں کے مفاد عامہ کے خلاف کام کر رہے ہیں - جب مندرجہ بالا تمام حقائق کھل کر سامنے آ جائیں تو پھر کون مسلمان ہو گا جو قادیانیوں کے غلط عزائم کے خلاف سینہ سپر نہ ہو - علامہ اقبال تو ویسے بھی عاشق رسولؐ تھے وہ کیسے ان لوگوں کو بخش سکتے تھے جو شرک فی النبوت کے حامی ہوں - لہٰذا انہوں نے فیصلہ کیا کہ قادیانیوں کو آل انڈیا کشمیر کمیٹی میں دخل اندازی نہ کرنے دیں - جب مرزا بشیرالدین محمود نے مسلمانوں کے رد عمل کو بھانپ لیا تو احتجاج کے طور پر کشمیر کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دے دیا اور علامہ اقبال کو آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا صدر منتخب کر لیا گیا - لہٰذا یہ بات سرے سے غلط ہے کہ علامہ اقبال نے احرار کے اکسانے پر قادیانیوں کے خلاف محاذ قائم کیا اور یہ بات بھی غلط ہے کہ علامہ اقبال نے طلب جاہ کی خاطر قادیانیوں کی مخالفت کی - اگر یہ بات درست ہوتی تو علامہ اقبال آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ نہ دیتے - اس مرد قلندر کو قلندری کی ضرورت تھی سکندری کی نہیں - یہ صرف اور صرف شمعِ رسالتؐ کا پروانہ تھا - جب معلوم ہوا کہ جھوٹی نبوت کا دعویدار کشمیر میں اپنا اثر پیدا کرنا چاہتا ہے تو شمشیر بکف سینہ سپر ہو گئے اور مرزا محمود کو استعفیٰ دینا پڑا - نتیجہ یہ ہوا کہ خطۂ کشمیر قادیانیوں کے اثر و نفوذ سے مامون ہو گیا ۔

اس کے بعد علامہ اقبال کا قادیانیوں کے خلاف رد عمل شدید سے شدید تر ہوتا چلا گیا لہٰذا ١٩٣٥ء میں علامہ اقبال نے قادیانیت کے خلاف "اسلام اور احمدیت" کے عنوان سے مضمون لکھا - یہ اتنا واضح تھا کہ مسلمانوں کے سامنے قادیانیت کا اصل چہرہ کھل کر سامنے آ گیا اور علامہ اقبال کا مقصد بھی یہی تھا کہ عام مسلمان ان کے مکروہ عزائم سے روشناس ہو جائیں - پنڈت جواہر لال نہرو نے قادیانیت کی مدد کرتے ہوئے علامہ اقبال کے خلاف مضمون سٹیٹس مین میں لکھے لیکن علامہ اقبال کی طرف سے دندان شکن جواب پا کر خاموش ہو گئے - اقبال نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی تجویز بھی پیش کی اور وہ اس لئے کہ قادیانی جمہور مسلمانوں کو کافر قرار دیتے ہیں - ان سے بیاہ شادی نہیں کرتے - نمازیں بھی ان کے ساتھ ادا نہیں کرتے - جنازہ بھی نہیں پڑھتے - لہٰذا علامہ اقبال نے کہا کہ یہ ان کے حق میں بھی فائدہ مند ہے کہ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور ان کے حقوق کی نگہداشت باقی غیر مسلم

Marfat.com

اقلیتوں کی طرح کی جائے - لیکن یہ نہیں ہو گا کہ وہ ہر لحاظ سے مسلمانوں سے علیحدہ ہوں لیکن سیاسی فائدہ حاصل کرنے کیلئے مسلمانوں میں شامل رہیں کیونکہ اگر وہ ایسا کریں تو ان کی کم تعداد ہونے پر انہیں حکومت میں اپنے کوٹہ سے زیادہ حقوق نہ مل سکیں گے -

علامہ اقبال کی ۱۹۳۵ء کو کہی ہوئی بات آخرکار رنگ لائی اور جناب ذوالفقار علی بھٹو کے دور حکومت میں قادیانیوں کو ۱۹۷۴ء میں غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا -

غیر مسلم اقلیت قرار دینے میں علامہ اقبال کی مخالفت مذہبی تھی نہ کہ سیاسی اور یہ غلط ہے جو عبدالماجد شیخ نے لکھا "آپ نے جماعت کی مخالفت کی تو اس کی بنیاد "مذہبی" نہ تھی بلکہ سراسر سیاسی اور وہ بھی بالخصوص احرار کے زیر اثر"۔ (اقبال اور احمدیت ص ۲۷۳)

کیا میاں نور محمد احمدی تھے ؟

اس بارے میں شیخ اعجاز احمد اپنی کتاب "مظلوم اقبال" کے صفحہ ۱۸۵-۱۸۴ پر یوں رقمطراز ہے

"میاں جی کے متعلق "زندہ رود" میں لکھا ہے کہ یہ کہنا درست نہیں کہ ان (علامہ اقبال) کے والد احمدی تھے" شیخ اعجاز احمد لکھتے ہیں کہ ابا جان تو سلسلۂ احمدیہ میں شامل ہونے والے ابتدائی حضرات میں سے تھے اور میاں جی جماعت میں شامل ہو گئے تھے - ......۱۹۰۲ء میں جب ہماری منجھلی پھوپھی طالع بی بی کا انتقال ہوا تو احمدی حضرات ان کے جنازے میں شریک نہ ہوئے' - .... اس لئے جماعت سے علیحدگی اختیار کرلی - ان کے متعلق یہ کہنا کہ وہ احمدی نہ تھے نامکمل بات ہو گی - ہاں یہ کہنا درست ہو گا کہ وہ ابتدا میں جماعت میں شامل ہو گئے تھے لیکن ۱۹۰۲ء میں جماعت سے الگ ہو گئے ." (مظلوم اقبال - ص ۱۸۵-۱۸۴)

شیخ اعجاز احمد کے بیان کے مطابق "جنازے کے مسئلے پر اختلاف کی وجہ سے میاں نور محمد نے جماعت سے علیحدگی اختیار کر لی - ایک تو یہ وجہ بھی تھی لیکن علامہ اقبال نے ۱۹۰۲ء میں ان سے بیعت لینے کے جواب میں جو اشعار لکھے وہ بھی تیر بہدف ثابت ہوئے اور قادیانیت کا علامہ اقبال کے گھر میں قلع قمع ہو گیا ."

مندرجہ بالا بیانات شیخ اعجاز احمد کے ہیں جو اقبال کے تمام خاندان میں واحد قادیانی تھا - وہ گھر کا بھیدی بھی ہے اور قادیانی بھی - اس کے مندرجہ بالا بیانات کے بعد کسی اور ثبوت کی گنجائش نہیں رہتی .

Marfat.com

دوسرا باب

مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت

مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے بارے میں عبدالماجد شیخ کا ایک اقتباس ملاحظہ ہو ۔

"واضح رہے کہ سلسلہ احمدیہ کے بانی کی وفات تو ۱۹۰۸ء میں ہوئی ۔ جماعت شروع سے ۱۹۳۵ء تک اپنے عقائد و تعلیمات کے لحاظ سے اپنے ہم وطنوں کے سامنے کھلی کتاب کی طرح تھی ۔ اس کے عقائد میں کوئی تبدیلی نہ آئی تھی ۔ پھر علامہ کو جماعت کے بارے میں اپنی رائے بدلنے کی ضرورت کیوں محسوس ہوئی ؟" "شیخ عبدالماجد کہتے ہیں کہ اس کا ٹھوس جواب پیش نہیں کیا گیا "۔ (اقبال اور احمدیت ص ۲۷۴)

جواباً عرض ہے کہ یہ بات سرے سے غلط ہے کہ علامہ اقبال نے ۱۹۳۵ء تک اس جماعت کے خلاف کوئی آواز نہ اٹھائی اس پر مفصل گفتگو ہو چکی ہے کہ ۱۹۰۲ء، ۱۹۰۴، ۱۹۱۰ء، ۱۹۱۶ء، ۱۹۲۷ء میں مختلف مواقع پر جب بھی علامہ اقبال نے اسلام پہ آنچ آتی دیکھی ان کی باز پرس کی ۔ دوسری بات یہ کہ اس جماعت نے اپنے عقائد میں کوئی تبدیلی نہ کی ۔ تو یہ بات بھی غلط ہے ۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے تدریجی نبوت پیش کی ۔ کبھی ظلی کبھی بروزی کبھی حلولی کبھی امتی نبی کبھی محدث اور کبھی کھلی نبوت پیش کی ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ۱۹۱۴ء میں قادیانیوں میں دو فرقے نمودار ہو گئے ۔ ایک قادیانی جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے تھے اور دوسر ٹولہ لاہوری احمدی ہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد مانتے ہیں ۔ (مولانا محمد علی اور خواجہ کمال الدین لاہوری قادیانی ہیں) ۔ اگر عقائد میں تبدیلی نہ آتی تو ان کا اپنا گروپ دو حصوں میں منقسم نہ ہوتا ۔ کس طرح قادیانی عقائد میں تبدیلی ہوئی اس کی ایک جھلک ملاحظہ کریں ۔

تدریجی نبوت

۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ء تک "براہین احمدیہ" کے نام سے چار جلدیں چھپ گئی تھیں لیکن اس کی پانچویں جلد کو التوا میں ڈال دیا گیا اور مرزا غلام احمد قادیانی کی وفات کے بعد ۱۹۰۸ء میں شائع کیا گیا ۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۸۹۲ء میں مسیح موعود کا ہونے کا دعویٰ کر دیا ۔ چونکہ مسلمان

مسیح موعود کے منتظر تھے لہٰذا کئی لوگوں پر اس کا یہ داؤ چل گیا - اس کے متعلق مرزا غلام احمد قادیانی کا اپنا بیان ملاحظہ ہو .

مسیح موعود ایک چال

مرزا نے ۱۹۰۱ء میں نبوت کا اعلان کر دیا "اس واسطے ان الہامات جن کی بدولت نبوت وغیرہ کے دعوے کئے گئے اگر میری طرف سے اس موقع پر ظاہر ہوتے جب کہ علماء مخالف ہو گئے تھے تو وہ ہزارہا اعتراض کرتے لیکن وہ ایسے موقع پر شائع کئے گئے جبکہ یہ علماء میرے موافق تھے یہی سبب ہے کہ باوجود اس قدر جوشوں کے ان الہامات پر انہوں نے اعتراض نہیں کیا - کیونکہ وہ ایک دفعہ ان کو قبول کر چکے تھے اور سوچنے سے ظاہر ہوگا کہ میرے واسطے مسیح موعودہ ہونے کی بنیاد انہی الہامات سے پڑی ہے اور انہی میں خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو مسیح موعود کے حق میں آئیتیں تھیں وہ میرے حق میں بیان کر دیں - اگر علماء کو خبر ہوتی کہ ان الہامات سے تو اس شخص کا مسیح ہونا ثابت ہوتا ہے تو وہ کبھی ان کو قبول نہ کرتے - یہ خدا کی قدرت ہے کہ انہوں نے قبول کر لیا اور اس پیچ میں پھنس گئے ". (اربعین نمبر۲ ص ۲۱)

دیکھا جناب اصل خدا کی قدرت یہ ہے کہ اس نے جھوٹ کو جھوٹے کی زبانی خود ظاہر کرا دیا اور اس کے مکر و فریب کے جال کو اس کی گردن کے گرد تن دیا - اسے کہتے ہیں "جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے " یہ قادیانیوں کی معتبر کتاب کا حوالہ ہے - اگر ہمت ہے تو اسے رد کریں عقیدے کی تبدیلی اور چالبازی ظاہر ہو گئی - جھوٹا نبی یہاں پر چال چل رہا ہے اور پھر ایک اعلان کر رہا ہے اور وہ بھی جھوٹا - ملاحظہ ہو.

"میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہل سنت جماعت کا عقیدہ ہے - ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمدؐ کی ختم المرسلینؐ کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں - میرا یقین ہے کہ وحی رسالت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسولؐ اللہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر ختم ہو گئی ".

(تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۲۰ اعلان مورخہ ۱۸۹۱-۱۰-۱۲)

فرمایئے جناب اگر یہی مرزا غلام احمد قادیانی کا عقیدہ تھا تو پھر ظلی' بروزی یا اور کسی قسم

Marfat.com

کی نبوت کا ڈھونگ رچانے کی ضرورت کیا تھی - علامہ اقبال نے ایک مصرعے میں قادیانیوں کی نبوت کا دامن چاک کر دیا۔

اے کہ بعد از تو نبوت شد بہ ہر مفہوم شرک

"یہ کہنا کہ نبوت کا دعویٰ کیا ہے کس قدر جہالت، کس قدر حماقت اور کس قدر حد سے خروج ہے - اے نادانو میری مراد نبوت سے یہ نہیں کہ میں نعوذ باللہ آنحضرتؐ کے مقابل کھڑا ہو کر نبوت کا دعویٰ کرتا ہوں یا کوئی نئی شریعت لایا ہوں - صرف میری مراد نبوت سے کثرت مکالمت و مخاطبت الہیہ ہے جو کہ آنحضرتؐ کی اتباع سے حاصل ہے - سو مکالمہ و مخاطبہ کے آپ لوگ بھی قائل ہیں"۔

(تتمہ حقیقتہ الوحی ص ۶۸)

دیکھا شیخ عبدالماجد صاحب کس طرح عقیدہ تبدیل ہو رہا ہے اور ساتھ ساتھ آنحضورؐ کی نبوت پر بھی پورا یقین ہے - ایسا دجل! معاذ اللہ! مرزا غلام احمد قادیانی نے کشف و الہام کے خیالات سے فائدہ اٹھایا حالانکہ قرآن و حدیث میں کشف و الہام جیسی کوئی چیز موجود نہیں ہے یہ سب غلط مفروضے ہیں اور انہی کی بدولت مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی جعلی نبوت کو چمکایا۔

عقیدے میں تبدیلی کیسے ہو رہی ہے ملاحظہ فرمائیں - شیخ عبدالماجد کہتے ہیں کہ عقائد میں تبدیلی نہیں ہوئی - بیان ملاحظہ کریں - "آپ کا دعویٰ محض نبی کا نہیں بلکہ بروزی نبی کا ہے - سلسلہ احمدیہ کے بانی نے دنیا کو بتایا کہ چونکہ آنحضرتؐ خاتم النبین ہیں اور آپ کا ارشاد ہے لا نبی بعدی (میرے بعد کوئی نبی نہیں) اس لئے آپ کے بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام سمیت کوئی نیا یا پرانا نبی نہیں آ سکتا"۔

(اقبال اور احمدیت ص ۲۹۸)

فرماتے ہیں "خاتم النبین کا لفظ ایک الٰہی مہر ہے اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹے - ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرتؐ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آجائیں یہ بروز خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قرار یافتہ عہدہ تھا"۔

(اقبال اور قادیانیات - عبدالماجد شیخ ص ۲۹۸)

(وآخرین منھم لما یلحقوبھم) الجمعہ - ۳ (ص ۲۹۸)

واہ شیخ عبدالماجد صاحب کمال کر دیا - کونسا آپکو الہام آیا یا کونسی وحی جس کی بنا پر آپ نے یہ مفروضہ قائم کیا کہ "لا نبی بعدی" کی مہر تو نہیں ٹوٹ سکتی اور کوئی پرانا یا نیا نبی نہیں آ

سکتا لیکن بروزی نبی آ سکتا ہے۔ ایک حدیث نبویؐ ہے اس کا ترجمہ یہ ہے "اگر کسی زمانے میں ایمان ثریا پر بھی چلا گیا تو اہل فارس کی نسل سے ایک یا ایک سے زیادہ لوگ اسے واپس لے آئیں گے اور ایمان کو از سرنو دنیا میں قائم کر دیں گے"۔ (بخاری کتاب التفسیر)

یہاں پر ایک یا ایک سے زیادہ لوگ کہا گیا ہے نہ کہ نبی - تو کوئی نیک آدمی اسلام کی خدمت کر سکتا ہے - اللہ تعالیٰ جس سے جو کام لینا چاہے لے سکتا ہے - نبی کے آنے کا ذکر تو ہے ہی نہیں - پھر بروزی نبوت کی تک بندی کیسی ؟

شد پریشاں خواب من از کثرت تعبیر ہا

مرزا صاحب کا ختم نبوت کے بارے میں کیا خیال ہے ملاحظہ فرماویں"۔

۱ "وحی نبوت پر تیرہ سو برس سے مہر لگ چکی ہے"۔ (ازالہ اوھام ص ۲۲۱)

۲ "خاتم النبیین کے بعد ..... وحی نبوت کا سلسلہ پھر جاری ہو جائے گا اور یا .... یہ دونوں صورتیں ممتنع ہیں"۔ (ازالہ اوھام ص ۲۲۵)

۳ "خاتم النبیین ہونا ہمارے نبیؐ کا کسی دوسرے نبی کے آنے سے مانع ہے"۔ (ازالہ اوھام ص ۲۳۸)

۴ "اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جاوے اور صرف ایک فقرہ ہی حضرت جبرائیل لاویں اور پھر چپ ہو جاویں - یہ امر بھی ختم نبوت کا منافی ہے ...... اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ کیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بہ تصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرائیل بعد وفات رسولؐ ہمیشہ کیلئے وحی نبوت کے لانے سے منع کیا گیا ہے - یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں"۔ (ازالہ اوھام ۳ص ۲۳۹)

۵ "یہ آیت ما کان محمد آبا احد من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبیؐ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا .... وحی رسالت تا بقیامت منقطع ہے"۔ ازالہ اوھام ص ۲۵۲

۶ "میں نبوت کا مدعی نہیں بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں"۔ (فیصلہ آسمانی ص ۳)

Marfat.com

کذب گوئی

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے مندرجہ بالا بیان کی تکذیب بھی خود کر رہا ہے۔

"وہ مذہب مردار ہے جس میں ہمیشہ کیلئے یقینی وحی کا سلسلہ جاری نہیں"۔

(نزول المسیح ص ۹۱)

"وہ دین لعنتی اور قابل نفرت ہے جو یہ سکھاتا ہے کہ صرف چند منقولی باتوں پر انسانی ترقیات کا انحصار رہے اور وحی الٰہی آگے نہیں پیچھے رہ گئی ہے"۔

(ضمیمہ براھین احمدیہ حصہ ۵ ص ۳۰۶)

اللہ تعالیٰ کے کلام سے ظاہر ہے یقینی اور قطعی وحی کا قیامت کے دن تک اس امت کو وعدہ دیا گیا ہے"۔ (نزول المسیح ص ۱۱۰)

دیکھیے یہ نبی ہے جو خود اپنی تحریروں پر قائم نہیں رہتا۔

مرزا بشیرالدین نے تو حد کر دی اور رہی سہی کسر یہ کہہ کر پوری کر دی - "اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے یہ کہا جائے کہ تم کہو کہ آنحضرتؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں ضرور کہوں گا تو جھوٹا ہے' کذاب ہے - آپؐ کے بعد نبی آ سکتے ہیں اور ضرور آ سکتے ہیں"۔ (انوار خلافت - مرزا بشیرالدین ص ۶۵)

اسے کہتے ہیں "بڑے میاں بڑے میاں چھوٹے میاں سبحان اللہ" اپنے باپ مرزا قادیانی کے خلاف بیان دے رہا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی اپنے بیانات میں کس قدر الجھا ہوا ہے - ملاحظہ فرمائیں پہلے کچھ بیان دیا اور اب مندرجہ ذیل بیان سے کیا ظاہر ہوتا ہے خود انصاف کریں۔

"کیا تو نہیں جانتا کہ پروردگار رحیم و صاحب فضل نے ہمارے نبیؐ کا بغیر کسی استثنا کے خاتم النبیین نام رکھا اور ہمارے نبیؐ نے اہل طلب کیلئے اس کی تفسیر اپنے قول "لا نبی بعدی" میں واضح طور پر فرما دی - اگر ہم اپنے نبیؐ کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا ہم اب وحی کے بند ہو جانے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے اور یہ صحیح نہیں جیسا کہ مسلمانوں پر ظاہر ہے اور ہمارے رسولؐ کے بعد نبی کیونکر آ سکتا ہے درآنحالیکہ آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہو گئی اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ پر نبیوں کا خاتمہ فرما دیا"۔ (حمامتہ البشریٰ ص ۳۴)

غور فرمائیں - قادیانیوں کی اپنی معتبر کتاب غلام احمد قادیانی کی خود نوشتہ کا حوالہ ہے -

Marfat.com

اگر مندرجہ بالا بیان درست تسلیم کر لیا جاوے تو بروزی نبوت کس طرح وجود میں آ سکتی ہے - جبکہ نبی کے پاس وحی کا آنا لازمی امر ہوتا ہے - اور جب وحی کا سلسلہ ہی منقطع ہو گیا تو بغیر وحی کے نبوت کیسی - مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ بالا اقتباس میں کہتا ہے کہ کسی نبی کا آنحضورؐ کے بغیر ظہور میں آنا ممکن ہی نہیں اور مرزا آنحضورؐ کو ہمارا نبی کہہ کر پکار رہا ہے - کوئی نبی پہلے نبی کو نبی تو کہہ سکتا ہے لیکن اپنا نبی نہیں کہہ سکتا - بعد میں مرزا نے خود نبوت کا دعویٰ کر دیا - عجیب تضاد ہے۔

ایک اور تحریری بیان ملاحظہ کریں جو مرزا غلام احمد قادیانی نے ۲۳ اکتوبر ۱۸۹۱ء کو جامع مسجد دہلی کے ایک جلسہ میں دیا -

"میں جناب خاتم النبیین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں"۔

پھر کہتے ہیں

"مجھے کب جائیز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں کی جماعت سے جا ملوں"۔ (حمامتہ البشریٰ ص ۹۶)

مرزا غلام احمد قادیانی کے پہلے بیانات کا اس کے بعد میں لکھے جانے والے بیانات سے موازنہ کریں تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ یہ شخص اپنے ہی بیانات کی روشنی میں کاذب بھی ہے اور کافر بھی کیونکہ بعد میں اس نے برتر نبوت کا دعویٰ کیا جو اس باب میں آگے بیان کیا جائے گا۔

دعویٰ نبوت

۱۹۰۱ء میں مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر دیا لیکن جب لوگوں کی طرف سے اسے شدید رد عمل کا پتہ چلا تو پھر اس نے ایسے دعا دی جس میں اپنے آپ کو نبی بیان کیا گیا تھا عوام کے اس اعتراض پر کہ جب آپ ختم نبوت کے قائل ہیں اور مدعئی نبوت کو کاذب اور دائیرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں اپنے آپ کو نبی کیوں لکھتے ہیں - اس پر غلام احمد قادیانی نے کہا۔

"جس حالت میں ابتدا سے میری نیت میں جس کو اللہ جل شانہ خوب جانتا ہے اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں بلکہ صرف محدث مراد ہے جس کے معنی آنحضرتؐ نے مکلم مراد

Marfat.com

لئے ہیں ... تو پھر مجھے اپنے مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کے لئے اس لفظ کو دوسرے پیرایہ میں بیان کرنے سے کیا عذر ہو سکتا ہے سو دوسرا پیرایہ یہ ہے کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر جگہ سمجھ لیں اور اس لفظ یعنی نبی کو کاٹا ہوا خیال فرما لیں "۔

(تبلیغ رسالت جلد دوم ص ۹۵ مؤلفہ میر قاسم صاحب قادیانی)

خیال کریں کبھی سچا نبی اس طرح ہیرا پھیری کرتا ہے ؟ آنحضورؐ کو جب اہل قریش نے کہا کہ وہ تبلیغ کا خیال ترک کر دیں اور بہت زیادہ حضرت ابو طالب پر زور دیا کہ انہیں کہیں کہ وہ اپنے دین کی تبلیغ سے باز رہیں ورنہ وہ لوگ ہر لحاظ سے مقاطعہ کر لیں گے تو اتنے شدید رد عمل کو بھانپتے ہوئے حضرت ابو طالب نے آنحضورؐ کو کہا کہ وہ اس مشن سے باز آ جائیں لیکن آنحضورؐ نے فرمایا اے چچا اگر یہ لوگ میرے دائیں ہاتھ پر سورج اور بائیں ہاتھ پر چاند رکھ دیں تو بھی میں باز نہیں آؤں گا کیونکہ "یہ مشن مجھے اللہ تعالٰی کی طرف سے ادا کرنے کا حکم ملا ہے میں کیسے چھوڑ سکتا ہوں" چنانچہ ایسا ہی ہوا - تمام تکالیف برداشت کیں لیکن ایک انچ بھی اپنے مؤقف سے نہ سرکے اور ایک قادیانی نبی ہیں کہ ذرا سا رد عمل دیکھ کر نبوت کے لفظ کو اپنے نام کے ساتھ کاٹ دیتے ہیں - اگر یہی قادیانی نبی ہے تو اس سے اللہ تعالٰی پناہ دے۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اب ایک نیا پینترا بدلا اور وہ یہ تھا۔

خاتم النبیین کے نئے معنی

"خاتم النبیین کے بارے میں مسیح موعود نے فرمایا "خاتم النبیین کے معنی یہ نہیں کہ آپ کی مہر کے بغیر کسی کی نبوت تصدیق نہیں ہو سکتی - جب مہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ سند ہو جاتا ہے اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے - اسی طرح آنحضرتؐ کی مہر اور تصدیق جس نبوت پر نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے "۔ (ملفوظات احمدیہ حصہ پنجم ص ۲۴۰ مرتبہ منظور الٰہی قادیانی)

دیکھیئے کس طرح عقیدہ بدل رہا ہے اور کس طرح نئے معنے دئے جا رہے ہیں جو کسی عربی دان نے نہیں دئے - کسی لغت میں خاتم کے معنی تصدیق کرنے والی مہر کے نہیں ہیں بلکہ ختم اور بند کرنے کے ہیں - اس کے متعلق مفصل گفتگو کی جائے گی۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے پہلے تو صرف ولایت کا دعویٰ کیا جس میں کشف و الہام ہوتے ہیں لیکن بعد میں نبوت کا لفظ استعمال کرنا شروع کر دیا اور جب مخالفت ہوتے دیکھی تو صاف

Marfat.com

پلٹ گیا اور تحریریں لکھیں کہ وہ ختم نبوت پر پورا یقین رکھتا ہے اور آنحضورؐ کو آخری نبی نہ ماننے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے - اس طرح جب دیکھا کہ لوگ اب خاموش ہو گئے ہیں تو خاتم النبیین کو نئے معنی پہنا دئے ۔

بروزی اور ظلی نبوت

مرزا غلام احمد قادیانی نے لوگوں کو الفاظ کے گورکھ دھندے میں پھنسایا اور پھر یہ کہا -

"خدائے تعالیٰ نے ابتدا سے ارادہ کیا تھا کہ آنحضرتؐ کے کمالات متعدیہ کے اعجاز و اثبات کیلئے کسی شخص کو آنجناب کی پیروی اور متابعت کی وجہ سے وہ مرتبہ کثرت مکالمات و مخاطبات الہیہ بخشے کہ جو اس کے وجود میں عکسی طور پر نبوت کا رنگ پیدا کرے - سو اس طرح خدا نے میرا نام نبی رکھا یعنی نبوت محمدیہ میرے آئینہ نفس میں منعکس ہو گئی اور ظلی طور پر نہ اصلی طور پر مجھے یہ نام دیا گیا تاکہ میں آنحضرتؐ کے فیوض کا کامل نمونہ ٹھہروں"۔

(چشمہ معرفت ص ۳۲۴)

دوسری جگہ یہ کہا

"مجھے بروزی صورت میں نبی اور رسول بنایا ہے اور اس بنا پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہے - اس لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا - پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی - محمدؐ کی چیز محمدؐ کے پاس رہی"۔ (ایک غلطی کا ازالہ) ص ۱۶

"اور ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں نہ نیا نبی نہ پرانا - بلکہ خود محمدؐ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی چادر دوسرے کو پہنائی گئی اور وہ خود ہی آئے ہیں ۔

(الحکم قادیانی مئولفہ ۳۰ نومبر ۱۹۰۱ء)

اس سونے پر سہاگہ بشیر احمد محمود قادیانی خلیفہ نے چڑھایا اور کہا

"اب معاملہ صاف ہے - اگر نبیؐ کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود (یعنی مرزا صاحب) کا انکار بھی کفر ہونا چاہیئے کیونکہ مسیح موعود نبیؐ کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے"۔

(کلمۃ الفضل - صاجزادہ بشیرالدین قادیانی)

دیکھ لیجئے نبوت پر ہی ڈاکہ نہیں ڈالا بلکہ بذات خود نبیؐ کی ذات پر ڈاکہ ڈالا اور ایک

Marfat.com

شخص اپنے آپ کو خود آنحضرتؐ کی ذات اقدس بتا رہا ہے - نعوذ باللہ

مندرجہ بالا وہ ثبوت ہیں جو قادیانیوں کے اخبارات اور کتب سے دیئے گئے ہیں - اب بھی کہیئے کہ "قادیانیوں کے عقائد میں کوئی تبدیلی نہیں آئی "- کوئی نبی ایسا نہیں گزرا ہو گا جس نے ہر بات کے بعد نئی بات بنائی ہو - یہ شرف صرف اور صرف قادیانی جعلی نبی کو حاصل ہے.

یہ بات صرف ظلی اور بروزی نبی تک نہ رہی بلکہ اور آگے بڑھی - میاں بشیرالدین محمود نے خطبہ جمعہ میں مندرجہ ذیل بیان دیا جو "الفضل -۱۵ جولائی ۱۹۲۴ء" میں چھپا

"پھر یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جب کوئی نبی آجائے تو پہلے نبی کا علم بھی اسی کے ذریعہ ملتا ہے یوں اپنے طور پر نہیں مل سکتا اور ہر بعد میں آنے والا نبی پہلے نبی کیلئے بمنزلہ سوراخ کے ہوتا ہے - پہلے نبی کے آگے دیوار کھینچ دی جاتی ہے اور کچھ نظر نہیں آتا سوائے آنے والے نبی کے ذریعہ دیکھنے کے - یہ ہی وجہ ہے کہ اب کوئی قرآن نہیں سوائے اس قرآن کے جو حضرت مسیح موعود نے پیش کیا اور کوئی حدیث نہیں سوائے اس حدیث کے جو حضرت مسیح موعود کی روشنی میں نظر آئے اور کوئی نبی نہیں سوائے اس کے جو مسیح موعود کی روشنی میں دکھائی دے - اس طرح رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود اسی ذریعہ سے نظر آئے گا کہ حضرت مسیح موعود کی روشنی میں دیکھا جائے - اگر کوئی چاہے کہ آپ سے علیحدہ ہو کر کچھ دیکھ سکے تو اسے کچھ نظر نہ آئے گا - ایسی صورت میں اگر کوئی قرآن بھی دیکھے گا تو وہ اس کے لئے یھدی من یشاء والا قرآن نہ ہوگا بلکہ یضل من یشاء والا قرآن ہو گا ".

خطبہ جمعہ میاں محمود احمد (الفضل ۱۵ جولائی ۱۹۲۴ء)

مندرجہ بالا بیان کو مد نظر رکھا جائے تو کیا شیخ عبدالماجد صاحب اب یہ بات لکھنے کی جرات کر سکتے ہیں کہ عقیدے میں کوئی تبدیلی نہ آئی ؟ اور پھر یہ کہ قادیانی مسلمان ہیں - نعوذ باللہ -علامہ اقبال ایسے نئے دین کو ماننے والوں کو کیسے برداشت کرتا - لہذا اس نے ۱۹۳۵ء میں شد و مد سے مخالفت کی - مندرجہ بالا بیان کی روشنی میں یہ بات پوری طرح واضح ہو جاتی ہے کہ ظلی، بروزی، حلولی یا امتی نبی کی خود ساختہ اصطلاحیں بھی محض وقتی تھیں - اصل بات تو یہی تھی کہ مرزا غلام احمد قادیانی نیا نبی اور اس کے حواری نئی امت ہیں - مرزا قادیانی نے تو آپ آنحضورؐ کی ذات کی کلی نفی کر دی ہے.

قادیانیت اور بہائیت

علامہ اقبال نے زمیندار اخبار ۵ مئی ۱۹۳۵ء میں بیان دیا - "میرے نزدیک قادیانیت سے بہائیت زیادہ ایماندار ہے"- اس پر شیخ عبدالماجد لکھتے ہیں "ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب کے نزدیک اگر ایک شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو منسوخ قرار دیتا ہے ..... قرآن مجید سے بڑھ کر تعلیم لانے کا مدعی ہوتا .... نمازوں کو تبدیل کر دیتا اور قبلہ کو بدل دیتا ہے ..... اور نیا کلمہ بناتا اور اپنے لئے خدائی کا دعویٰ کرتا ہے حتیٰ کہ اس کی قبر پر سجدہ کیا جاتا ہے تو بھی اس کا وجود ایسا برا نہیں ..... مگر جو شخص رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین قرار دیتا ..... آپ کی تعلیم کو آخری تعلیم بتاتا ... قرآن کریم کے ایک ایک لفظ' ایک ایک حرکت کو آخر تک خدا تعالیٰ کی حفاظت میں سمجھتا ہے' اسلامی تعلیم کے ہر حکم پر عمل کرنے کو ضروری قرار دیتا ہے اور آئندہ کیلئے سب روحانی ترقیات کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری اور غلامی میں محصور سمجھتا ہے - وہ برا اور بائیکاٹ کرنے کے قابل ہے .... "این تفاوت رہ از کجا تا بہ کجا

(اقبال اور احمدیت ص ۲۷۶)

قادیانی اخبار الفضل مورخہ ۱۵ جولائی ۱۹۲۴ء کے بیان کی روشنی میں جواب حاضر خدمت ہے - شیخ عبدالماجد کو یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ اولاً ان کا یہ خیال غلط ہے کہ قادیانی آنحضورؐ کو خاتم النبیین مانتے ہیں کیونکہ ان کا آخری نبی مرزا غلام احمد قادیانی ہے - پھر آنحضورؐ کا قرآن تسلیم نہیں کرتے ان کی احادیث کا انکار - نہ وہ آنحضورؐ کی رسالت پر یقین رکھتے ہیں نہ قرآن مجید اور ان کی تعلیمات پر اور نہ احادیث نبویؐ کو - خود انکے اخبار الفضل کا بیان ہے - اپنی طرف سے کچھ نہیں کہہ رہا۔

"ثانیاً یہ بات ہے کہ ایک شخص شراب کا پینا جائیز سمجھتا ہے اور پیتا ہے اور دوسرا شخص شراب کا پینا حرام خیال کرتا ہے اور پیتا ہے - آپ کے خیال میں ایماندار کون ہے - ظاہر ہے وہ شخص زیادہ ایماندار ہے جو شراب کا پینا جائیز خیال کرتا ہے اور پیتا ہے بہ نسبت اس شخص کے جو شراب کو حرام خیال کرتا ہے اور پھر پیتا ہے - لہٰذا بہائی صاف طور پر یہ کہتا ہے کہ وہ اسلام کی کسی چیز کو نہیں مانتا لیکن قادیانی منہ سے کہتا ہے کہ وہ اسلام کی ہر چیز پر ایمان رکھتا ہے لیکن اس کا لٹریچر اس بات کی نفی کرتا ہے اس کا عقیدہ اس بات کا منکر اور مخالف ہے -

لہٰذا علامہ اقبال کا یہ کہنا کہ بہائیت قادیانیت سے زیادہ ایماندار ہے درست ہے ۔

ثالثاً :- بہائی کھل کے اسلام کی مخالفت کرتے ہیں اس لئے اسلام کو ان سے کوئی خطرہ نہیں ہے - لیکن قادیانی دجل سے کام لیتے ہیں - زبانی مسلمان لیکن اندرونی کافر - میاں بشیر الدین محمود نے جمعہ کے خطبہ میں کہا ۔

"یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح اور چند مسائل میں ہے - آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم - قرآن، نماز، روزہ، حج، زکواۃ غرضیکہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے "۔

(الفضل ۳۰ جولائی ۱۹۳۱ء)

نکاح

۱ احمدی لڑکیوں کے نکاح غیر احمدیوں سے کرنا جائیز نہیں ہیں - آیندہ احتیاط کی جائے ۔

(الفضل ۴ فروری ۱۹۳۳ء)

۲ غیر احمدی لڑکی کے لینے میں حرج نہیں ہے - کیونکہ اہل کتاب عورتوں سے بھی نکاح جائیز ہے .... لیکن اپنی لڑکی کسی غیر احمدی کو نہیں دینی چاہیئے - اگر ملے تو بے شک لینے میں کوئی حرج نہیں اور دینے میں گناہ ہے ۔

جنازہ

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے بیٹے فضل احمد کا جنازہ محض اس لئے نہ پڑھا کہ وہ غیر احمدی تھا ۔ اسی طرح غیر احمدی کا جنازہ ہرگز جائز نہیں ۔ (الفضل مورخہ ۲ مئی ۱۹۲۲ء)

نماز

پس یاد رکھو کہ جیسا مجھے خدا نے اطلاع دی ہے - تمہارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا تردد کے پیچھے نماز پڑھو - بلکہ چاہیئے کہ تمہارا وہی امام ہو جو تم میں ہو ۔

(اربعین - نمبر ۳ ص ۴ ۳ برحاشیہ)

Marfat.com

ہمارا فرض ہے کہ ہم غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں - ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں کیونکہ ہمارے نزدیک وہ خدا کے ایک نبی کے منکر ہیں ۔ (انوار خلافت ص ۹۰ مرزا محمود)

مسلمان سے نکاح ناجائز' مسلمان کا جنازہ پڑھنا کفر - ظفر اللہ خان قائداعظم کے جنازہ میں شامل نہ ہوا اور الگ کھڑا رہا ۔ مسلمانوں کے پیچھے نماز نہ پڑھنا - مسلمانوں کو کتوں اور خنزیروں کی اولاد قرار دینا وغیرہ وغیرہ کہاں تک تمام وظیفے سنائے جائیں - یہ تمام باتیں اپنی جگہ پر مسلم الثبوت ہیں لیکن سیاسی مفاد حاصل کرنے کیلئے مسلمان کہلاتے ہیں - تبلیغ اسلام کی آڑ میں قادیانیت کا پرچار کرتے ہیں - یہی وجہ تھی کہ علامہ اقبال نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی صدارت کیلئے مرزا بشیرالدین محمود کی شدید مخالفت کی اور ان کو صدارت سے مستعفی ہونا پڑا - علامہ اقبال نے درست فرمایا کہ قادیانیت سے بہائیت زیادہ ایماندار ہے۔

رابعا - پھر ایماندار کا لفظ یہ ظاہر نہیں کرتا کہ وہ مسلمان ہیں کیونکہ علامہ اقبال نے یہ بتایا تھا کہ قادیانیت بہائیت سے متاثر ہے اور عملی طور پر بالکل اسلام کی نفی کرنے میں بہائیت کے شانہ بشانہ ہے - لیکن منافقت میں ان سے افضل ہے کیونکہ قادیانی زبانی طور پر مسلمان لیکن عملی طور پر کافر ہیں - اس لئے بہائی لوگ قادیانیوں سے زیادہ ایماندار ہیں - قادیانیوں نے مسلمانوں کے روپ میں شرک فی النبوت کیا - نبوت کی بے داغ چادر پر اپنے ناپاک عزائم سے چھینٹے ڈالنے کی کوشش کی - اس لئے ان کی ایمانی قوت بہائیوں کے مقابلے میں کم ہے ۔

خامساً - آنحضورؐ کو اہل قریش رسول اللہؐ مانتے تھے - لیکن بعثت نبوت سے پہلے ان کو امین اور صدیق تسلیم کرتے تھے - امانت کا تعلق اعمال سے ہے اور صداقت کا تعلق دل سے ہے - یعنی وہ لوگ کردار کے لحاظ سے اور روحانی طور پر آنحضورؐ کو ایک اعلیٰ شخصیت تسلیم کرتے تھے - پھر یہی نہیں نبی بننے کے بعد بھی ان کی امانت اور صداقت پر عین دشمنی کی حالت میں حرف گیری نہ کر سکے - کافر اپنے فیصلے کرانے کے لئے آپؐ کے پاس حاضر ہوتے حالانکہ نبوت پر اقرار نہ کرتے لہٰذا علامہ اقبال کا یہ کہنا کہ "قادیانیت سے بہائیت زیادہ ایماندار ہے" درست بات ہے ۔

پہلے مرزا غلام احمد قادیانی کچھ عرصہ امتی نبی کا اعلان کرتا رہا لیکن چونکہ اندر کفر تھا - لہٰذا بات باہر آ گئی چنانچہ کہا

"اس امت میں نبی کا نام پانے کیلئے میں ہی مخصوص کیا گیا ہوں اور دوسرے تمام لوگ

اس نام کے مستحق نہیں .... اور ضرور تھا کہ ایسا ہوتا .... جیسا کہ احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ ایسا شخص ایک ہی ہوگا' وہ پیشگوئی پوری ہوئی "۔ (حقیقتہ الوحی ص ۳۹۱)

الفضل (قادیان) ۲۹ جون ۱۹۱۵ء میں بیان دیا گیا

"مسیح موعود کو احمد نبی اللہ تسلیم نہ کرنا اور آپ کو امتی قرار دینا یا امتی گروہ میں سمجھنا گویا آنحضرتؐ کو جو سید المرسلین اور خاتم النبیین ہیں امتی قرار دینا اور امتیوں میں داخل کرنا ہے جو کفر عظیم اور کفر بعد کفر ہے "۔

دیکھا شیخ عبدالماجد صاحب آپکے نبی خود اپنی تحریر سے منحرف ہو رہے ہیں - کبھی ڈر کے مارے نبی کا لفظ کٹوا رہے ہیں اور کبھی امتی نبی کے لفظ کو متروک گردان رہے ہیں - آپکے نبی کے کہاں پر جا کر پاؤں جمیں گے ؟ پہلے ہی وہ بات کہہ دی جاتی جو کہنا چاہتے تھے تو اتنا ہیرا پھیری نہ کرنا پڑتی اور دجل و فریب سے کام نہ لیا جاتا لیکن آخر وہ بات منہ پر آ ہی گئی اور اعلان کر دیا کہ وہ آخری نبی ہیں اور خاتم النبیین خود بن بیٹھے ۔

مرزا صاحب کے اپنے الفاظ یوں ہیں

"ہلاک ہو گئے وہ جنہوں نے ایک برگزیدہ رسول کو قبول نہ کیا - مبارک ہے وہ شخص جس نے مجھے پہچانا - میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور سب نوروں میں سے آخری نور - بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے "۔

(کشتی نوح ص ۵۶)

مرزا غلام احمد قادیانی پہلے تو یہ کہتا رہا کہ آنے والے نبی کو جب تک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی مہر تصدیق نصیب نہ ہو گی وہ نبوت حاصل نہیں کر سکے گا لیکن اب یہ کہہ دیا کہ نبوت رسول اللہ کے اتباع سے نہیں بلکہ مرزا صاحب کے وسیلہ سے ملے گی - ملاحظہ ہو "ایک بروز محمدی جمیع کمالات محمدی کے ساتھ آخری زمانے کیلئے مقدر تھا سو وہ ظاہر ہو گیا - اب بجز اس کھڑکی کے اور کوئی کھڑکی نبوت کے چشمے سے پانی لینے کیلئے باقی نہیں "۔ (ایک غلطی کا ازالہ)

بتائیے کس برتے پر یہ کہا جاتا ہے کہ مرزا صاحب آنحضورؐ کے سچے پیروکار تھے اور خاتم النبیین ہونے پر آنحضورؐ کی ذات پر پورا یقین رکھتے تھے - یہ سب مندرجہ بالا بیانات سے غلط ثابت ہو رہا ہے - علامہ اقبال ہر معاملہ میں رواداری کے قائل تھے لیکن مذہب میں رواداری ان میں نام کی نہ تھی ۔

Marfat.com

گبن کہتا ہے کہ

"ایک رواداری فلسفی کی ہوتی ہے - جس کے نزدیک تمام مذاہب یکساں طور پر صحیح ہیں - ایک رواداری مئورخ کی ہے جس کے نزدیک تمام مذاہب یکساں طور پر مفید ہیں - ایک رواداری ایسے شخص کی ہے جو ہر قسم کے فکر و عمل کو روا رکھتا ہے کیونکہ وہ ہر قسم کے فکر و عمل سے بے تعلق ہوتا ہے - ایک رواداری کمزور آدمی کی ہے جو محض کمزوری کی وجہ سے ہر قسم کی ذلت جو اس کی محبوب اشیاء یا اشخاص پر کی جاتی ہے' برداشت کرلیتا ہے "-"...... حقیقی رواداری عقلی اور روحانی وسعت سے پیدا ہوتی ہے .... روادری کی تلقین کرنے والے اس شخص پر عدم رواداری کا الزام لگانے میں غلطی کرتے ہیں جو اپنے مذہب کی سرحدوں کی حفاظت کرتا ہے۔ (اقبال اور احمدیت - بشیر ڈار ص ۷۸ تا ۸۰)

کوئی شخص اسلام کا نام لیکر مسلمانوں کو دھوکا دے' اسلام کا نام دے اور کفر پھیلائے' مسلمانوں کو کافر جان کر ان میں ملا رہے - یہ دو رنگی چال علامہ اقبال کو ہرگز ہرگز پسند نہ تھی - یہی وجہ تھی کہ انہوں نے بروقت قادیانیوں کا محاسبہ کیا اور ان کو غیر مسلم اقلیت گردانے کی سفارش کی جو ۱۹۷۴ء میں بھٹو دور میں پوری ہو گئی۔

بانی اسلام سے برتر نبوت کے دعویٰ کا اتہام

ازیں بعد شیخ عبدالماجد فرماتے ہیں کہ "بانیء اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت سے بھی برتر نبوت کا اتہام لگاتے ہوئے علامہ اقبال اور مصنف زندہ رود کا فرض تھا کہ وہ بانی سلسلہ احمدیہ یا امام جماعت احمدیہ کی ایسی تحریریں پیش کرتے جن میں برتری کا دعویٰ موجود ہوتا مگر انہوں نے ایسا کرنا ضروری نہیں سمجھا"۔ (اقبال اور احمدیت ص ۲۷۸)

اس مندرجہ بالا بیان کی تصدیق بانی سلسلہ احمدیہ کی اپنی کتاب "توضیح مرام" سے ایک اقتباس پیش کرتے ہیں -

"اگر اس جگہ یہ استفسار ہو کہ .... جناب سیدنا و مولانا سید الکل افضل الرسل خاتم انبیین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کیلئے کون سا درجہ باقی ہے سو واضح ہو کہ وہ ایک اعلیٰ مقام اور برتر رتبہ ہے جو اس کی ذات کامل الصفات پر ختم ہو گیا جس کی کیفیت کو پہنچنا بھی کسی دوسرے کا کام نہیں چہ جائیکہ وہ کسی اور کو حاصل ہو سکے"۔ (توضیح مرام - ص ۲۷)

Marfat.com

؎ لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا

آپ کو جواب کی ضرورت تھی - آپ نے آدھا جواب تو خود اپنی تحریر میں دے دیا اور بقیہ آدھا جواب راقم عرض کر دے گا - شیخ صاحب نے مندرجہ بالا تحریر میں بتا دیا ہے کہ آنحضورؐ بانی اسلام ہیں اور مرزا بانی سلسلئہ احمدی ہے - ثابت ہوا سلسلہ احمدی کوئی اور جماعت ہے اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے - قادیانیوں پر یہی تو الزام ہے کہ ان کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے وہ غیر مسلم اقلیت ہیں اور بانی سلسلہ احمدیہ بھی خارج از اسلام ایک نئی نبوت گھڑنے والے شخص ہیں .

پھر چونکہ شیخ عبدالماجد کی یہ خواہش ہے کہ ثبوت ان کی کتب سے دیا جائے تو وہ بھی حاضر ہے - ایک نہیں کئی حوالہ جات .

۱ مرزا قادیانی باعث تخلیق کائنات

قادیانی عقیدہ ہے کہ آسمان و زمین اور تمام کائنات کو صرف اور صرف مرزا قادیانی کی خاطر پیدا کیا گیا . (حقیقتہ الوحی ص ۹۹)

۲ مرزا قادیانی کی روحانیت

قادیانی عقیدہ ہے کہ آنحضرتؐ کا زمانہ روحانی ترقیات کی طرف پہلا قدم تھا اور مرزا قادیانی کے زمانے میں روحانیت کی پوری تجلی ہوئی (خطب الہامیہ ص ۱۷۷ طبع اول)

۳ مرزا قادیانی کا اسلام افضل ہے

"قادیانی عقیدہ ہے کہ آنحضرتؐ کے زمانے کا اسلام پہلی رات کے چاند کی طرح ناقص اور بے نور تھا اور مرزا قادیانی کے زمانے کا اسلام چودھویں رات کے چاند کی طرح تاباں اور درخشاں ہے ". (خطبہ الہامیہ ص ۹۳ جلد اول)

۴ مرزا قادیانی کا ذہنی ارتقاء

"قادیانی عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی کا ذہنی ارتقاء آنحضرتؐ سے زیادہ ہے ".

(ریویو مئی ۱۹۲۹ء بحوالہ قادیانی مذہب ص ۲۴۱)

۵ آنحضرتؐ کی پیروی باعث نجات نہیں

قادیانی عقیدہ ہے کہ اس زمانے میں آنحضرتؐ کی پیروی باعث نجات نہیں بلکہ صرف مرزا قادیانی کی پیروی سے نجات ہو گی . (اربعین نمبر ۴ ص ۷ حاشیہ)

Marfat.com

٦ آنحضرتؐ سے برتری

قادیانی عقیدہ ہے کہ یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر شخص ترقی کر سکتا ہے اور بڑے سے بڑا درجہ پا سکتا ہے حتیٰ کہ محمد رسول اللہ علیہ وسلم سے بھی بڑھ سکتا ہے"۔

(ڈائری مرزا محمود ابن مرزا قادیانی - اخبار الفضل ١٧ جولائی ١٩٢٢ء)

٧ نبی پاکؐ اشاعت دین مکمل نہ کر سکے

"نبی" سے دین کی مکمل اشاعت نہ ہو سکی - معاذ اللہ۔

(حاشیہ تحفۂ گولڑویہ ص ١٦٥ مصنفہ مرزا قادیانی)

٨ آنحضورؐ کے بارے مرزا قادیانی کی یاوہ گوئی

منم مسیح - منم کلیم خدا - منم محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد (تریاق لقلوب ص ٥)

پھر یوں کہتا ہے

آدمم نیز احمد مختار - در برم جامعہ ہمہ ابرار

(نزول مسیح)

پس ظلی نبوت نے مجھے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا ہے اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریمؐ کے پہلو بہ پہلو کھڑا کیا

(کلمۃ الفضل مصنف مرزا بشیر احمد رسالہ ریویو آف ریلیجن نمبر ٣ جلد ١٤ ص ١١٣)

٩ "آنحضرتؐ کے تین ہزار معجزات ہیں - میرے معجزات کی تعداد دس لاکھ ہے"۔

(تحفہ گولڑویہ ص ٦٧ - مرزا قادیانی) (براھین احمدیہ - مرزا غلام احمد قادیانی ص ٥٧)

١٠ "اس (نبی کریمؐ) کے لئے چاند گرہن کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا - اب تو انکار کرے گا"۔ (اعجاز احمدی - مرزا غلام احمد قادیانی ص ٧١)

١١ معاملہ صرف برتری تک ہی نہیں ٹھہرا بلکہ توہین رسالت میں کوئی کسر نہ چھوڑی اور بے سروپا آنحضورؐ پر الزام تراشی بھی کی۔

١٢ تمام انبیاء پر فضیلت

ؔ انبیاء گرچہ بودند بسے
من بعرفان نہ کم ترم ز کسے
آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آں جام را مرا بہ تمام

Marfat.com

کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(در ثمین مصنفہ غلام احمد قادیانی ص ۲۸۸-۲۸۷)

(بحوالہ قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ - الیاس برنی ص ۲۳۴)

"آنحضرت عسیائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے - حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی تھی"۔ (مکتوبات مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۲۴-۲-۲۲)

کبھی مرزا قادیانی یوں کہتا ہے

- "پیغمبر صلعم کے معجزات تین ہزار تھے اور میرے تین لاکھ" (تحفہ گولڑویہ ص ۶۷)
- "پیغمبر صلعم تبلیغ اسلام کی تکمیل نہ کر سکے اور میں اسے مکمل کرتا ہوں" " ص ۱۶۵
- "پیغمبر صلعم کچھ وحیوں کو سمجھ نہ سکے اور انہوں نے بہت سی غلطیاں کیں" (ازالہ اوہام)

شیخ عبدالماجد صاحب کو اور کتنے ثبوت اپنی کتابوں سے چاہیئں وہ بھی دیے جا سکتے ہیں لیکن ایک تو میں بہت زیادہ ثبوت تضیع اوقات خیال کرتا ہوں - ثبوت مکمل اور مدلل ہو تو ایک ہی کافی ہوتا ہے - یہاں پر کئی حوالے دئے جا چکے ہیں - دوسری بات یہ ہے کہ یقین کریں میں نے جو چند ثبوت اوپر لکھے ہیں وہ بادل نخواستہ کیونکہ آنحضوؐر کی ذات اقدس کیلئے ایسے ناشائستہ الفاظ لکھتے ہوئے میرے ہاتھ کانپ جاتے ہیں اور دل اندر سے لرز رہا ہے کہ دنیا میں ایسے بھی لوگ ہیں جو آپؐ کی ذات اقدس کیلئے ایسے قبیح خیالات رکھتے ہیں - میں نے مندرجہ بالا حوالہ جات "نقل کفر- کفر نہ باشد" خیال کرتے ہوئے لکھے ہیں ورنہ علامہ اقبال کے قول کے مطابق وہ کہتے ہیں کہ اگر کوئی شخص انکے سامنے یہ کہہ دے کہ "آنحضوؐر نے میلے کپڑے پہنے ہوئے تھے تو یہ بھی آنحضوؐر کی ذات پر بڑی گستاخی ہے" چہ جائیکہ ایسے مذموم خیالات' آپ غور کریں ایسے خیالات کا حامل اقبال قادیانیوں کیلئے نرم گوشہ رکھ سکتا ہے ؟

انہی مندرجہ بالا ہرزہ سرائیوں اور یاوہ گوئیوں کو مدنظر رکھ کر لاہور ہائیکورٹ نے وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے بعد سیکشن 295-C جس کی رو سے آنحضوؐر کے مقدس نام کی بے حرمتی کرنے والے کو "سزائے موت" یا "سزائے عمر قید" دی جاتی تھی اب دفعہ 295-C کے الفاظ "یا سزائے عمر قید" اپنی تاثیر کھو بیٹھے ہیں - لہٰذا اب اس جرم کی سزا صرف موت ہے ۔

Marfat.com

تیسرا باب

بروقت اقدام

علامہ اقبال نے چونکہ بروقت قادیانی جماعت کی گرفت کی اور ان کی کشمیر میں قادیانی تبلیغ کو بروقت قدم اٹھا کر روک دیا - ان کو اس بات کا خاصہ دکھ تھا اسلئے قادیانی جماعت نے علامہ اقبال کے خلاف محاذ بنالیا اور علامہ اقبال کی کردار کشی پر دو کتابیں لکھ ماریں ۔

پہلے پہل علامہ اقبال کو قادیانیوں کا حلقہ بگوش بنانے اور اسے قادیانیوں سے محبت کرنے والا ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی - صرف اس لفظ پر کہ اس نے ۱۹۱۰ء کے خطبہ علیگڑھ میں کہہ دیا کہ قادیانی جماعت اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ ہے (مضمون انگریزی زبان میں تھا یہ ترجمہ غلط کیا گیا) - لیکن جب بعد میں علامہ اقبال کو انکے ناپاک عزائم کا علم ہوا تو انہوں نے کئی مواقع پر قادیانیوں کی مخالفت کی اس کا بیان پہلے کیا جا چکا ہے - اس جماعت احمدیہ نے علامہ اقبال کو قادیانیوں کو چاہنے والا تو کہا لیکن کہیں بھی علامہ اقبال رحمتہ اللہ علیہ نہ لکھا - چاہیے تو یہ تھا کہ اگر اقبال واقعی اس جماعت احمدیہ کی قدر کرتا تھا تو نام کے ساتھ رحمتہ اللہ لکھتے لیکن اندر کے ارادے غلط تھے اور وہ علامہ اقبال کو دشمن خیال کرتے تھے اس لئے یہ عزت نہ دی گئی ۔

دوسری بات یہ ہے کہ علامہ نے مرزا غلام احمد قادیانی کو ایک مبلغ کی حیثیت سے دیکھا اور قادیانیوں کو سراہا - کبھی یہ تو نہ کہا کہ وہ نبی ہے یا اس کی نبوت درست ہے - انکے جلسے میں ۳ مارچ ۱۹۲۷ء کو صدارت کی تو وہ بھی "مذہب اور سائنس" کے حوالے سے تھا وہاں مرزا قادیانی کی نبوت کے گن نہ گائے گئے تھے ۔

جب علامہ اقبال نے دیکھا کہ مرزا بشیرالدین محمود آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے صدر بننے کے بعد لامحدود اختیارات کے حامل ہو گئے ہیں اور ان کے ارادے کشمیر میں قادیانیت کی تبلیغ ہیں تو علامہ مذہبی رواداری کا قائل نہ تھا - فوراً سینہ سپر ہو گیا اور انکے خلاف مضامین لکھ کر اور تقاریر کر کے پورے شدومد سے مخالفت کی اور یہی اس کا قصور تھا جس کی وجہ سے آج تک قادیانی اقبال دشمنی کر رہے ہیں - لیکن

Marfat.com

نور خدا ہے کفر کی حرکت سے خندہ زن
پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

علامہ کی خدا سے گستاخی

شیخ عبدالماجد "زندہ رود" پر تبصرہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ مصنف زندہ رود کہتا ہے کہ "اقبال (اپنے تصورات کے عالم میں) خدا سے گستاخی کے مرتکب ہو جاتے تھے"۔ اس پر شیخ عبدالماجد کہتا ہے "کہ یہ حرکت ہر مسلمان کے نزدیک نازیبا ہے اور سرور کائنات کی ناراضگی کا موجب لیکن قطع نظراس کے کیا صرف ایک شاعر کی زبان سے نکلے ہوئے نازیبا الفاظ سے دنیا یہ سمجھ لے کہ بانئ اسلام (صلی اللہ علیہ وسلم) نے مسلمانوں کو یہی تعلیم دی ہے اور پھر کیا اسی نبیاد پر کسی کیلئے جائیز ہوگا کہ وہ تحریک اسلام سے بیزاری و بغاوت کا اعلان کر دے جو شاعر آج رب العالمین کے حضور عالم تصورات میں گستاخی کا مرتکب ہے۔ کیا قیاس کر لیا جائے کہ اس کی یہ گستاخی کل کو حقیقی طور پر خدا اور اس کے رسول کی گستاخی کی "طرح" ڈالنے کا موجب ہو سکتی ہے۔ اس لئے پیش بندی کے طور پر اسے بھی دائرہ اسلام سے خارج کر دیا جائے ؟

شیخ عبدالماجد نے مصنف زندہ رود کا حوالہ دے کر علامہ اقبال پر گند اچھالنے کی کوشش کی ہے۔ نہ ہی مصنف زندہ رود نے وہ تحریر یا شعر لکھا جس میں خدانخواستہ علامہ اقبال نے اللہ تعالی ٰ کی ذات سے گستاخی کی ہو اور نہ ہی شیخ عبدالماجد نے تحقیق کی کہ کس تحریر یا شعر سے اللہ تعالی ٰ کی گستاخی نعوذ باللہ ہو گئی۔ آنحضوؐر کا فرمانا ہے کہ بغیر تحقیق کے کوئی بات سن کر اس کو آگے نہ پہنچانا چاہیئے۔ جب علامہ اقبال نے شکوہ لکھا تو بہت سے کم فہم ملاؤں نے علامہ اقبال پر کفر تک کے فتوے لگا دئے لیکن جب جواب شکوہ پڑھا تو بہت نادم ہوئے۔ یہی حال قادیانی ٹولے کا ہے کہ وہ اقبال دشمنی میں اس حد تک آگے آ چکے ہیں کہ کوئی بات انہیں علامہ کے خلاف مل جائے اس پر بغیر تصدیق کے خوب گند اچھالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ عقل کے ناخن لو۔ کم از کم کسی تحریر یا شعر کا ذکر تو کرو تو پھر آپ کو سمجھائیں کہ اس شعر میں علامہ اقبال گستاخی کر رہا ہے یا انکساری۔ اقبال کا ایک شعر ہے

فارغ تو نہ بیٹھے گا محشر میں جنوں میرا
یا اپنا گریباں چاک یا دامن یزداں چاک

Marfat.com

مندرجہ بالا شعر کو کم فہم لوگوں نے تعلی کا شعر سمجھا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات سے گستاخی خیال کیا ہے - لیکن ان عقل کے اندھوں کو اتنا بھی معلوم نہیں کہ یہ تو ایک انکساری کا شعر ہے - اگر شک ہے تو معنی سن لیں - علامہ اقبال کہتا ہے اللہ تعالیٰ سے مجھے جنون کی حد تک عشق ہے اور اسکی رحمت کا پورا یقین ہے - جب محشر میں میرے گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ جو حاکم اعلیٰ ہے کا ہاتھ میرے گریبان پر ہو گا جیسے ملزم کو گریبان سے پکڑا جاتا ہے تو علامہ اپنا دامن امید ہاتھ سے نہ جانے دے گا - اور اللہ تعالیٰ کے دامن امید کو تب تک نہ چھوڑے گا جب تک معافی نہ مل جائے - گریبان قمیض کا اوپر کا حصہ ہوتا ہے جس پر حاکم کا ہاتھ پہنچتا ہے - دامن قمیض کا زیریں حصہ ہوتا ہے جس سے امید کا کاسہ لئے امیدوار لپٹتا ہے اور ایسا دامن کو پکڑے گا کہ جب تک معافی نہ ملے دامن نہیں چھوڑے گا - یہاں پر بتائیے کونسی گستاخی یا شعری تعلی ہے - علامہ اقبال کا ایک شعر بتا دو جس میں گستاخی کا عنصر موجود ہو - ہم مان لیں گے - لیکن اگر شعر فہمی نہ ہو اور سنی سنائی باتوں پر بغیر تصدیق کے یقین کرو گے تو پھر اس سے بڑی نادانی کیا ہو سکتی ہے.

پنڈت نہرو کا جواب

پنڈت نہرو نے علامہ کے احمدیت کے خلاف مضامین لکھنے پر اپنے رنگ میں تبصرہ کرتے ہوئے علامہ سے یہ پوچھا "اگر احمدیہ تحریک سے "استحکام اسلام" کو خطرہ لاحق ہے تو اسماعیلی نظریات سے "استحکام اسلام" کو کس زاویہ سے تقویت ملتی ہے ..... " - علامہ نے اپنے جوابی مضمون میں پنڈت نہرو کے اس سوال کا کوئی جواب نہ دے سکے - صرف یہ کہنے پر اکتفا کی کہ آغا خان نے "اپنے مریدوں کو ہدایت کی تھی کہ تم سب مسلمان ہو".

(اقبال اور احمدیت ص ۲۹۱)

علامہ اقبال کا جواب تو خاصہ مدلل اور مکمل تھا - شیخ صاحب کی سمجھ میں نہ آئے تو قصور کس کا ؟ دیکھئے اگر کوئی سکھ یہ کہہ دے کہ سکھ سارے مسلمان ہیں تو یہ بات اسلام کیلئے اچھا شگون ہو گا لیکن احمدی اگر تمام مسلمانوں کو کافر کہیں اور خود کو اسلام سے باہر سلسلہ احمدیہ کا ٹولہ شمار کریں تو ایسے نام نہاد منافق مسلمانوں سے استحکام اسلام کو زیادہ خطرہ لاحق ہے کیونکہ یہ لوگ مسلمانوں میں ملے ہوئے مسلمانوں کی جڑیں کاٹ رہے ہیں - اسلام میں منافق

Marfat.com

سے ہر قسم کا مقاطعہ روا رکھا جاتا ہے۔

خدا کی شان میں گستاخی تو غلام احمد قادیانی کر رہا ہے - ثبوت آپ کی مستند کتب کے حوالوں سے دیئے جا رہے ہیں - اب شیخ عبدالماجد صاحب آپ کا اپنے نبی کے متعلق جو خدا کی شان میں گستاخی کا مرتکب ہو رہا ہے کیا خیال ہے - ملاحظہ کریں۔

۱ مرزا غلام احمد کہتا ہے کہ "میں خواب میں خود خدا بن گیا"۔

(آئینہ کمالات ص ۵۶۴)

۲ مرزا کا دور ابہام "خدا تعالیٰ نے فرمایا تو میرا سب سے بڑا نام ہے"۔

(اربعین نمبر ۳ ص ۴۱)

۳ مرزا صاحب کے نزدیک "خدا روزہ بھی رکھتا ہے اور افطار بھی کرتا ہے"۔

(حقیقت الوحی ص ۱۰۴)

۴ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے مجھے الہام فرمایا ہے "تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے"۔ (حقیقیت الوحی ص ۸۶)

۵ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ارشاد ہے "تو مجھ سے ظاہر ہوا اور میں تجھ سے"۔ (حقیقت الوحی ص ۷۴)

۶ مرزا صاحب کا فرمان ہے "خدا نماز بھی پڑھتا ہے اور وہ روزہ بھی رکھتا ہے - وہ جاگتا بھی ہے اور سوتا بھی ہے"۔ (البشریٰ ص ۷۹-۲۸)ہ

۷ میں نے اپنے تئیں خدا کے طور پر دیکھا ہے اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ میں وہی ہوں اور میں نے آسمان کو تخلیق کیا ہے"۔ (آئینہ کمالات ص ۵۶۴)

۸ مرزا غلام احمد قادیانی اپنا ایک الہام یوں بیان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مرزا سے کہا "تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں - تیرا ظہور میرا ظہور ہے"۔

(ختم نبوت اور تحریک احمدیت - پرویز ص ۱۰۱)

(بحوالہ مجموعہ الہامات و مکاشفات ص ۱۶۵)

مندرجہ بالا تمام کفریہ الفاظ ہیں اور تمام مسلمان ایسا خیال رکھنے والے کو کافر خیال کرتے ہیں اور یہ اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کی انتہا ہے - لہٰذا اپنے گھر کی خبر لیجئے - یہ ہیں اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخیاں اور اسکے باوجود آپ لوگ اپنے آپ کو مسلمانوں میں شمار کئے جانے کے

خواہاں ہیں۔

ایں خیال است و محال است و جنوں

بروزی نبوت کی بودی دلیل

"عوام یہ سمجھتے ہیں کہ مسیح محمدی جب زمین پر نزول فرما ہو گا تو وہ محض ایک امتی ہو گا بلکہ وہ تو اسم جامع محمدی کی پوری تشریح اور اس کا دوسرا نسخہ ہو گا۔

"یہ بروزی محمدی کا عارفانہ تخیل ہے"۔

"غرض عارف اور بزرگان دین بروز کے قائل"۔

راقم عرض کرتا ہے کہ احمدیت کے خلاف محاذ آرائی سے قبل علامہ اقبال "بروزی محمدی" کے امکان کو تسلیم کرتے تھے۔ ایک مکتوب میں فرماتے ہیں۔

"حال کے ہیئت دان کہتے ہیں کہ بعض سیاروں میں انسان یا انسان سے اعلیٰ تر مخلوق کی آبادی ممکن ہے اگر ایسا ہو تو رحمتہ اللعالمینؐ کا ظہور وہاں بھی ضروری ہے۔ اس صورت میں کم از کم محمدیت کیلئے ...... بروز لازم آتا ہے"۔

علامہ اپنے تئیں "حافظ" کا بروز سمجھتے تھے۔ فرماتے ہیں

جب میرا ذوق جوش پر آتا ہے تو حافظ کی روح مجھ میں حلول کر جاتی ہے اور میں خود حافظ بن جاتا ہوں"۔ (اقبال اور احمدیت۔ شیخ عبدالماجد ص ۲۹۹۔۲۹۸)

مندرجہ بالا اقتباس پر غور کیا جائے تو یہ بات سرے سے غلط ہے کہ کہیں بھی قرآن پاک میں یہ ذکر ہو یا احادیث میں بیان ہو کہ مسیح موعود آنحضورؐ کا بروز ہو گا۔ کیونکہ اگر اسے تسلیم کر لیا جاوے تو اس کا کہیں نہ کہیں ذکر ضرور ہونا چاہیئے تھا۔ دوسری بات یہ ہے کہ علامہ اقبال کا یہ کہہ دینا کہ مجھ میں حافظ کی روح حلول کر جاتی ہے تو یہ بات محاورۃً کہی گئی ہے کہ علامہ اقبال کے شاعری خیالات حافظ شیرازی کے خیالات سے منطبق ہو جاتے ہیں۔ صنف شاعری میں حافظ شیرازی کے خیالات کے حامل ہو جاتے ہیں ہر لحاظ سے حافظ شیرازی نہیں بن جاتے۔ تیسری بات یہ کہ علامہ اقبال کی باقی ہر بات کی قادیانی ٹولہ مخالفت کرتا ہے یہ بات کیسے سند تسلیم کر لی۔ آخر علامہ اقبال کو کسی نہ کسی طریقے سے تو مانا۔

چوتھی بات یہ کہ اگر مسیح موعود بروز محمدی ہوتا تو آنحضورؐ اپنی زندگی میں اس کا اعلان

Marfat.com

فرماتے کہ وہ دوبارہ مسیح موعود کی شکل میں آئیں گے - لیکن انہوں نے کبھی ایسا نہ کہا - نبی کوئی بات نہیں چھپاتا - قرآن میں کہیں ایسا ذکر موجود نہیں ہے۔

شیخ عبدالماجد ایک دور کی کوڑی لائے ہیں کہ "سیاروں میں اگر انسان رہتے ہیں تو محمدیت کے لئے بروز لازم آتا ہے"۔

بندۂ خدا آنحضوؐر کی ۱۳ سالہ مکی زندگی میں ان کا بروز مدینہ میں نہ پایا گیا اور دس سالہ مدنی زندگی میں مکہ شریف میں بروز محمدی نہ تھا - اور ساری دنیا میں کہیں بھی بروز محمدی نہ پایا گیا - آسمانوں کے سیاروں میں بروز محمدی کیسے لازم آتا ہے۔

جس طرح قادیانی مرزا بروز محمدی اپنے آپ کو خیال کرتا ہے اگر یہی بروزی نبوت ہے تو اسلام اپنی خیر منائے - کیونکہ قادیانیوں کا قرآن جدا، احادیث مختلف، قبلہ جدا، کلمہ جدا، حج اور زکواۃ کا نظام نیا، جہاد سے فرار، مسلمانوں کو کافر کہنا، جنازوں میں شریک ہونا ناجائز - بھلا کس چیز میں اسلام سے مطابقت ہے - جب ہر بات میں اسلام سے مخالفت اور بانی اسلام سے مخالفت، ایک الگ امت کی تشکیل، ایک من گھڑت نبوت - جب یہ سب باتیں قادیانیوں کی اپنی کتب میں ملتی ہیں تو مرزا قادیانی جو دشمن اسلام، دشمن رسالتؐ، دشمن ختم نبوت ہو تو پھر وہ آنحضوؐر کا بروز کیسے کہلا سکتا ہے - اگر بالفرض بروز محمدی کو مان ہی لیا جائے تو پھر شریعت محمدی کی پیروی لازمی تھی - نئی شریعت لانے کا کوئی تک نہ تھا۔

معلوم ہوا کہ اول تو بروز محمدی اصطلاح ہی خود ساختہ اور غلط ہے اور اگر اسے درست بھی تسلیم کر لیا جاوے تو بروزی محمد کو کوئی اختیار نہیں کہ شرع محمدی سے سر مو فرق کرے - لہٰذا یہ سب فراڈ ہے اور جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے - کہیں تو جم کر کھڑے ہونے کی کوشش کریں۔

علامات مسیح موعود

حدیث سے ثابت ہے کہ مسیح موعود ابن مریم ہوں گے - وہ آسمان سے نازل ہوں گے - دنیا میں آکر نکاح کریں گے اور ۴۵ برس رہیں گے - پھر مقبرہ رسولؐ اللہ میں مدفون ہونگے - وہ حج کی سعادت سے بھی بہرہ مند ہونگے۔

مرزا غلام احمد قادیانی ابن مریم نہیں ہے بلکہ اس کی ماں کا نام چراغ بی بی ہے لہٰذا یہ

مسیح موعود نہ ہے - مرزا غلام احمد قادیانی دنیا میں پیدا ہوئے - آسمان سے نازل نہ ہوئے - دعویٰ مسیحیت سے پہلے نکاح کیا ہوا تھا اس لئے مسیح موعود کی یہ نشانی بھی پوری نہیں کر سکے - حدیث شریف میں آیا ہے کہ مسیح دمشق میں نازل ہوگا مرزا صاحب اس کا مطلب پیدائش بتاتے ہیں لہٰذا حدیث کی رو سے مرزا صاحب کی عمر ۴۵ برس ہونی چاہیئے تھی لیکن وہ ۷۵ برس سے زیادہ کی عمر پا کر مرتے ہیں لہٰذا مسیح موعود نہیں - لیکن اگر نزول سے مراد سن دعویٰ مسیحیت لیا جائے جیسا کہ ایک جگہ مرزا صاحب لکھتے ہیں۔

"صحیح مسلم کی حدیث میں جو یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت عیسیٰؑ جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا - اس کی یہ تعبیر ہوگی کہ حضرت مسیح اپنے ظہور کے وقت یعنی اس وقت کہ جب وہ مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کریں گے بیمار ہوں گے" (ازالہ ص ۳۴)

اس مندرجہ بالا عبارت میں نزول مسیح سے مراد سن دعویٰ لیا ہے اور مرزا صاحب نے دعویٰ مسیحیت ازالہ اوہام میں کیا ہے جو ۱۸۹۱ء مطابق ۱۳۰۸ ھجری میں تصنیف ہوا - مسیح موعود دنیا میں ۴۵ برس رہیں گے لیکن مرزا قادیانی نے ۱۳۰۸ ھجری میں دعویٰ مسیح موعود کیا اور ۱۳۲۶ ھجری کو فوت ہو گئے حالانکہ ۴۵ برس تک دنیا میں رہتے تو ۱۳۵۳ ھجری تک رہنا چاہیئے تھا اس لئے یہ نشانی بھی پوری نہیں ہوئی - مسیح موعود حضرت عیسیٰؑ آنحضورؐ کے مقبرے میں دفن ہونگے لیکن مرزا قادیانی کو یہ عزت ھی نصیب نہ ہوئی - مرزا قادیانی حج سے بھی محروم رہے - جب ایک نشانی بھی ان میں ابن مریم کی نہیں ہے تو مسیح موعود کیسے بن گئے - مسیح موعود کے آنے سے اسلام کو غلبہ نصیب ہو گا اور انکی حکومت ہو گی - لیکن مرزا قادیانی انگریزوں کا پٹھو ایک محکوم اور غلام تھا نہ کوئی فتوحات حاصل کر سکا اور نہ حکومت کر سکا پھر مسیح موعود کیسا؟

بخاری شریف کی ایک حدیث ص ۴۹۰ - "قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ تم میں ابن مریم نازل ہو گا اور تمہارے ہر ایک مختلف فیہ مسئلہ کا عدالت کے ساتھ فیصلہ کرے گا"۔

اس حدیث کے بارے مرزا صاحب کی تحریر ملاحظہ ہو

"اس عاجز نے جو مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں - میں نے ہرگز دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں - جو شخص یہ الزام مجھ پر

Marfat.com

لگا دے وہ مفتری اور کذاب ہے - میں مثیل مسیح ہوں "۔ (ازالہ اوہام ص ۱۹۰)

قادیانی حضرات کو مرزا غلام احمد قادیانی کا مندرجہ بالا بیان پڑھنے کے بعد کیا مغالطہ باقی رہ جاتا ہے کہ وہ مسیح موعود تھا - لہٰذا مرزا قادیانی کے مسیح موعود ہونے کے سب دعا دی کہ وہ مسیح موعود ہیں باطل ہو جاتے ہیں - کیونکہ وہ خود اپنے مسیح موعود کے دعوٰی کی تکذیب کر رہا ہے ۔

مسیح موعود

قادیانیوں نے مرزا قادیانی کو مسیح موعود کا نام دیا اور پھر حضرت عیسیٰؑ اور امام مہدی جو دو الگ الگ شخصیات ہیں مسیح موعود میں ضم کر دیا - ان کے خیال میں مسیح موعود عیسیٰؑ بھی ہیں اور امام مہدی بھی - ان غبی لوگوں کو یہ خیال بھی نہ آیا کہ خود مسلمان بننے کی خواہش رکھتے ہیں لیکن مسلمانوں کے مسلمہ اصول سے انحراف کر رہے ہیں - کیونکہ جمہور مسلمانان عالم عیسیٰؑ کو سابقہ نبی خیال کرتے ہیں اور امام مہدی کو آنحضورؐ کا امتی گردانتے ہیں - قادیانیوں نے ایمان سے منسلک عقائد کی نفی کی - حالانکہ احادیث میں یوں وضاحت ہے

۱ عیسیٰؑ مینارۂ دمشق پر فرشتوں کے پروں پر ہاتھ رکھے ہوئے نازل ہوں گے

۲ وہ زرد رنگ کی چادر میں ملبوس ہوں گے

۳ وہ دمشق میں صبح کی نماز کے وقت نازل ہوں گے

۴ نمازی نماز کی تیاری کر رہے ہوں گے

امامت امام مہدی کرائیں گے وہ اس لئے کہ یہ بات واضح ہو جائے کہ کوئی نیا نبی مبعوث نہیں ہو گا - اور سابقہ نبی حضرت عیسیٰؑ آئے گا بھی تو امام مہدی کی امامت میں نماز ادا کرے گا تاکہ یہ بات ظاہر ہو جائے کہ آپ خاتم الانبیاء ہیں - اگر عیسیٰ دوبارہ دنیا میں نبوت کے ساتھ نازل ہوتے تو نبی کی اقتدا میں لوگ نماز پڑھتے ۔

امام مہدی کا نام احمد ہو گا - باپ کا نام عبداللہ اور والدہ کا نام آمنہ ہو گا - لوگ حضرت عیسیٰؑ کو پہچان لیں گے اور امامت کیلئے کہیں گے لیکن آپ ارشاد فرمائیں گے کہ امام مہدی نماز پڑھائیں کیونکہ وہ اس امت میں پیغمبر کی حیثیت سے نہیں آئے - عیسیٰؑ جب آئیں گے تو ان کی ریش مبارک سے پانی کے قطرے اس طرح دکھائی دیں گے جیسے آپ ابھی ابھی

Marfat.com

غسل فرما کر آئے ہوں - عقل کے اندھو - قادیانیو کونسی ایسی ایک نشانی آپ نے مرزا قادیانی میں دیکھ لی کہ اس میں ہر دو شخصیات کو گڈمڈ کر دیا - کچھ عقل کے ناخن لو - دعویٰ مسلمانی اور عمل اسلامی عقائد کے خلاف ؟

مسیح موعود اور مہدیت

اسلام میں عیسیٰؑ کو کہیں یہ نہیں بتایا گیا کہ وہ وفات پا گئے ہیں - قرآن شریف اور احادیث مقدسہ میں یہ بات واضح کی گئی ہے کہ ان کو نہ قتل کیا گیا اور نہ ہی صلیب دیا گیا بلکہ آسمانوں پر اٹھالیا گیا اور وقت موعود تک وہاں رکھا جائے گا اور پھر فتنہ دجال کو فرو کرنے کیلئے انہیں زمین پر اتارا جائے گا - چونکہ عیسیٰؑ ایک نبی تھے اور جب وہ دوبارہ آئیں گے تو وہ آنحضورؐ کی امتی کی صورت میں اور اس صورت میں آنحضورؐ کے خاتم النبیین ہونے پر کوئی زد نہیں پڑتی - امام مہدی پیدا ہوں گے اور وہ عیسائیوں سے جدال و قتال کریں گے - عیسیٰؑ آسمان سے اتریں گے اور ۴۵ سال زندہ رہیں گے پھر وفات پا جائیں گے - دجال سے جنگ ہو گی اور دنیا میں اسلام پھیل جائے گا - قادیانیوں نے کمال کر دیا کہ عیسیٰؑ اور امام مہدی کو دو الگ الگ شخصیتوں کو یکجا کر کے ایک مسیح موعود کی شکل میں پیش کر دیا - کہیں اسلام کی اشاعت نہ ہوئی بلکہ تمام عالم اسلام کو کافر قرار دیا اور ایک نئے دین کا اجراء کیا - پھر بھی ان کا دعویٰ ہے کہ یہ مسلمان ہیں - اپنے خود ساختہ مسیح موعود کے پاس ختم نبوت کی پاور دے دی اور پھر مسیح موعود کو آنحضورؐ کا بروز بنا دیا - یوں رقمطراز ہیں

"اس دجال اعظم کو نیست و نابود کرنے کیلئے امت میں ایک ایسا خاتم المجددین آئے گا جو خاتم النبیین کی غیر معمولی قوت اپنے اندر جذب کئے ہوئے ہو ..... اور اس کا مقابلہ خاتم النبیین کا مقابلہ ہو ..... اس انعکاس کیلئے ایک ایسے نبوت آشنا قلب کی ضرورت تھی جو فی الجملہ خاتمیت کی شان بھی اپنے اندر رکھتا ہو تاکہ خاتم مطلق کا عکس اس میں اتر سکے اور ساتھ میں اس خاتم مطلق کی ختم نبوت میں فرق بھی نہ آئے"۔

(اقبال اور احمدیت - شیخ عبدالماجد ص ۳۰۱-۳۰۰)

دیکھئے الفاظ کا گورکھ دھندا کیسا ہے - سیدھی طرح یہ نہیں کہتے کہ آنحضورؐ کی ذات دوبارہ مرزا قادیانی کے وجود میں ظاہر ہوگی اور دجال کا مقابلہ کرے گی - اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ

Marfat.com

ہر انسان کو ایک دفعہ موت دی جائے گی پھر قیامت کے دن اٹھایا جائے گا اور روح اور جسم کو ایک ساتھ کر دیا جائیگا - اس زندگی کے بعد دوبارہ موت حرام ہو جائے گی - لیکن قادیانی حضرات آنحضورؐ کو دوبارہ دنیاوی زندگی میں دیکھ رہے ہیں جو صریحاً قرآنی نص اور احادیث مقدسہ کے خلاف ہے - عیسیٰؑ کو فوت شدہ بتا رہے ہیں اور قادیانی عیسیٰؑ کی قبر کشمیر میں ظاہر کر رہے ہیں اور پھر مسیح موعود دوبارہ دنیاوی زندگی میں واپس آ رہا ہے - عیسیٰؑ اور امام مہدی کو ایک شخص گردان رہے ہیں - یہ تمام مفروضے مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف ہیں - قرآن اور حدیث کے خلاف ایک سازش ہے .

مسیح موعود کے متعلق مرزا غلام احمد قادیانی کی کذب گوئی ملاحظہ ہو.

مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں - "اور یہ بھی یاد رہے کہ قرآن شریف میں بلکہ توریت کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی".

(کشتی نوح ص ۹)

کمال کی بات ہے یا تو مرزا غلام احمد قادیانی یہ کہتا تھا کہ قرآن شریف میں مسیح موعود کا ذکر ہی نہیں ہے یا پھر ان کی آمد کی پیش گوئیاں قرآن سے نکالی جا رہی ہیں اور پھر یہ لکھتے ہیں

"ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیش گوئیاں پوری ہوں جن میں لکھا تھا

- مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علما کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا
- وہ اس کو کافر قرار دیں گے .
- اور اس کے قتل کیلئے فتوے دئے جائیں گے .
- اور اس کو دائرہ اسلام سے خارج اور دین تباہ کرنے والا قرار دیا جائیگا".

اربعین نمبر ۳ ص ۲۰

بتائیے مندرجہ بالا پیش گوئیاں قرآن کریم کے کون سے پارے، کون سی سورت اور کونسے رکوع میں ہیں یا حدیث کی کونسی کتاب اور کون سے باب میں ہیں .

کبھی جھوٹ بولتے ہیں کہ صحیح بخاری میں لکھا ہے "حضرت عیسیٰؑ وفات پا گئے".

(کشتی نوح ص ۸۷)

مرزا غلام احمد قادیانی کبھی کہتا ہے کہ "مسیح کے دوبارہ دنیا میں آنے کا ذکر قرآن شریف میں کہیں نہیں ہے".

(ازالۂ اوہام ص ۱۸)

Marfat.com

پھر کہتا ہے "مسیح ابن مریم کی آخری زمانے میں آنے کی قرآن شریف میں پیشگوئی موجود ہے"

(ازالۂ اوہام ص ۲۷۵)

دیکھ لیجئے ازالۂ اوہام میں مرزا صاحب کے اوہام کا خود ازالہ نہیں ہو رہا - کیونکہ کبھی اسی بات کو مان رہا ہے اور کبھی خود انکار کر رہا ہے۔

پھر شیخ عبدالماجد یہ فرماتے ہیں

"راقم کو حیرت ہے کہ علامہ بڑے جوش و جذبہ کے ساتھ انگریز ملکہ کو "سایہ خدا" یا دوسرے لفظوں میں "ظل اللہ" یا عکس الٰہی قرار دیتے ہیں - لیکن اگر "موجودہ دور کے سب سے بڑے دینی مفکر" کو ظل محمدؐ یا بروز محمدؐ یا عکس محمدؐ کہہ دیا جائے تو برافروختہ ہو جاتے ہیں"۔

(اقبال اور احمدیت - شیخ عبدالماجد ص ۳۰۱)

شیخ عبدالماجد کو یہ بھی معلوم نہیں کہ "ظل اللہ" اور "عکس خدا" میں کیا فرق ہے - ظل اللہ کا معنی سایۂ خدا ہوتا ہے جس کا مجازی معنی تائید خداوندی کے ہیں یا اللہ تعالیٰ کی اسکو مدد حاصل ہو لیکن "عکس خدا" کے معنی سایۂ خدا کبھی نہیں ہوتے - خدا کا کوئی وجود نہیں ہے لہٰذا اس کا سایہ حقیقی معنوں میں نہیں ہو سکتا - اسی طرح عکس اس چیز کا ہوتا ہے جس کا وجود ہوتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ وجود میں مقید نہیں کیا جا سکتا اسی طرح اس کا عکس بھی دستیاب نہیں ہو سکتا - اب بات رہی ظل محمدؐ کی تو آنحضورؐ کا بھی دنیا میں سایہ نہ تھا - لہٰذا ظل محمدؐ کہنا ہی سرے سے غلط بات ہے - اور اس کو "بروز محمدؐ" اور "عکس محمدؐ" کی اصطلاحات میں ڈھال کر بھی قادیانی اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہو سکتے - بروز کے معنی "نوظہور" کے ہوتے ہیں لیکن عکس صرف اور صرف اسی وجود کا ہوتا ہے جس سے منسوب ہوتا ہے - اس لئے "بروز محمدؐ" اور "عکس محمدؐ" دونوں ایک چیز نہیں ہیں - یہ نہیں ہو سکتا کہ کوئی شخص یہ کہے کہ میں "بروز محمدؐ" یعنی محمدؐ کی نوظہوری شکل میں ہوں اور پھر ساتھ ہی اسکا یہ ترجمہ کرے کہ وہ "عکس محمدؐ" ہے - عکس محمدؐ کا معنی یہ ہے کہ وہ عین ہوبہو وہی ذات ہے جس کا وہ عکس ہے - لہٰذا "بروز محمدؐ" کا معنی آنحضورؐ کی نئی شکل اور "عکس محمدؐ" کا معنی ہوبہو عین شکل محمدؐ ہو۔

مرزا غلام احمد قادیانی فرماتے ہیں

"کفر دو قسم پر ہے (اول) یہ کفر کہ ایک شخص اسلام سے انکار کرتا ہے اور آنحضرتؐ کو

Marfat.com

خدا کا رسول نہیں مانتا (دوم) یہ کفر کہ مثلاً وہ مسیح موعود کو نہیں مانتا "۔

(حقیقتہ الوحی ص ۱۷۹)

دوسرا حدیث کے بارے میں جھوٹ

"بخاری شریف اور مسلم شریف میں صاف لکھا ہے کہ مسیح موعود اسی امت میں سے ہوگا "۔

اربعین نمبر ۲ ص ۲۷

مرزا صاحب فرماتے ہیں "مسیح کے آسمان سے آنے کا لفظ کہیں نہیں ہے "۔

(انجام آتھم ص ۱۲۹ چشمئہ معرفت)

حالانکہ امام نسفی اپنی تفسیر مدارک میں آیت کریمہ و ان من اھل الکتب کے تحت لکھتے ہیں و ذالک عند نزولہ من السما فی آخرالزمان ۔

(یہ اس وقت کی بات ہے جبکہ وہ حضرت عیسیٰؑ آخر زمانہ میں آسمان سے اتر کر آئیں گے)۔

بہت سی احادیث کی کتابوں میں عیسیٰؑ کے آسمان سے نازل ہونے کا ذکر ہے

احادیث میں کیا بتایا گیا ہے اور جعلی مسیح موعود کیسے ہیں ذرا موازنہ ملاحظہ ہو

بھیجا جانا ہے عیسیٰ مسیح کو لیکن آگیا غلام احمد قادیانی

بتایا گیا مریم کا بیٹا	لیکن	آگیا چراغ بی بی اور غلام مرتضیٰ کا بیٹا
بتایا گیا کہ آسمان سے اترے گا	لیکن	آگیا زمین سے
بتایا گیا دمشق میں	لیکن	آگیا قادیان سے
بتایا گیا دو زرد چادروں میں	لیکن	آگیا دو بیماریوں والا

اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے - کوئی ایک بات ہو تو بتائیں - یہاں تو ہر چیز الٹی ہے ۔

دجل اور جعلسازی کی انتہا ملاحظہ ہو کہ ایک طرف تو غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ مسیح موعود جس نے آنا تھا وہ میں ہوں اور عیسیٰؑ وفات پا گئے ہیں لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی بتا رہے ہیں کہ آنے والے عیسیٰؑ نعوذ باللہ کیا تھے انکی زبانی بتاتا ہوں - نقل کفر کفر نہ باشد -

مرزا غلام احمد قادیانی عیسیٰؑ مسیح موعود کے متعلق یہ کہتا ہے "حضرت عیسیٰؑ ایک درماندہ انسان تھے آپ نادان تھے "۔ (ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۲۸۸)

"آپ کی عقل بہت موٹی تھی " (ضمیمہ ص ۲۸۹)

"آپ علمی اور عملی قویٰ میں بہت کچے تھے " (ضمیمہ ص ۲۹۰)

Marfat.com

"عیسیٰؑ کے متعلق یہ لکھتے ہیں - "آپ کی روح شریر اور مکار تھی"۔ (ضمیمہ ص ۲۸۹)

"مسیح کا چال چلن کیا تھا ایک کھاؤ پیو' شرابی' نہ زاہد نہ عابد' نہ حق کا پرستار' متکبر' خودبین' خدائی کا دعویٰ کرنے والا"۔ (مکتوبات احمدیہ جلد ۳)

منم مسیح زماں- منم کلیم خدا

منم محمد و احمد کہ مجتبیٰ باشد

(تریاق القلوب ص ۵)

آپ کا (حضرت عیسیٰؑ) کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر ہے - تین دادیاں اور نانیاں آپکی زنا کار اور کسبی عورتیں تھیں - جن کے خون سے آپ کا وجود مطہر ظہور پذیر ہوا"۔

(ضمیمہ انجام آتھم حاشیہ ص ۷ غلام احمد قادیانی)

شیخ عبدالماجد دیکھ لی اپنے نبی غلام احمد قادیانی کی یاوہ گوئی اور ہرزہ سرائی۔

یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہیئے کہ مسیح موعود اور امام مہدی دو مختلف شخصیات ہیں لیکن مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آپ میں دونوں کو یکجا کر دیا ہے - پھر اپنے آپ کو کبھی مجدد' کبھی امام مہدی' کبھی مسیح موعود اور کبھی نبی کہتا ہے - اگر کوئی مجدد ہے تو نبی نہیں ہو سکتا اور اگر نبی ہوتا ہے تو مجدد نہیں کہلا سکتا - اللہ تعالیٰ آپ لوگوں پر اپنا رحم کرے۔

اس سے پیشتر کہ شیخ عبدالماجد اقبالسٹ طبقہ کو یہ چیلنج دیں کہ وہ بروزی نبوت پر تحقیق کریں' شیخ صاحب خود "بروز محمدؐ" "عکس محمدؐ" کو ایک اصطلاح سمجھ کر جو استعمال کر رہے ہیں اس فاش غلطی کو درست کر لیں۔

"بروز محمدؐ" میں آنحضورؐ کی نئی نبوت' نئی امت اور نیا ظہور ہے اور "عکس محمدؐ" میں آنحضورؐ کا ہوبہو اسی شکل میں آنا مقصود ہے - اس میں پھر نئی شریعت اور نئی نبوت کی گنجائش قطعاً نہیں ہے - اور اگر یہ فرض کر لیا جاوے تو اسی عالم دنیا میں آنحضورؐ کا اصالتاً واپس آنا ظاہر ہوتا ہے جو کسی حالت میں درست نہیں ہوگا - نبی' ولی اور شہید کے متعلق حکم ہے کہ ان کو مردہ مت کہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں زندہ ہیں لیکن وہ کیسی زندگی ہے ہمیں اس کا شعور عطا نہیں کیا گیا - عالم برزخ میں یہ زندہ ہیں لیکن دنیاوی زندگی پر محمول نہیں کئے جا سکتے - لہٰذا شیخ صاحب اپنی گرامر درست کر لیں۔

Marfat.com

مسلمانوں کو کافر قرار دینا

ایک اور اقتباس ملاحظہ ہو

"علامہ نے اپنے انٹرویو میں کہا کہ میں تحریک احمدیہ سے اس وقت بیزار ہوا جب بانئ تحریک نے تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا"۔

شیخ عبدالماجد صاحب لکھتے ہیں کہ

حقیقت یہ ہے کہ بانئ تحریک نے کسی شخص کو کافر کہنے میں ابتدا نہیں کی - آپ فرماتے ہیں "اس جھوٹ کو تو دیکھو کہ ہمارے ذمہ یہ الزام لگاتے ہیں کہ گویا ہم نے بیس کروڑ کلمہ گو کو کافر ٹھہرایا - حالانکہ ہماری طرف سے تکفیر میں کوئی سبقت نہیں ہوئی - خود ہی ان کے علماء نے ہم پر کفر کے فتوے لکھے"۔ (اقبال اور احمدیت - شیخ عبدالماجد ص ۳۰۱)

قادیانی نبوت پر ڈاکہ ڈالتے ہیں - مسلمان کا جنازہ پڑھنا' مسلمان سے قادیانی لڑکی کا نکاح کرنا' مسلمان کے پیچھے نماز پڑھنا ناجائز خیال کرتے ہیں - ان کا قرآن الگ' نبی الگ' امت الگ' کلمہ الگ' ان کے خیال میں تمام مسلمان کافر - پھر یہ بھی خیال کہ انہیں مسلمان کہا جائے - جب ہر چیز الگ ہے تو پھر غیر مسلم اقلیت قرار دینے میں کیا غلطی ہوئی - الٹا ان کو تحفظ مل گیا

ان کے خیال میں "مرزا قادیانی باعث تخلیق کائنات ہے"۔ (حقیقتہ الوحی ص ۹۹)

"مرزا قادیانی کا تخت سب سے اونچا تھا"۔ (حقیقتہ الوحی ص ۸۹)

آنحضرتؐ مرزا قادیانی کی شکل میں دوبارہ تشریف لائے۔

(اخبار قادیانی جلد ۴۲ مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

قادیانی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدمؑ سے لے کر حضرت محمدؐ تک ہر ایک نبی سے مرزا قادیانی پر ایمان لانے اور اس کی بیعت و نصرت کرنے کا عہد لیا تھا"۔ نعوذ باللہ

(اخبار الفضل ۲۶ فروری ۱۹۲۴ء قادیانی مذہب ص ۳۴۰)

مسیح موعود اللہ تعالیٰ کا ایک رسول اور نبی تھا اور وہی نبی تھا جس کو نبی کریمؐ نے نبی اللہ کے نام سے پکارا اور وہی نبی تھا جس کو خود اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی میں یا ایہاالنبی کے الفاظ سے مخاطب کیا۔ (کلمتہ الفصل ص ۱۱۴ مصنف مرزا بشیرالدین ابن مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کہتا ہے "میں ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں"۔

Marfat.com

پھر یوں کہا ہے "آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا"۔

(حقیقتہ الوحی - مرزا قادیانی ص ۹۵)

کبھی یوں بیان دیتا ہے

"میں آدمؑ ہوں، میں نوحؑ ہوں، میں ابراہیمؑ ہوں، میں اسحٰقؑ ہوں، میں یعقوبؑ ہوں، میں محمدؐ ہوں یعنی بروزی طور پر"۔ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۸۵)

جن کے یہ عقائد ہوں اور جن کا مرزا قادیانی ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ کرے اور ۱۹۰۲ء میں تمام اہل اسلام اور مسلمانوں کو کافر کہے - وہ کس بڑتے پر یہ بات کہتے ہیں کہ پہل مسلمانوں کی طرف سے ہوئی - جو شخص مسلمان کہلانے کا دعویٰ کرے اور پھر نبوت پر ڈاکہ ڈالے اس کو یہ نہ کہا جائے کہ وہ مسلمان نہیں ہو سکتا کیونکہ جمہور مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ آنحضورؐ ہی خاتم النبیین ہیں - ان کے آگے تمام آنے والوں پر نبوت کے دروازے بند کر دئے گئے ہیں - مسلمان تو حق بجانب تھے کہ جو مسلمان کہلاتے ہوئے جمہور مسلمانان عالم کے عقاید کے خلاف نئی نبوت کا اعلان کرے وہ تو مرتد اور کافر کہلائے گا - لیکن قادیانیوں کو یہ حق کس نے دیا کہ وہ تمام مسلمانوں سے ہر بات میں علیحدہ بھی ہوں اور پھر مسلمان بھی کہلائیں - جو شخص مسلمانوں کے عقیدہ کے خلاف بیان دیتا ہے، لٹریچر چھاپتا ہے وہ اسلام کے دائرہ سے خارج ہے اور دائرہ اسلام سے جو خارج ہو وہ کافر ہے - لیکن نئے دین کی تعلیم دینے والا مسلمان کہلائے اور جمہور مسلمانوں پر کفر کا فتویٰ لگائے - ایں چہ بوالعجبی است ؟

ختم نبوت اور عقیدۂ اقبال

" I have no doubt in my mind that the Ahmadis are traitors to both of Islam and India" (Thoughts and Reflections of Iqbal - S.A. Vahid Page 306)

"حکومت قادیانیوں کو ایک الگ جماعت تسلیم کرلے یہ قادیانیوں کی پالیسی کے عین مطابق ہوگا اور مسلمان ان سے ایسی رواداری سے کام لے جیسا کہ باقی کے معاملہ میں اختیار کرتا ہے" (حرف اقبال - لطیف احمد شیروانی ص ۱۱۹)

"ملت اسلامیہ کو اس مطالبہ کا پورا حق حاصل ہے کہ قادیانیوں کو علیحدہ کر دیا جائے - اگر

Marfat.com

حکومت نے یہ مطالبہ تسلیم نہ کیا تو مسلمانوں کو شک گزرے گا کہ حکومت اس نئے مذہب کی علیحدگی کیلئے دیر کر رہی ہے"۔ (حرف اقبال ص ۱۲۹)

مسلم لیگ کے پارلیمانی بورڈ نے حلف نامے میں یہ شق رکھی تھی کہ "میں اقرار کرتا ہوں اگر میں آئیندہ پنجاب اسمبلی میں نامزد ہو کر کامیاب ہو گیا تو اسلام اور ہندوستان کے مفاد کی خاطر مرزائیوں کو دوسرے مسلمانوں سے علیحدہ اقلیت قرار دئے جانے کیلئے انتہائی کوشش کروں گا" (اقبال کے آخری دو سال - عاشق حسین بٹالوی ص ۲۴۱)

حضرت اقبال نے بحیثیت صدر مسلم لیگ اس بیان کی تصدیق کی۔

قادیانیت یہودیت کی طرف رجوع

"اس کا حاسد خدا کا تصور کہ جس کے پاس دشمنوں کیلئے لاتعداد زلزلے اور بیماریاں ہوں - اس کا نبی کے متعلق نجومی کا تخیل اور اس کا روح مسیح کے تسلسل کا عقیدہ وغیرہ یہ تمام چیزیں اپنے اندر یہودیت کے اتنے عناصر رکھتی ہیں گویا یہ تحریک ہی یہودیت کی طرف رجوع ہے"۔

(حرف اقبال - لطیف احمد شیروانی ص ۱۱۵)

قادیانی مسلمان کہلانے پر اصرار کیوں کرتے ہیں

حضرت علامہ اقبال نے اس کا خوب پوسٹ مارٹم کیا

"..... کہ ان کا شمار حلقہ اسلام میں ہو تاکہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں"۔

(حرف اقبال - شیروانی ص ۱۲۸)

"ختم نبوت کے معنی یہ نہیں ہیں کہ کوئی شخص بعد اسلام اگر یہ دعویٰ کرے کہ مجھ میں ہر دو اجزا نبوت کے موجود ہیں یعنی مجھے الہام وغیرہ ہوتا ہے اور میری جماعت میں داخل نہ ہونے والا کافر ہے تو وہ شخص کاذب ہے اور واجب القتل، مسیلمہ کذاب کو اسی بنا پر قتل کیا گیا حالانکہ طبری لکھتا ہے کہ وہ رسالت مآبؐ کی نبوت کا مصدق تھا اور اسکی اذان میں حضورؐ کی نبوت کی تصدیق تھی"۔ (اقبال اور قادیانی - نعیم آسی ص ۷۳)

علامہ اقبال نے فرمایا

۱ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور ان کو مسلمانوں کے زمرے سے خارج کیا جائے

Marfat.com

۲ قادیانیوں کو علامہ اقبال نے یہودیت کا ثنیٰ قرار دیا

۳ انہوں نے قادیانیوں کو ایک سیاسی جماعت قرار دے کر مسلمانوں کی دینی وحدت میں نقب لگانے کا مجرم گردانا

۵ انہوں نے غلام احمد قادیانی کو شاتم رسول قرار دیا

۱۹۱۴ء میں خلیفہ اول نورالدین کی وفات کے بعد مرزا بشیرالدین محمود خلیفہ دوم پسر مرزا غلام احمد قادیانی نے عام مسلمانوں سے علیحدگی اختیار کرنے کا فیصلہ کیا - چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا اعلان کیا گیا اور یہ بھی کہا گیا کہ جو مسلمان مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا قائل نہیں وہ کافر ہے - اس کے رد عمل میں پہلے تو قادیانی جماعت میں انتشار پیدا ہوا کیونکہ اس ناقص عقیدے کے خلاف جماعت دو حصوں میں تقسیم ہو گئی - ایک قادیانی گروپ جو مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کا قائل تھا اور دوسرا لاہوری قادیانی گروپ جو مرزا غلام احمد قادیانی کو مجدد مانتا تھا اس گروپ کے سرخیل مولانا محمد علی تھے۔

جب علامہ اقبال کو مرزا بشیرالدین محمود کے خیالات کا علم ہوا تو علامہ اقبال نے ۱۹۱۶ء میں اس کے جواب میں ایک بیان دیا

"جو شخص نبی کریمؐ کے بعد کسی ایسے نبی کا قائل ہو جس کا انکار مستلزم کفر ہو وہ خارج از اسلام ہو گا - اگر قادیانی جماعت کا بھی یہی عقیدہ ہے تو وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے "۔

(اقبال اور احمدیت - بشیراحمد ڈار ص ۱۷)

پھر علامہ اقبال نے ۷ جون ۱۹۳۲ء کو کشمیر کے متعلق ایک بیان دیا

"آخر میں میں مسلمانان کشمیر سے استدعا کرتا ہوں کہ وہ ان تحریکوں سے خبردار رہیں جو ان کے خلاف کام کر رہی ہیں اور اپنے درمیان اتحاد و اتفاق پیدا کریں "۔

(حرف اقبال - لطیف احمد شیروانی جنوری ۱۹۶۱ء ص ۲۰۱)

پھر ۲ اکتوبر ۱۹۳۳ء کو علامہ اقبال نے کشمیر کمیٹی کے بارے بیان دیا اقتباس ملاحظہ ہو

"میری سمجھ میں نہیں آتا کہ ان حالات کے پیش نظر ایک مسلمان کس طرح ایسی تحریک میں شامل ہو سکتا ہے جس کا اصل مقصد غیر فرقہ داری کی ہلکی سی آڑ میں مخصوص جماعت کا پروپیگنڈا کرنا ہے "۔ (حرف اقبال ص ۲۰۵-۲۰۴)

"۷ اگست ۱۹۳۶ء کو علامہ اقبال نے ایک خط سید سلیمان ندوی کو لکھا جس میں قادیانی

Marfat.com

تحریک کے بارے میں ان سے مختلف پہلوؤں پر استفسارات چاہے - اقتباس یوں ہے "الحمدللہ کہ اب قادیانی فتنہ پنجاب میں رفتہ رفتہ کم ہو رہا ہے ....."۔

(اقبال اور احمدیت - بشیراحمد ڈار ص ۲۴)

قادیانیت کے خلاف علامہ اقبال کی دلچسپی کسی سیاسی غرض یا جلب منفعت کیلئے نہ تھی بلکہ محض دینی تھی - علامہ اقبال کو جب معلوم ہوا کہ قادیانی جماعت نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی آڑ میں کشمیر کے لوگوں کو قادیانی بنانا شروع کر دیا تھا تو علامہ اقبال کا رد عمل لازمی تھا۔

عبدالرشید طارق کے مضمون "مئے شبانہ" میں علامہ اقبال کا ایک بیان دیا گیا ہے - اپنی ایک ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں

"پھر مرزا غلام احمد قادیانی کی تعلیمات پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ اس نے مسلمانوں کے ملی استحکام کو کس قدر نقصان پہنچایا ہے اور آئندہ پہنچائے گی اگر اس کا استحصال نہ کیا گیا" پھر آگے چل کر بعد کی ایک ملاقات کا ذکر کیا ہے - کہتے ہیں کہ

"اس سال یعنی ۱۹۳۵ء میں انہوں نے قادیانی مذہب کے خلاف اپنا پہلا بیان دیا مجھے اچھی طرح یاد ہے پیر کا دن تھا اور مئی کی چھ تاریخ - چار کو میرا امتحان ختم ہوا - (۲۲ اپریل ۱۹۳۵ء کو پچھلے پہر کے اجلاس میں مولانا ظفر علی خان نے تقریر کی اور ظفراللہ خان کے خلاف جو ان دنوں وائسرائے کی ایگزیکٹو کونسل کے ممبر تھے قرار داد منظور کرائی

(اقبال اور احمدیت -ڈار ص ۳۴)

اقبال کے کلام میں عقیدۂ ختم نبوت

پس خدا بر ما شریعت ختم کرد
بر رسول ما رسالت ختم کرد
رونق از ما محفل ایام را
او رسل را ختم و ما اقوام را

(رموز بیخودی)

لا نبی بعدی ز احسان خدا است
پردۂ ناموس دین مصطفیٰ است
قوم را سرمایۂ قوت ازو
حفظ سر وحدت ملت ازو

(رموز بیخودی)

حق تعالیٰ نقش ہر دعویٰ شکست
تا ابد اسلام را شیرازه بست
دل ز غیراللہ مسلماں بر کند
نعرۂ لا قوم بعدی می زند

(رموز بیخودی)

بمصطفی برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است
اے کہ بعد از تو نبوت شد بہ ہر مفہوم شرک
بزم را روشن ز نور شمع عرفاں کردہ ای

ہے زندہ فقط وحدتِ افکار سے ملت
وحدت ہو فنا جس سے وہ الہام بھی الحاد

(ضرب کلیم)

Marfat.com

ـ ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب
کہ سکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق

(ضرب کلیم)

ـ پنجاب کے ارباب نبوت کی شریعت
کہتی ہے کہ یہ مومن پارینہ ہے کافر

(ضرب کلیم)

ـ فتنۂ ملت بیضا ہے امامت اسکی
جو مسلماں کو سلاطین کا پرستار کرے

(ضرب کلیم)

ـ وہ نبوت ہے مسلماں کیلئے برگ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

(ضرب کلیم)

ـ محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گر اقوام ہے وہ صورت چنگیز

(ضرب کلیم)

ـ ہو اگر قوت فرعون کی در پردہ مرید
قوم کے حق میں ہے لعنت وہ کلیم اللہی

(ضرب کلیم)

ـ از غلامی دل بمیرد در بدن
از غلامی روح گردد بار تن
از غلامی ضعف پیری در شباب
از غلامی شیر غاب افگندہ ناب
از غلامی بزم ملت فرد فرد
ایں و آں با ایں و آں اندر نبرد

Marfat.com

از غلامی مرد حق زنار بند
از غلامی گوہرش نا ارجمند
(تاریخ محاسبۂ قادیانیت از خالد بشیر احمد ص ۳۷۰)

ؑ در دل مسلم مقام مصطفیٰ
آبروے ما ز نام مصطفیٰ
در شبستان حرا خلوت گزید
قوم و آئین و حکومت آفرید
در جہاں آئین نو آغاز کرد
مسند اقوام پیشیں در نورد
از کلید دیں در دنیا کشاد
ہمچو او بطنِ اُمِ گیتی نزاد
(اسرار خودی)

ؑ عصر من پیغمبرے ھم آفرید
آنکہ در قرآں بغیر از خود ندید
(پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق ص ۴۱)

پھر مرزا قادیانی کے متعلق فرماتے ہیں

شیخ ؑ او مرد فرنگی را مرید
گرچہ گوید از مقامِ بایزید رح
گفت دیں را رونق از محکومی است
زندگانی از خودی محرومی است
دولت اغیار را رحمت شمرد
رقص ہا گردِ کلیسا کرد و مرد
(پس چہ باید کرد اے اقوام مشرق ص ۲۹)

Marfat.com

چوتھا باب

ختم نبوت کیا ہے؟

"عربی زبان میں ختم کے معنی ہیں کسی چیز کو ڈھانک دینا یا چھپا دینا - اس طرح بند کرنا کہ کوئی حصہ باہر نہ ہو - ختام لاکھ یا موم کو کہتے ہیں جس سے کسی چیز کو بند کر کے مہر لگائی جائے - خاتم وہ چیز ہے جس سے اس لاکھ پر مہر لگائی جائے - ہر چیز کا انجام اور اختتام خاتم کہلاتا ہے۔

ختم اللہ علیٰ قلوبہم - ہم نے ان کے دلوں میں مہر لگا دی (بند کر دیا)۔

کہیں بھی ختم کے معنی عربی میں تصدیق کرنے والی مہر کے نہیں ہیں - قادیانیوں نے پتہ نہیں کس لغات سے یہ معنی لئے ہیں۔

"خاتم کے معنی ہیں کسی چیز کو اس طرح بند کرنا کہ نہ اس کے اندر کی کوئی چیز باہر نکل سکے اور نہ باہر کی چیز اندر جا سکے"۔ (لغت تاج العروس)

اعلان ختم نبوت قرآنی آیات سے

خاتم النبیین

لا نبی بعدی - میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا

ماکان محمد ابا احد من رجالکم و لکن رسول اللہ و خاتم النبیین ٥ (احزاب ۴۰)

ترجمہ "نہیں ہیں محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن آپ اللہ کے رسول اور تمام انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں"۔

عالمگیر نبوت

قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا ٥

ترجمہ "آپ کہہ دیجیے کہ اے لوگو میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں"۔

وما ارسلنک الا کافۃ للناس بشیراً و نذیراً ٥ (سبا ۲۸)

ترجمہ اور اے پیغمبر ہم نے تم کو تمام لوگوں کی طرف بھیجا کہ ان کو ایمان لانے پر خوشخبری سنا دو اور کفر کرنے پر ہمارے عذاب سے ڈراؤ۔

Marfat.com

دین مکمل ہو گیا

الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا ○

ترجمہ "اب ہم تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر چکے اور ہم نے تم پر احسان پورا کر دیا - اور ہم نے تمہارے لئے اسی دین اسلام کو پسند کیا"۔ (مائدہ ۳۰)

تبارک الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہ لیکون للعلمین نذیرا (فرقان -۱)

وہ ذات بابرکت ہے جس نے اپنے بندے پر کلام مجید اتارا - تاکہ تمام کائنات انسانی کیلئے وہ ڈرانے والا ہو

آنحضورؐ سے پہلے انبیاء میں کسی ایک پر بھی ایسی آیات نازل نہیں کی گئیں - کہ دین مکمل ہو گیا - اور ساری دنیا کیلئے نبی بنا کر بھیجا گیا ہو - یہ شرف آنحضورؐ خاتم الانبیاء کو بخشا گیا کہ وہ ایک تو ساری دنیا کیلئے نبی بن کر آئے اور پھر دین ان پر مکمل کر دیا گیا - جب دین مکمل ہو جائے اور عالمگیر نبوت ہو تو پھر دین میں ترمیم یا تحریف کبھی نہیں ہوتی - جب دین میں ترمیم اور تحریف نہیں ہوتی تو پھر کسی نئے نبی کو مبعوث کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی - ہر نبی وقت کے تقاضوں کے مطابق خاص وقت اور خاص لوگوں اور خاص علاقوں کیلئے بھیجا گیا اور جونہی انکے بعد دوسرا نبی آیا تو پہلی نبوت منسوخ ہو گئی - لیکن یہ نبوت چونکہ قیامت تک جاری و ساری رہنی تھی لہٰذا اس کے لئے فرما دیا گیا کہ نبوت بھی عالمگیر ہے اور دین بھی مکمل ہو گیا۔

قرآن کا معجزہ

اللہ تعالیٰ نے کسی کتاب کی حفاظت کی گارنٹی نہ دی نتیجہ یہ ہوا کہ انجیل تک کے نسخے تبدیل ہو گئے - Old Testament اور New Testament - ان میں تحریف ہوئی - لیکن قرآن مجید کے متعلق اللہ تعالیٰ نے خود فرمایا کہ اسکے جملہ حقوق بحق رب کریم محفوظ ہیں اور اس میں تا قیامت تحریف و ترمیم نہ ہو سکے گی - موسیٰؑ کو عصا کا معجزہ عطا ہوا کہ وہ اژدھا بن جایا کرتا تھا - لیکن موسیٰؑ کی وفات کے بعد عصا تو موجود رہا لیکن جب صاحب معجزہ نہ رہا تو عصا نے اژدھا بننا چھوڑ دیا - کیونکہ عصا جب تک موسیٰؑ کے ہاتھ میں تھا اس میں اژدھا بننے کی تاثیر موجود رہی - لیکن موسیٰؑ کی وفات کے بعد وہ تاثیر ختم ہو گئی - حضرت سلیمانؑ کا قالین ہوا کے دوش پر اُڑتا تھا - لیکن جب حضرت سلیمانؑ وفات پا گئے تو ان کا وہ قالین ہوا پر اڑنے کے قابل

Marfat.com

نہ رہا - مطلب یہ ہوا کہ صاحب معجزہ نہ ہو تو معجزہ کام کرنا چھوڑ دیتا ہے اور یہی بات آگے بڑھایئے تو یہ بات بھی درست ہو گی کہ اس نبی کی شریعت بھی دوسرے نبی کے آنے سے ختم ہو جاتی ہے.

آنحضورؐ کی شریعت چونکہ تا قیامت چلنا تھی اور خاتم النبیین ہونے کی وجہ سے اور نبی نہیں آنا تھا نہ کوئی نئی شریعت رائج ہونا تھی - اسلئے قرآن کا دستور قیامت تک کے لئے محفوظ کر دیا گیا اور اسکی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمہ لیا اور اسکو لاکھوں انسانوں کے سینوں میں محفوظ کر دیا - یہ بھی اعجاز قرآن ہے کہ اتنی بڑی کتاب چھوٹے چھوٹے بچوں کے سینوں میں محفوظ کر دی گئی کوئی دوسری کتاب دنیا میں ایسی نہیں جو لوگوں کے سینوں میں محفوظ ہو سکے.

قرآن کے دستور کا تا قیامت قائم رہنا اس بات کی پختہ دلیل ہے کہ صاحب معجزہ آنحضورؐ جس پر یہ کتاب نازل کی گئی ہے اسکی رسالت تا قیامت قائم و دائم رہے گی اور کوئی جعلی نبی اس وراثت کا حصہ دار نہ بن سکے گا.

یہ قرآن پاک کا وہ معجزہ ہے جو آپکی وفات کے بعد بھی کام کر رہا ہے اور یہ عقل کے اندھوں کو بتا رہا ہے کہ صاحب معجزہ کی رسالت موجود ہے - کیونکہ نہ یہ کتاب نسخ ہو گی اور نہ آپکی رسالت.

اب ہم احادیث مقدسہ سے یہ بات ثابت کریں گے کہ آنحضورؐ خاتم النبیین ہیں

احادیث کی رو سے ختم نبوت

ا- قصر نبوت کی آخری اینٹ

"میں نبوت کے عمل کی آخری اینٹ ہوں اور میں ہی نبیوں کو ختم کرنے والا ہوں".

(بخاری، مسلم، مشکواۃ)

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے - بخاری اور مسلم میں کہ آنحضورؐ نے فرمایا کہ میری اور انبیا کی مثال یوں ہے کہ ایک عالیشان عمارت میں ایک اینٹ کی کمی تھی اور وہ میں ہوں جس نے اس خلا کو پر کیا".

Marfat.com

۲- جھوٹے مدعیان نبوت

ابو داؤد اور ترمذی میں روایت ہے حضرت ثوبانؓ سے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا "میری امت میں تیس جھوٹے پیدا ہوں گے - سب یہ خیال کریں گے کہ وہ اللہ کے نبی ہیں - حالانکہ مجھ پر نبوت کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے - میرے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا"۔

۳- آنحضرتؐ عاقب

میرے کئی نام ہیں - میں محمد ہوں' احمد ہوں ...... اور میں عاقب بھی ہوں - عاقب وہ ہوتا ہے جس کے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہوتا۔ (بخاری و مسلم)

۴- ختم نبوت کی خوبی

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے - آنحضرتؐ نے فرمایا چھ باتوں میں مجھے تمام انبیاء پر فضیلت بخشی گئی ہے - اور وہ چھٹی خوبی یہ ہے کہ مجھ پر انبیاء کا سلسلہ ختم کر دیا گیا ہے۔

۵- نبوت و رسالت ختم

نبوت و رسالت کا سلسلہ منقطع ہو گیا - پس اب میرے بعد نہ کوئی رسول پیدا ہوگا نہ نبی (ترمذی - مسند احمد)

۶- آنحضرتؐ مقفّیٰ

ابو موسیٰؓ اشعری سے روایت ہے آنحضرتؐ نے ہمیں اپنے نام گن گن کر بتائے - آپ نے فرمایا - میں محمد ہوں' میں احمد ہوں اور مقفی "یعنی آخری ہوں"۔ (مسلم شریف)

۷- آخری نبی اور آخری امت

ابو امامہؓ باہلی سے روایت ہے آپ نے فرمایا .... میں تو انبیاء کے آخر میں آیا ہوں اور تم وہ ہو جو سب امتوں سے آخر میں ہو۔ (ابن ماجہ)

۸- ضحاکؓ بن نوفل سے روایت ہے انہوں نے کہا - آنحضرتؐ کا ارشاد ہے کہ میرے بعد کوئی نبی پیدا نہیں ہو گا اور میری امت کے بعد کوئی (نئی) امت نہیں ہو پائے گی ۔ (بیہقی)

۹- میں تو انبیاء کے آخر میں رسول اور میری مسجد آخری مسجد ہے (جو مسجد نبوی کے نام سے پکاری جائے گی)۔ (مسلم)

۱۰- قیامت اور میرے درمیان کوئی نبی حائل نہیں ۔

حضرت انسؓ سے مروی ہے کہ آنحضرتؐ نے فرمایا - میں اور قیامت یوں اتصال رکھتے ہیں جس طرح یہ دو انگلیاں (یعنی بیچ کی اور شہادت کی)۔ (بخاری)

۱۱- جیسے تمہارا باپ ایک اسی طرح پیغمبر ایک

اے لوگو تمہارا رب ایک ہے، تمہارا باپ ایک ہے، تمہارا دین ایک ہے اور پیغمبر بھی ایک (کیونکہ میرے بعد اور کوئی نبی نہیں)۔ (کنزالعمال)

۱۲- ختم نبوت کا منصب

عرباضؓ بن ساریہ سے روایت ہے آنحضرتؐ نے فرمایا میرا خاتم النبیین ہونا تو اس وقت سے طے ہے جب آدمؑ کی مٹی ابھی گوندھی جا رہی تھی ۔ (مشکواۃ)

۱۳- پہلے آدم آخری آنحضرتؐ

حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے آنحضرتؐ نے فرمایا - اے ابوذر سب سے پہلے نبی تو آدمؑ ہیں اور آخری محمدؐ ۔ (صحیح بخاری)

مندرجہ بالا تمام احادیث مقدسہ ثقہ احادیث سے لی گئی ہیں جن پر ہر مسلمان کو پورا یقین ہے - شیخ عبدالماجد اور شیخ اعجاز صاحب آپ غور کریں اگر آپ اصرار کرتے ہیں کہ آپ مسلمان ہیں تو کیا آیات قرآنی اور مندرجہ بالا احادیث اس قابل نہیں کہ ان پر یقین کیا جائے جن پر جمہور مسلمانان عالم کا یقین ہے - اگر آپ یقین کر لیں تو آپ مسلمان ہیں اور جھگڑا ختم ہو جاتا ہے لیکن اگر آپ یقین نہ کریں تو پھر آپ مسلمان نہیں ہیں بلکہ ایک الگ گروہ ہیں - اور اگر یہی بات ہے تو پھر علامہ اقبال نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی جو تجویز پیش

Marfat.com

کی تھی اور جس تجویز پر جناب ذوالفقار علی بھٹو کی حکومت کے دور میں ۱۹۷۴ء میں عمل در آمد ہو گیا اور قادیانیوں کو انکے حسب منشا غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا گیا تو اب واویلا کیا ہے - کیوں علامہ اقبال پر انہونے الزامات لگائے جا رہے ہیں - انہوں نے بات تو ٹھیک کی تھی کہ جب آپ سب معاملات میں مسلمانوں کے عقیدے کے خلاف ہیں تو پھر اپنے آپ کو صرف سیاسی مفاد حاصل کرنے کیلئے کیوں مسلمان کہلانے پر اصرار کر رہے ہیں - مسلمان آنحضورؐ کی سنت کے پیروکار اور آپ اپنے مرزا قادیانی کے سلسلہ احمدیہ کے حواری - آپ کی اور ہماری کیسے بن سکتی ہے - آپ نئے نبی اور نئی شریعت کے پیروکار اور ہم آنحضورؐ خاتم النبیین کی آخری امت - خدا را غور کریں اور اللہ تعالیٰ آپ پر فضل و کرم کرے اور آپ دین فطرت کی طرف لوٹ آئیں ہم آپ کو سینے سے لگائیں گے - قرآنی آیات سورۂ احزاب، سورۂ سبا اور سورۂ مائدہ میں آپ کا خاتم النبیین ہونا اور ساری مخلوق کا نبی ہونا بتایا گیا ہے - کم از کم قرآن پر ہی یقین کر لیں۔

یہ بڑی حیرانی کی بات ہے اور مضحکہ خیز بھی کہ ختم نبوت ایک ایسی حقیقت ہے جس کی قرآن مجید میں وضاحت ہے اور احادیث شریف میں صراحت ہے - پھر ہم ان دو کے ہوتے ہوئے متعین راہوں سے ہٹ کر کم فہم لوگوں کے مفروضے، غلط دلیلوں اور تاویلات کو درخور اعتنا کیوں خیال کریں - جب عربی لغت میں خاتم کا معنی کہیں بھی تصدیق کرنے ولی مہر کے نہیں ہیں قرآن شریف کی کسی آیت میں ختم کے معنی سوائے بند کرنے اور ختم کرنے کے نہیں ہیں - احادیث میں صراحت سے بتایا گیا ہے کہ آنحضورؐ آخری نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا - آئے گا تو وہ کاذب ہو گا - تو پھر مسلمان ہونے کے ناطے سے نہ قرآن پر اعتبار نہ احادیث مقدسہ پر اعتقاد اور نہ ہی عربی زبان کے ماہروں کی بتائی ہوئی عربی لغت پر ختم کے معنی پر اعتبار - آخر مفروضے، تاویلات اور قیاس آرائیاں کر کے کب تک لوگوں کو بیوقوف بنایا جائیگا - قادیانیت کا طلسم ٹوٹ تو گیا لیکن اب "نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن" والی بات ہے - قادیانی اپنے زخم چاٹ رہے ہیں اور ڈاکٹر محمد اقبال جس نے ان کے عقائد کو طشت از بام کر کے غیر مسلم اقلیت میں دھکیل دیا اب اقبال دشمنی پر اتر آئے ہیں - اقبال کو اپنا ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن اپنا مانتے نہیں ہیں - اپنے آپ کو مسلمانوں میں ملانے کی کوشش کرتے ہیں سیاسی اغراض کیلئے لیکن اپنے مذہبی منشور کے لحاظ سے جگہ جگہ مسلمانوں سے نفرت کا اظہار

Marfat.com

کرتے ہیں - تدریجی نبوت کے سلسلہ میں کئی فریب اور چالوں سے کام لیتے ہیں - نبوت تک پہنچنے کیلئے مختلف سیڑھیاں استعمال کرتے ہیں - لیکن ہر سیڑھی سے پھسل کر نیچے آن گرتے ہیں - پھر نئی سیڑھی لگاتے ہیں - کبھی نبوت کا لفظ کاٹتے ہیں اور کبھی ظلی' بروزی اور امتی نبی کو سامنے لاتے ہیں - پھر محدث اور آخرکار نئی نبوت اور نئی امت برتر نبوت کا دعویٰ بھی کرتے ہیں اور آنحضورؐ کے امتی اور مسلمان ہونے پر بھی مصر ہیں - اللہ تعالیٰ ان پاگلوں کے حال پر رحم فرمائیں.

عقیدۂ ختم نبوت

مسلمانوں کا یہ راسخ عقیدہ ہے کہ وحی کا دروازہ ہمیشہ ہمیشہ کیلئے بند ہو چکا ہے - دینی اقدار معین ہو چکی ہیں - توحید کے متعلق پوری طرح قرآن اور حدیث میں آیات اور تشریحات کے ذریعہ انسان کو روشناس کرایا جا چکا ہے - معاشرت' سیاست اور اقتصادیات کے مرتب اصول بیان کئے جا چکے ہیں - سماجی' ثقافتی' عمرانی نظریات' عبادات' اخلاقیات' معاملات اور اوامر و نہی کے تمام احکامات انسانوں کو بتا دئے گئے ہیں - غرض یہ ہے کہ دینی و دنیاوی کوئی ایسا شعبہ نہیں جو تشنۂ تکمیل ہو - قیامت تک کا دستورالعمل قرآن مجید کی شکل میں عطا کر دیا گیا - احادیث کا ذخیرہ انسانوں کی رہبری کیلئے تا قیامت مرتبہ شکل میں اس دنیا میں موجود ہے - توحید' شرک' بدعت' ماں' باپ اور ہمسایوں کے حقوق واضح کر دئے گئے - آنحضورؐ کی ذات بابرکات کو ایک کامل انسان کی شکل میں بطور نمونہ پیش کر دیا گیا - آپ کی زندگی کا ایک ایک لمحہ آنے والوں کیلئے محفوظ کر دیا گیا.

جب یہ تمام کام ہو چکے تو پھر نئی نبوت کا اجرا آخر کیوں ہو - ایک قرآن ایک نبی اور حدیث انسانوں کی فلاح و بہبود کیلئے کافی ہے - نئی شریعت اور نیا کاذب نبی ایک نئی امت کو جنم دے گا جو مسلمان نہیں کہلا سکتی اور نہ اسلام کی پیروکار - وہ قوم جسے خود قادیانی کہتے ہیں فرقہ قادیانیہ یا سلسلۂ احمدیہ کی نئی امت ہو گی - آنحضورؐ یا اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہ ہو گا اور نہ ہی وہ مسلمان کہلانے کے حقدار ہوں گے - کوئی اور نئی نبوت علامہ اقبال کے خیال کے مطابق "شرک فی النبوت" ہو گی - اور اس نبوت کو ماننے والے دائرہ اسلام سے خارج تصور کئے جائیں گے اور وہ غیر مسلم اقلیت ہونگے مسلمان ہونے کے دعویدار نہیں ہو سکتے - کیوں کہ

یہ ایک مسلمہ عقیدہ خاتم الانبیاء سے بغاوت ہے اور آنحضورؐ کی ختم نبوت کا انکاری کفر کا مرتکب ہے - اگر مسلمان ہوتے ہوئے انکاری ہے تو مرتد بھی ہے ۔

علامہ اقبال کے نزدیک اسلامی وحدت دو چیزوں سے عبارت ہے ۔

① توحید

② ختم نبوت

ان کے قول کے مطابق

"دراصل عقیدہ ختم نبوت ہی وہ حقیقت ہے جو مسلم اور غیر مسلم کے درمیان وجۂ امتیاز ہے اور اس امر کے لئے فیصلہ کن کہ (فلاں) فرد یا گروہ ملت اسلامیہ میں شامل ہے یا نہیں ؟" (حرف اقبال ص ۱۲۷ لطیف شیروانی)

علامہ اقبال کا ختم نبوت کے متعلق قول فیصل ملاحظہ ہو ۔

"ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص بعد اسلام اگر یہ دعویٰ کرے کہ مجھے الہام وغیرہ ہوتا ہے اور میری جماعت میں داخل نہ ہونے والا کافر ہے تو وہ شخص کاذب ہے اور واجب القتل - مسیلمہ کذاب کو اسی بنا پر قتل کیا گیا، حالانکہ جیسا طبری لکھتا ہے - وہ حضورؐ رسالتماب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت کا مصدّق تھا اور اس کی اذان میں حضورؐ کی نبوت کی تصدیق تھی"۔ (اقبال اور قادیانی - نعیم آسی ص ۷۳)

دیکھ لیں علامہ اقبال عقیدۂ ختم نبوت میں کس قدر واضح اور شفاف خیالات کے حامل ہیں ۔

پانچواں باب

احمدیت اور انگریز حکمران

شیخ عبدالماجد نے اپنی کتاب "اقبال اور احمدیت" کے باب نمبر ۳ اور باب نمبر ۴ "احمدیت اور انگریز حکمران" "علامہ اقبال اور انگریز حکمران" کے عنوانات سے باندھے ہیں - جس میں علامہ اقبال پر یہ الزامات لگائے گئے ہیں کہ وہ اور دیگر مسلمان انگریزوں کی حاشیہ برداری کرتے رہے اور قادیانی انگریز کی مخالفت کرتے رہے - باب نمبر ۳ میں تقریباً ۸۰ فیصد حوالہ جات قادیانیوں نے اپنے اخبارات اور کتب سے دئے ہیں جو سب خود ساختہ ہیں اور درخوراعتنا نہیں ہیں - ہم جو حوالہ دیں گے قادیانیوں کی کتب سے اپنی کتب سے نہیں دیں گے تاکہ ان کو انکار کی گنجائش نہ رہے اور کسی ثبوت کی مزید ضرورت محسوس نہ ہو۔

ایک اقتباس ملاحظہ فرماویں

"اے حضرات مولوی صاحبان! جبکہ عام طور پر قرآن شریف سے مسیح کی وفات ثابت ہو گئی ہے .... تو آپ لوگ (عیسائیوں کی حمایت کی خاطر - ناقل) ناحق کی ضد کیوں کرتے ہو - کہیں عیسائیوں کے خدا کو مرنے دو - کب تک اس کو حیی لا یموت کہتے جاؤ گے - کچھ انتہا بھی ہے"

(ازالۂ اوہام ص ۴۶۹)

(اقتباس اقبال اور احمدیت ص ۹۱)

قرآن سے مسیح کی وفات کہاں سے ثابت کر دی - آج تک کوئی مسلمان اس کی تشریح تو ایسی نہیں کر سکا جس سے ثابت ہو کہ حضرت عیسیٰ وفات پا گئے ہیں بلکہ قرآن شریف میں بالصراحت یہ لکھا ہوا ہے کہ "نہ ان کو قتل کیا گیا اور نہ سولی چڑھائے گئے بلکہ ان کو آسمانوں کی طرف اٹھا لیا گیا"- ثابت کریں کہ اس سے وفات مسیح کہاں سے ظاہر ہوتی ہے - قرآن کی تشریح اپنی تاویلات سے نہ کریں دوسری بات یہ کہ کب مسلمانوں نے یا قرآن نے عیسیٰ کو حیی لا یموت کہا - وہ تو ایک معین وقت تک ان کو آسمانوں پر رکھا گیا ہے - وہ چونکہ وفات نہیں پا چکے اس لئے دنیا میں دوبارہ تشریف لاویں گے ۴۵ برس تک زندہ رہیں گے پھر وفات پائیں گے اور اللہ تعالیٰ کا حکم ان پر "کل نفس ذائقتہ الموت" وارد ہو گا - لہٰذا وہ مسلمانوں کے عقیدے کے مطابق وفات پائیں گے اس لے حیی لا یموت کہاں ٹھہرے - بغیر تصدیق کے ایسے ٹاک

Marfat.com

نوئیاں نہ ماریں .

دوسرا اقتباس ملاحظہ کریں

"اکثر کہا جاتا ہے کہ احمدی ہندوستان میں انگریزی مفادات کے محافظ تھے".

(اقبال اور احمدیت - عبدالماجد ص ۹۱)

مندرجہ بالا بیان کی نفی میں شیخ عبدالماجد نے خوب خامہ فرسائی کی لیکن ہم صرف شیخ صاحب موصوف کو ان کی اپنی کتب سے حوالہ جات پیش کر کے یہ ثابت کر دیں گے کہ وہ انگریزی مفادات کا تحفظ کرتے تھے .

مرزا قادیانی کا بیان ملاحظہ فرماویں

"انہوں نے خود کہا کہ جو کچھ انہوں نے رد جہاد اور اطاعت حکومت برطانیہ کے سلسلہ میں لکھا ہے - اگر اسے یک جا کر دیا جائے تو اس سے پچاس الماریاں بھر جائیں".

(تریاق القلوب ص ۱۵ مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

۱۰ دسمبر ۱۸۹۴ء کو ایک اشتہار مرزا قادیانی نے شائع کیا - جس کا عنوان تھا "اشتہار لائق توجہ گورنمنٹ جو جناب ملکہ معظمہ قیصرہ ہند اور جناب گورنر جنرل ہند اور لیفٹیننٹ گورنر پنجاب اور دیگر معزز حکام کے ملاحظہ کیلئے شائع کیا گیا - اس میں انہوں نے لکھا

"میں نے برابر سولہ برس سے یہ اپنے پر حق واجب ٹھہرا لیا کہ قوم کو اس گورنمنٹ کی خیر خواہی کی طرف بلاؤں اور ان کو سچی اطاعت کی طرف ترغیب دوں - چنانچہ میں نے اس مقصد کے انجام کیلئے اپنی ہر ایک تالیف میں یہ لکھنا شروع کیا کہ اس گورنمنٹ کے ساتھ مسلمانوں کو جہاد درست نہیں".

دوسری جگہ یہ بیان دیا

"میں نے خدا تعالیٰ سے یہ عہد کیا ہے کہ کوئی مبسوط کتاب بغیر اس کے تالیف نہیں کروں گا جو اس میں احسانات قیصرہ کا ذکر نہ ہو". (نورالحق حصہ اول ص ۲۸)

آیت "اولی الامر منکم" کی مرزا صاحب یوں تشریح کرتے ہیں

"اولی الامر سے مراد جسمانی طور پر بادشاہ اور روحانی طور پر امام الزماں ہے اور جسمانی طور پر جو شخص ہمارے مقاصد کا مخالف نہ ہو اور اس سے مذہبی فائدہ ہمیں حاصل ہو سکے وہ ہم میں سے ہے - اس لئے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے

Marfat.com

اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے انکے مطیع رہیں "۔(ضرورت الامام ص ۲۳)

یہاں پر ملاحظہ کریں کہ مرزا صاحب قادیانیوں کو کفار کی اطاعت کرنا فرض قرار دے رہے ہیں۔

جب مسلمانوں نے مرزا قادیانی کا محاسبہ کیا اور ان کے دعاوی اور خیالات کی مخالفت کی تو انہوں نے گورنمنٹ کے آگے یہ درخواست کی۔

"میں اس گورنمنٹ محسنہ کے زیر سایہ ہر طرح سے خوش ہوں - صرف ایک رنج اور درد اور غم ہر وقت مجھے لاحق ہے جس کا استغاثہ پیش کرنے کیلئے اپنی محسن گورنمنٹ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اور وہ یہ کہ اس ملک کے مولوی مسلمان اور ان کی جماعتوں کے لوگ حد سے زیادہ مجھے ستاتے اور دکھ دیتے ہیں"۔ (مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہشتم ص ۵۳)

خود کاشتہ پودا

اس کے بعد دیکھئے یہی بات جھوٹے انسان کے منہ سے نکل رہی ہے اور وہ یہ کہ "ہم جو آپ کو مدد کیلئے پکارتے ہیں تو کچھ اپنی حفاظت کیلئے نہیں - یہ اس پودے کی حفاظت کیلئے ہے جو خود آپ کے اپنے ہاتھوں کا لگایا ہوا ہے - آپ نے پہلے ہمارے خاندان کی پرورش اور حفاظت کی اور اب آپ میری اور میری تحریک کی حفاظت فرما رہے ہیں .... یہ آپ کی ذمہ داری تھی کیونکہ یہ تحریک آپ ہی کی تو پیدا کردہ ہے"۔

(مورخہ ۲۴ فروری ۱۸۹۸ء کو اس کے متعلق درخواست دی"

دیکھ لیا جناب عالی! کس طرح خود اپنی زبانی مرزا قادیانی انگریزوں کو اپنا اور اپنی تحریک نبوت کا بانی تسلیم کر رہا ہے - ایسی بھی نبوت ہوتی ہے جو کافروں سے اپنے بچاؤ کیلئے مدد طلب کرے - نبی تو کفر کو مٹاتا ہے اور کفار کے آگے کبھی نہیں جھکتا بلکہ اسکا کام ایسے کافروں کو سرنگوں کرنا ہوتا ہے - یہ کیسا نبی ہے کہ کفار سے اپنی جان کی امان طلب کر رہا ہے اور انکے آگے دریوزہ گری کر رہا ہے - خدائے تعالیٰ ایسی نبوت سے جو کافروں کے صدقے بھیک میں ملی ہو ہر مسلمان کو محفوظ و مامون رکھے۔

مرزا قادیانی کا ایک اور بیان ملاحظہ کریں

"مجھ سے سرکار انگریزی کے حق میں جو خدمت ہوئی وہ یہ تھی کہ میں نے پچاس ہزار

Marfat.com

کے قریب کتابیں اور رسائل اور اشتہارات چھپوا کر اس ملک اور نیز دوسرے بلاد اسلام میں اس مضمون کے شائع کئے کہ گورنمنٹ انگریزی ہم مسلمانوں کی محسن ہے لہٰذا ہر ایک مسلمان کا یہ فرض ہونا چاہیئے کہ اس گورنمنٹ کی سچی اطاعت کرے اور دل سے اس دولت کا شکر گزار اور دعاگو رہے"۔

(ستارۂ قیصر ص ۷۰ - غلام احمد قادیانی)

دیکھ لیں صاحب "مان نہ مان میں تیرا مہمان" والی بات ہے - جماعت احمدیہ کا بانی بیان خود دے رہا ہے - اسے چاہیئے تھا کہ وہ لکھتا کہ تمام قادیانی مندرجہ بالا تحریر کے پابند رہیں - اسے یہ حق کس نے دیا کہ بیان خود دے رہا ہے اور اس کے عہد کی پابندی جمہور مسلمانوں کے سر ڈال رہا ہے - شاید انہی اپنے خیالات کی روشنی میں مرزا قادیانی سمجھ رہا ہے کہ مسلمان سرکار انگریزی کے خیرخواہ اور اطاعت گزار تھے - ایک طرف تو مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ مسلمان انگریزوں کے مفادات کا تحفظ کرتے تھے اور قادیانی نہیں - لیکن قادیانی اپنے پلیٹ فارم سے انگریزوں کے تحفظ کا ہی صرف دم نہیں بھرتا بلکہ اس سے اپنے لئے تحفظ فراہم کرنے کی بھی درخواست کر رہا ہے - لیکن جائے افسوس ہے کہ الزام لگاتے وقت تو مسلمانوں کو قادیانیوں سے جدا کر دیتا ہے لیکن جب خود انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہے اور انگریزوں سے اپنے لئے تحفظ کی درخواست بھی کرتا ہے اور پھر جب انگریز کی اطاعت گزاری کا اعلان کرتا ہے تو پھر یہ نہیں لکھتا کہ قادیانی جو آپ کا خود کاشتہ پودا ہے وہ آپکے سچے اطاعت گزار رہیں گے بلکہ تمام مسلمانوں کی طرف سے اپنے آپ کو نمائندہ بنا کر جمہور مسلمانوں پر انگریزوں کی اطاعت کرنا مسلط کر دیتا ہے - خداوند تعالیٰ اس دجل سے مسلمانان عالم کو بچائے کیونکہ اس میں ان کا کوئی قصور نہیں ہے۔

مرزا قادیانی کا اپنا بیان

"اور میرا باپ اسی طرح خدمات میں مشغول رہا یہاں تک کہ پیرانہ سالی تک پہنچ گیا اور سفر آخرت کا وقت آگیا اور اگر ہم اس کی تمام خدمات لکھنا چاہیں تو اس جگہ سما نہ سکیں اور ہم لکھنے سے عاجز رہ جائیں - پس خلاصہ کلام یہ ہے کہ میرا باپ سرکار انگریزی کے مراحم کا ہمیشہ امیدوار رہا او عندالضرورت خدمتیں بجا لاتا رہا یہاں تک کہ سرکار انگریز نے اپنی خوشنودی کی چٹھیات سے اس کو معزز کیا اور ہر ایک وقت اپنی عطاؤں کے ساتھ اس کو خاص فرمایا اور اس کی غمخواری فرمائی اور اس کی رعایت رکھی اور اسکو اپنے خیر خواہوں میں سے سمجھا - پھر جب میرا

باپ فوت ہو گیا تب ان خصلتوں میں اس کا قائم مقام میرا بھائی ہوا جس کا نام مرزا غلام قادر تھا اور سرکار انگریزی کی عنایات ایسی ہی اس کے شامل حال ہو گئیں جیسی کہ میرے باپ کے شامل حال تھیں اور میرا بھائی چند سال بعد اپنے والد کے فوت ہو گیا پھر ان دونوں کی وفات کے بعد میں ان کے نقش قدم پر چلا اور ان کی سیرتوں کی پیروی کی "۔

(نورالحق حصہ اول ص ۲۸ مصنفہ مرزا قادیانی)

پنجاب کے فنانشل کمشنر نے مرزا قادیانی کے باپ کے فوت ہونے کے بعد اسکے بڑے بھائی غلام قادر کے پاس ۱۹ جون ۱۸۷۶ء کو جو مراسلہ بھیجا اس کا اردو ترجمہ یوں ہے ۔

"مرزا غلام مرتضیٰ سرکار انگریز کا اچھا خیر خواہ اور وفادار رئیس تھا ۔ آپکے خاندان کی خدمات کو مد نظر رکھتے ہوئے ہم آپکی بھی تمہارے وفادار باپ کی طرح عزت کریں گے اور اچھا موقع نکلنے پر تمہارے خاندان کی بھلائی کا خیال رہے گا "۔ (المرقوم ۲۹ جنوری ۱۸۷۶ءالکتاب البریہ)

پھر مرزا قادیانی کا ایک اور بیان

"ہمارا جانثار خاندان سرکار دولت مدار (سلطنت انگلشیہ) کا خود کاشتہ پودا ہے ۔ ہم نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنا خون بہانے اور جان دینے سے بھی کبھی دریغ نہیں کیا "۔

(تبلیغ رسالت جلد ہفتم)

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں ہندوستان کے مسلمانوں نے اپنی جانیں قربان کیں ۔ بہت سے جیلوں میں ٹھونس دیئے گئے اور بہت سے لوگوں کو پھانسیاں دی گئیں ۔ لیکن قادیانی فرنگی پالتو کا یہ بیان شائع ہوا "ان لوگوں نے چوروں' قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ شروع کر دیا "۔ (ازالہ ص ۷۲۴ مصنفہ مرزا قادیانی)

راجپال کا قتل اور احمدی

۱۹۲۹ء میں جب "رنگیلا رسول" کے مصنف راجپال نے آنحضورؐ کی شان میں گستاخی کی ۔ علم الدین شہید نے موذی راجپال کو خنجر مار کر جہنم واصل کر دیا اور خود ہنسی خوشی موت کو لبیک کہا اور پھانسی چڑھ گیا ۔ لیکن قادیانی جماعت نے اپنی خباثت قلبی اور مسلم دشمنی کا یہ ثبوت فراہم کیا ۔

"وہ بھی کیسا نبی ہے جس کی عزت بچانے کیلئے خون سے ہاتھ رنگنے پڑیں ۔ وہ لوگ جو

قانون کو ہاتھ میں لیتے ہیں وہ مجرم ہیں اور اپنی قوم کے دشمن ہیں اور جو ان کی پیٹھ ٹھونکتا ہے وہ بھی قوم کا دشمن ہے "۔ (قادیانی اخبار الفضل ۱۹ اپریل ۱۹۲۹ء)

"قادیانی جماعت نے لارڈ ہارڈنگ کو اپنے ایڈریس میں بھی اپنی جنگی خدمات کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ "کابل سے جنگ میں ہماری جماعت نے علاوہ ہر قسم کی مدد کے ایک ڈبل کمپنی اور ایک ہزار افراد کے نام بھرتی کیلئے پیش کئے اور ہمارے موجودہ امام کے چھوٹے بھائی چھ ماہ تک ٹرانسپورٹ کور میں رضاکارانہ کام کرتے رہے "۔ (بیان مرزا محمد احمد الفضل ۴ جولائی ۱۹۳۱ء)

(قادیانیت - محمد طاہر رزاق ص ۲۲۴)

شیخ عبدالماجد کہتا ہے کہ مرزا قادیانی انگریزوں کا دشمن تھا - ذرا مرزا قادیانی خود کیا کہتا ہے ملاحظہ ہو "خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت کو بنا دیا ہے - یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مکہ مکرمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں "۔ (تریاق القلوب ص ۲۶ مصنف مرزا قادیانی)

"اس لئے میری نصیحت اپنی جماعت کو یہی ہے کہ وہ انگریزوں کی بادشاہت کو اپنے اولی الامر میں داخل کریں اور دل کی سچائی سے ان کے مطیع رہیں "۔

(ضرورت الامام ص ۲۳ - مرزا قادیانی)

"گورنمنٹ برطانیہ کے ہم پر بڑے احسان ہیں اور ہم بڑے آرام اور اطمینان سے زندگی بسر کرتے اور مقاصد کو پورا کرتے ہیں .... اور اگر دوسرے ممالک میں تبلیغ کے لئے جائیں تو وہاں بھی برٹش گورنمنٹ ہماری مدد کرتی ہے "۔ (برکات خلافت ص ۶۵)

شیخ صاحب کم از کم لکھتے وقت مرزا قادیانی کی اپنی تحریریں تو پڑھ لیتے تاکہ خفت نہ اٹھانی پڑتی - مزید ملاحظہ ہو

"پس میں یہ دعویٰ کر سکتا ہوں کہ میں ان خدمات میں یکتا ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں ان تائیدات میں یگانہ ہوں اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں اس گورنمنٹ کیلئے بطور ایک تعویز کے ہوں - بطور ایک پناہ کے ہوں جو آفتوں سے بچاوے "۔

(نورالحق ص ۳۳ - مرزا قادیانی)

Marfat.com

''اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام' خدا اور رسولؐ سے سرکشی کرتے ہیں'' (رسالہ بعنوان گورنمنٹ کی توجہ کے لائق مصنفہ مرزا قادیانی)

میں گورنمنٹ (برطانیہ) کی پولیٹیکل خدمت و حمایت کیلئے ایسی جماعت تیار کر رہا ہوں جو آڑے وقت میں گورنمنٹ کے مخالفوں کے مقابلے میں نکلے گی''۔

(الہامی قاتل نمبر۱ جلد نمبر۱۸ ص ۵)

''میں اپنے کام کو نہ مکہ میں اچھی طرح چلا سکتا ہوں نہ مدینہ میں نہ روم میں نہ شام میں نہ ایران میں نہ کابل میں مگر اس گورنمنٹ میں جس کے اقبال کے لئے دعا کرتا ہوں''۔

(اشتہار مرزا قادیانی ۲۲ مارچ ۱۸۹۷ء)

چونکہ عملی طور پر قادیانی جمہور مسلمانوں سے کٹ چکے تھے اور انہیں پتہ تھا کہ اب مسلمان انکے مزید دھوکے میں نہ آئیں گے اور اندر سے وہ بھی اس بات کو جان گئے تھے لہٰذا انکے اپنے بیان کی روشنی میں ایسا ہی بیان دوسری جگہ ملاحظہ کریں

''میں اپنے کام کو نہ تو مکہ میں رہ کر جاری رکھ سکتا ہوں نہ مدینہ میں' نہ روم میں' نہ ایران میں اور نہ ہی کابل میں رہ کر۔ میں تو ہندوستان میں انگریزی راج کے دوام کا دعاگو ہوں''

بتایئے اس کے بعد اور ثبوت کی کیا ضرورت رہ جاتی ہے۔ شیخ عبدالماجد کے قادیانی مرزا غلام احمد خود فرما رہے ہیں ہ نہ مکہ اور نہ مدینہ میں ان کا (مکروہ) دھندا چل سکتا ہے۔ بلکہ صرف انگریزی سرکار کے زیر سایہ وہ اپنے خودساختہ دین کی تبلیغ کر سکتے ہیں۔ جن کا دین مکہ اور مدینہ والے قبول نہ کریں۔ غیور کابل کے پٹھان جن کو گردن زدنی قرار دیں وہ کس برتے پر مسلمان کہلانے کے حقدار ہیں اور وہ یہ کیسے کہہ سکتے ہیں کہ انہوں نے تحریک پاکستان میں پاکستان حاصل کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔

آگے چل کر مرزا غلام قادیانی کے اپنے الفاظ سنیے

''یہ تو سوچو اگر تم اس گورنمنٹ کے سائے سے باہر نکل جاؤ تو پھر تمہارا ٹھکانہ کہاں ہے ہر ایک اسلامی سلطنت تمہیں قتل کرنے کیلئے دانت پیس رہی ہے کیونکہ ان کی نگاہ میں تم کافر اور مرتد ٹھہر چکے ہو''۔ (تبلیغ رسالت جلد دھم ص ۱۳۲ مصنفہ مرزا قادیانی)

دیکھا حضرت خود اقرار کر رہے ہیں کہ تمام اسلامی سلطنتیں قادیانیوں کو کافر اور مرتد خیال کرتی ہیں۔ جب یہی بات ہے تو قادیانی کس بل بوتے پر یہ کہتے ہیں کہ وہ مسلمان ہیں اور جمہور

مسلمان کافر ہیں - "آپ خود اپنی اداؤں پہ ذرا غور کریں"۔

دل سے قادیانی سمجھتے ہیں کہ وہ مسلمانوں میں سے نہیں ہیں لیکن زبانی طور پر اپنے آپ کو سیاسی مفادات حاصل کرنے کیلئے مسلمان گنواتے ہیں - قادیانی انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہیں اور یہ گورنمنٹ برطانیہ کے حاشیہ بردار اور فرمانبردار رہے - اگر سلطنت برطانیہ کی آشیرباد انہیں حاصل نہ ہوتی تو یہ جماعت کبھی ایسی جرات نہ کرتی - انگریز چونکہ مسلمان کا ازلی دشمن تھا - اس نے قادیانیت کا وار کر کے مسلمانوں کو گھائل کرنے کی کوشش کی اور اس کفر کو مذہبی آزادی یا رواداری کا نام دے دیا ۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا ایک اور بیان

"سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں یہی ہے کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں اور دوسرے اس سلطنت کی جس نے (حق قائم کیا ہو جس نے ظالموں (یعنی مسلمانوں کے ہاتھ سے اپنے سائے میں ہمیں پناہ دی ہو) سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے"۔ (ضمیمہ شہادت القرآن ص ۳ مرزا غلام احمد)

بیان ملاحظہ کریں

"میں زور سے کہتا ہوں اور میں دعویٰ سے گورنمنٹ کی خدمت میں اعلان دیتا ہوں کہ باعتبار مذہبی اصول کے مسلمانوں کے تمام فرقوں میں سے گورنمنٹ کا اول درجے کا وفادار اور جاں نثار یہی نیا فرقہ ہے"۔ (تبلیغ رسالت ص ۱۳)

ملاحظہ کریں شیخ عبدالماجد کہتا ہے کہ قادیانی انگریزوں کے خلاف تھے اور علامہ اقبال انگریزوں کی مدح سرائی کرتا تھا - لیکن شیخ صاحب اپنی عینک کا زاویہ درست کر کے اپنے خود ساختہ نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے بیانات پڑھیں اور پھر بتائیں کہ مرزا صاحب مندرجہ بالا بیانات جھوٹے دے رہے ہیں یا شیخ عبدالماجد ۔

دوسری بات جو مندرجہ بیان سے مترشح ہے وہ یہ ہے کہ مرزا غلام احمد اپنے فرقہ کو مسلمانوں کے گروہ سے الگ کر رہا ہے اور اسے نیا فرقہ لکھ رہا ہے پھر شیخ عبدالماجد کیوں اس بات پر مصر ہیں کہ قادیانیوں کو مسلمان گردانا جائے اور انہیں غیر مسلم اقلیت نہ قرار دیا جائے - قادیانی مسلمانوں کو اپنے بھائی تصور نہیں کرتے - نہ ان سے شادی بیاہ' نہ مسلمانوں کی اقتدا میں نماز پڑھنا' نہ ان کے جنازے میں شریک ہونا' نہ میتوں کو مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا -

Marfat.com

ان تمام باتوں کو مد نظر رکھ کر قادیانیوں کا اپنے آپ کو مسلمان کہنا زیب نہیں دیتا - یہ صرف اور صرف مسلمانوں میں اپنی گنتی کر کے سیاسی مفاد حاصل کرنا ہے - علامہ اقبال نے درست فرمایا تھا کہ قادیانیوں کے حق میں بھی یہ بہتر ہے کہ وہ غیر مسلم اقلیت ہو کر مفادات حاصل کریں - یہی خرابی کشمیر میں قادیانی مبلغین نے کی کہ وہاں کے سادہ لوح مسلمانوں کو مسلمان بن کر دھوکہ دیا اور قادیانی مذہب کا پرچار کیا - اگر قادیانی یہ بتا دیں کہ وہ غیر مسلم اقلیت ہیں تو ان کی تبلیغ اسلام کا بھانڈا چوراہے پر پھوٹ جائے گا۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا اصل دماغ خلیفہ اول حکیم نورالدین مرزا صاحب کی وفات کے بعد انگریزوں کی جاسوسی کے فرائض انجام دیتا رہا - حکیم نورالدین مہاراجہ کشمیر کے طبیب خاص تھے - انہوں نے خلیفہ نورالدین کو ۱۸۹۴ء میں جاسوسی کے الزام میں مشکوک قرار دیکر معزول کر دیا

انگریزوں کی جاسوسی کرنے کا قادیانی جماعت پر الزام نہیں ہے بلکہ ان کے اخبار الفضل مورخہ ۳ مارچ ۱۹۲۵ء - یکم نومبر ۱۹۳۴ء اور ۶ اگست کے شماروں میں ملاحظہ کی جا سکتی ہے۔

ایک قادیانی مبلغ محمد امین کا بیان جو ۲۸ دسمبر ۱۹۲۲ء قادیانی اخبار الفضل میں شائع ہوا ملاحظہ ہو

"روسیہ (روس) میں اگرچہ تبلیغ احمدیت کیلئے گیا تھا لیکن چونکہ سلسلہ احمدیہ اور برٹش حکومت کے باہمی مفاد ایک دوسرے سے وابستہ ہیں - اس لئے جہاں اپنے سلسلے کی تبلیغ کرتا تھا وہاں لازماً مجھے گورنمنٹ انگریزی کی خدمت گذاری بھی کرنی پڑتی تھی"۔

شواہد جو قادیانی کتابوں میں ملتے ہیں - ان سے تو کسی طرح جماعت احمدیہ کو پہلو تہی کرنے کی گنجائش قطعاً نہیں ہونی چاہیئے - حوالہ جات صرف ان کی کتب سے ہی نہیں بلکہ بیشتر حوالہ جات مرزا قادیانی کی اپنی تحریروں سے لئے گئے ہیں - پھر بھی یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ انگریز حکمرانوں کے خلاف نبرد آزما رہے - جو انگریزوں کے پروردہ اور خود کاشتہ پودا ہوں وہ بھلا ان سے کیا ٹکر لیں گے لکھنے کو شیخ عبدالماجد لکھتے ہیں کہ انہوں نے (مرزا قادیانی) انگریزوں کے خلاف قلمی جہاد کیا - کیا یہ مثالیں کافی نہیں ہیں جن سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مرزا قادیانی حلقہ بگوش حکومت برطانیہ تھا - بعد میں لکھنے والے مرزا قادیانی کو کچھ ظاہر کریں لیکن وہ کیا تھا اسکی اپنی تحریروں سے ثابت ہوتا ہے - ایک اور حقیقت ملاحظہ ہو

Marfat.com

"سابق وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو نے اپنے اقتدار کے آخری ایام میں قادیانیت کے نباض آغا شورش کاشمیری" کو بتایا کہ برسراقتدار آنے کے بعد جب میں پہلی مرتبہ سربراہ مملکت کی حیثیت سے امریکہ کے دورہ پر گیا تو امریکی صدر نے مجھے ہدایت کی کہ پاکستان میں قادیانی جماعت ہمارا گروہ ہے - آپ ہر لحاظ سے ان کا خیال رکھیں - دوسری مرتبہ جب میں امریکہ کے سرکاری دورہ پر گیا تو پھر یہی ہدایت ملی - بھٹو نے کہا یہ بات میرے پاس قومی امانت تھی - ریکارڈ کیلئے پہلی مرتبہ انکشاف کر رہا ہوں "۔ (قادیانیت - محمد طاہر رزاق ص ۲۴۰-۲۳۹)

(قادیانیت کا سیاسی تجزیہ از صاحب زادہ طارق محمود)

"پاکستان میں جب قادیانیوں پر شعائر اسلامی کے استعمال پر پابندی لگائی گئی تو امریکہ برادر اپنے بچوں پر یہ قدغن برداشت نہ کر سکا - امریکہ نے پاکستان پر معاشی دباؤ ڈالتے ہوئے ۱۹۸۷ء میں امریکی امداد کی یہ شرط عائد کر دی کہ "امریکی صدر ہر سال اس مفہوم کا سرٹیفکیٹ جاری کریں گے کہ حکومت پاکستان اقلیتوں مثلاً احمدیوں کو مکمل شہری اور مذہبی آزادیاں نہ دینے کی روش سے باز آ رہی ہے اور ایسی تمام سرگرمیاں ختم کر رہی ہے جو مذہبی آزادیوں پر قدغن عائد کرتی ہیں "۔ (بحوالہ روزنامہ جنگ ۵ مئی ۱۹۸۷ء)

اقبال کا بیان

علامہ اقبال نے ۱۹۳۵ء میں تحریک "احمدیت" کے سلسلہ میں طویل بیانات انگریزی زبان میں دئے تھے جس کا عنوان تھا (Islam and Ahmadism) جو بعد میں (احمدیت اور اسلام) کے نام سے شائع ہوئے - اس میں سے اقتباس ملاحظہ کریں

"مسلمان عوام کو جن میں مذہبی جذبہ بہت شدید ہے صرف ایک چیز قطعی طور پر متاثر کر سکتی ہے یعنی وحی کی سند، راسخ عقائد کو موثر طریق پر جڑ بنیاد سے اکھیڑنے اور مذکورہ بالا سوالات میں جو دینی نظریات مضمر ہیں ان کی ایک نئی تفسیر و تعبیر کرنے کیلئے جو سیاسی طور پر مفید مطلب ہو، یہ ضروری سمجھا گیا کہ اس کی بنیاد وحی پر رکھی جائے یہ (مبنی بر وحی) بنیاد "احمدیت" نے فراہم کر دی خود "احمدیوں" کا دعویٰ ہے کہ برطانوی شہنشاہیت کی یہ سب سے بڑی خدمت ہے جو انہوں نے سرانجام دی ہے "۔

(ختم نبوت اور تحریک احمدیت - غلام احمد پرویز ص ۱۲۸ انگریزی ایڈیشن ص ۱۲۶)

Marfat.com

مرزا غلام احمد قادیانی کا اپنی زبانی انگریزوں کے خود کاشتہ پودا ہونے کا بیان ملاحظہ کریں

"میں ایک ایسے خاندان سے ہوں جو اس گورنمنٹ کا پکا خیرخواہ ہے - میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیرخواہ آدمی تھا جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسان میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریزی کی مدد کی تھی یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دئے تھے"۔

(اقبال اور قادیانی - نعیم آسی ص ۲۹)

(اشتہار واجب الاظہار منسلک کتاب البریہ ص ۳ غلام احمد قادیانی)

مسٹر ولسن نے مرزا غلام مرتضیٰ کی خدمات کے اعتراف میں مندرجہ ذیل خط لکھا اردو ترجمہ

۱- مسٹر ولسن بنام مرزا غلام مرتضیٰ

"میں نے آپ کی اس درخواست کا بغور مطالعہ کیا ہے جس میں آپ نے اپنی اور اپنے خاندان کی خدمات اور اس کے حقوق کی یاد دہانی کرائی ہے - میں خوب جانتا ہوں - بلا شبہ آپ اور آپ کا خاندان سرکار انگریزی کا جانثار، وفادار، اور ثابت قدم خدمتگار رہا ہے اور آپ کے حقوق یقیناً لائق توجہ ہیں - آپ بہرحال تسلی و تشفی رکھیں - برٹش گورنمنٹ آپ کے خاندان کے حقوق و خدمات کو ہرگز فراموش نہ کریگی اور جیسے ہی کوئی مناسب موقع نکلا ان پر پوری توجہ دی جائے گی آپ کو چاہیے کہ آپ بدستور حکومت کے جانثار و وفادار رہیں کہ حکومت کی خوشنودی اور آپ کی بہبود کا راز یہی ہے"۔

المرقوم ۱۱ جون ۱۸۴۹ء لاہور (اقبال اور قادیانی - نعیم آسی ص ۳۰-۲۹)

دوسرا خط انگریزی زبان میں مسٹر رابرٹ کسٹ کمشنر لاہور نے غلام مرتضیٰ کو لکھا جو بطور سرٹیفکیٹ کے تھا - اردو ترجمہ یوں ہے

۲- مسٹر رابرٹ کسٹ بنام غلام مرتضیٰ

آپ نے ۱۸۵۷ء کی بغاوت کے دوران سوار اور گھوڑے مہیا کر کے سرکار دولتمدار کی جو خدمت کی اور اس کے آغاز سے اب تک جس طرح اپنی وفاداری کو برقرار رکھا اور خوشنودئ

Marfat.com

سرکار حاصل کی - اسکے اعترافات و اظہار کے طور پر مبلغ دو صد روپیہ کا خلعت آپکو عطا کیا جاتا ہے - علاوہ ازیں چیف کمشنر کے مراسلہ نمبر۵۷۶ مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۵۸ء میں ظاہر کی گئی خواہش کے مطابق پروانہ ہذا آپ کی وفاداری و نیک نامی پر حکومت کے اعتماد کو ظاہر کرنے کے لئے آپ کے نام روانہ کیا جاتا ہے "۔ (مرقوم ۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ء)

(اقبال اور قادیانی مصنفہ نعیم آسی ص ۳۰) (عکس)

Marfat.com

You must continue to be faithful and devoted subjects as in it lies the satisfaction of the Govt. and your welfare.

11-6-1849 Lahore.

Translation of Mr Robert Cust's Certificate.

To

Mirza Ghulam Murtaza Khan chief of Qadian.

As you rendered great help in enlisting sowars & supplying horses to Govt. in the mutiny of 1857 and maintained loyalty since its beginning up to date and thereby gained the favor of Govt. a _Khilat_ worth Rs 200/. is presented to you in recognition of good services

نقل مراسلہ

(رابرٹ کسٹ صاحب بہادر کمشنر لاہور)

تہور و شجاعت دستگاہ مرزا غلام مرتضےٰ
رئیس قادیان بعافیت باشند۔

از آنجا کہ جن ایام مفسدہ ہندوستان موقوعہ
۱۸۵۷ء از جانب آپ کے رفاقت و خیرخواہی
و مدد دہی سرکار دولتمدار انگلشیہ درباب
نگاہداشت سواران و بہمرسانی اسپان
بخوبی بمنصہ ظہور پہنچی اور شروع مفسدہ
سے آجتک آپ بدل ہوا خواہ سرکار
رہے اور باعث خوشنودی سرکار ہوا
لہذا بجلدوی اس خیرخواہی اور خیرسگالی
کے خلعت مبلغ دو سو روپیہ کا سرکار سے
آپ کو عطا ہوتا ہے اور حسب منشاء چٹھی

مسٹر رابرٹ کسٹ کا خط مرزا غلام مرتضیٰ کے نام

صاحب چیف کمشنر بہادر نمبری ۵۷۶
مورخہ ۱۰ اگست ۱۸۵۸ء پروانہ ہذا
بالمہار خوشنودی سرکار و نیکنامی و وفاداری
بنام آپکے لکھا جاتا ہے۔

مرقومہ تاریخ ۲۰ ستمبر ۱۸۵۸ء

نقل مراسلہ فنانشل کمشنر پنجاب

مشفق مہربان دوستان مرزا غلام قادر
رئیس قادیان حفظہٗ۔

آپکا خط ۲ ماہ حال کا لکھا ہوا ملاحظہ حضور
اینجانب میں گذرا مرزا غلام مرتضٰے صاحب آپکے
والد کی وفات سے ہمکو بہت افسوس ہوا مرزا
غلام مرتضٰے سرکار انگریزی کا اچھا خیرخواہ اور وفادار
رئیس تھا ہم آپکی خاندانی لحاظ سے اسی طرح عزت کرینگے
جسطرح تمہارے باپ وفادار کی کیجاتی تھی ہمکو کسی اچھے
موقعہ کے نکلنے پر تمہارے خاندان کی بہتری
اور بحالی کا خیال رہیگا۔

المرقوم ۲۹ جون ۱۸۷۶ء

الراقم سر رابرٹ ایجرٹن صاحب بہادر
فنانشل کمشنر پنجاب

and as a reward for your t

Moreover in accordance with the wishes of chief Commissioner as conveyed in his no 576 d/10 August 58 this parwana is addressed to you as a token of satisfaction of Govt for your fidelity and repute.

Translation of Sir Robert Egerton Financial Commr's Murasla dated 29 June 1876

My dear friend Ghulam Qadir

I have perused your letter of the 2nd instant & deeply regret the death of your father Mirza Gulam Murtaza who was a great well wisher and faithful chief of Govt.

In consideration of your family services I will esteem you with the same respect as that bestowed on your loyal father. I will keep in mind the restoration & welfare of your family when a favourable opportunity occurs.

فنانشل کمشنر پنجاب سر رابرٹ ایجرٹن کا مرزا غلام قادر کے نام خط

۳—

سر رابرٹ ایجرٹن فنانشل کمشنر پنجاب

بنام

مرزا غلام قادر ولد مرزا غلام مرتضیٰ رئیس قادیان

میرے پیارے دوست غلام قادر!

میں نے آپ کا خط جو اس ماہ کی ۲ تاریخ کا لکھا ہوا ہے، پڑھا۔ مجھے آپ کے باپ — مرزا غلام مرتضیٰ — کی وفات کا ازحد افسوس ہوا۔ وہ سرکار انگریزی کے اچھے خیرخواہ اور وفادار رئیس تھے۔ ہم آپ کی خاندانی لحاظ سے اسی طرح عزت کریں گے جس طرح آپ کے وفادار والد کی کیجاتی تھی۔ کوئی مناسب موقع نکلنے پر ہمیں آپ کے خاندان کی بہتری اور پابجائی کا خیال رہے گا۔

المرقوم ۲۹ر جون ۱۸۷۶ء

○ محولہ خطوط میرزا غلام احمد کی تصنیف 'کتاب البریہ' سے نسلک 'اشتہار واجب الاظہار' کے صفحہ ۴، ۵ اور ۶ سے نقل کیے گئے ہیں۔ مرتب

ان خطوط کے تذکرے کے بعد مرزا قادیانی لکھتے ہیں

"پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بڑا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکار میں مصروف رہا اور جب تموں کی رہگزر پر مفسدوں کا سرکار انگریز کی فوج سے مقابلہ ہوا تو وہ سرکار انگریز کی طرف سے لڑائی میں شریک ہوئے"۔ (اقبال اور قادیانی - نعیم آسی ص ۳۴)

(اشتہار واجب الاظہار ص ۵ منسلک کتاب البریہ مرزا غلام احمد قادیانی)

دیکھ لیا - کس طرح پر قادیانی سرکار انگریزی کی مدد مین کوشاں نظر آتے ہیں جب سارے مسلمان جنگ آزادی میں اپنی جانیں نثار کر رہے تھے مرزا قادیانی سرکار انگریزی کی جان و مال سے خدمت میں مشغول تھے اور نیک نامی کے سرٹیفکیٹ حاصل کر رہے تھے - جنگ آزادی کے متوالوں کو مفسد لکھ رہے تھے اور حکومت کے خلاف غدر کرنے والے بتا رہے تھے - یہ قادیانی نبی جو مسلمانوں کے مقابلے میں کفار کی مدد کرتا ہے اور پھر ان کی وفاداری اور خدمات کے صلے میں اپنی نجات حاصل کرتا ہے - کبھی خدا تعالیٰ کا سچا نبی بھی کافروں کی مدد کرتا ہے - کذاب نبی ہی کفر کے دامن میں پناہ لیتا ہے اور انہیں اپنا نجات دہندہ خیال کرتا ہے - مکہ اور مدینہ اس کی جائے پناہ نہیں ہے کیونکہ وہاں مسلمان بستے ہیں اور دیار نبیؐ میں جھوٹے نبی کا کاروبار کیسے چل سکتا ہے - چونکہ احمدی ٹولہ انگریزوں کا خود کاشتہ تھا لہٰذا ان کے دامن میں ان کو پناہ مل گئی اور یہ اپنی دکانداری چمکانے میں کامیاب ہو گیا۔

جو شخص قادیانیت کو برگ حشیش، غارت گر اقوام، فتنۂ ملت بیضا، قوت فرعون کی درپردہ مرید، یہودیت کا مثنیٰ، انتشار کا منبع، فرنگی انتداب کے حق میں الہامی سند، مرزا غلام احمد کو چنگیز اور قادیانیوں کو اسلام اور ملک کا غدار قرار دیکر مسلمانوں سے الگ کر دینے کا پر زور مطالبہ کر رہا ہو وہ قادیانیوں کیلئے دل میں نرم گوشہ کیسے رکھ سکتا ہے - علامہ اقبال نے انکے مفسد عزائم سے آگاہ ہوتے ہی ان کی پر زور مخالفت کر دی - علامہ اقبال نے شعائر اسلامی پر جب زد پڑتے دیکھی اسی وقت اپنا شدید رد عمل ظاہر کیا۔

Marfat.com

مسئلہ ختم نبوت پر علامہ کی ایک تاریخی تحریر

علامہ اقبال نے نہایت مدلل طریقے سے عقل' الہام اور وحی پر تحریر کیا جو یوں ہے

۱ ''عقل اور وحی کا مقابلہ یہ فرض کر کے کہ دونوں علوم کے مؤاخذ ہیں درست نہیں ہے علوم کے مؤاخذ انسان کے حواس اندرونی و بیرونی ہیں - عقل ان حواس ظاہری و معنوی کے انکشافات کی تنقید کرتی ہے اور یہی تنقید اس کا حقیقی Function (غرض و غایت) ہے اور بس مثلاً آفتاب مشرق سے طلوع کرتا ہے اور مغرب کی طرف حرکت کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے - یہ حواس ظاہری کا انکشاف ہے - عقل کی تنقید کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ حواس کا انکشاف درست نہ تھا۔

۲ وحی کا Function حقائق کا انکشاف ہے یا یوں کہیے کہ وحی تھوڑے وقت میں ایسے حقائق کا انکشاف کر دیتی ہے جن کو مشاہدہ برسوں میں بھی نہیں کر سکتا - گویا وحی حصول علم میں جو Time کا عنصر ہے اس کو خارج کرنے کی ایک ترکیب ہے - انسان کی ترقی کے ابتدائی مراحل میں اس ذریعہ علم کی بے انتہا ضرورت تھی کیونکہ ان مراحل میں انسان کو ان مقامات کیلئے تیار کیا جا رہا تھا جن پر پہنچ کر وہ قوائے عقلیہ کی تنقید سے خود اپنی محنت سے علم حاصل کرے - محمدؐ عربی کی پیدائش انسانی ارتقاء کے اس مرحلے پر ہوئی جبکہ انسان کو استقرائی علم سے روشناس کرانا مقصود تھا - میرے عقیدہ کی رو سے بعد وحی محمدیؐ کے الہام کی حیثیت محض ثانوی ہے - سلسلہ تو الہام کا جاری ہے مگر الہام بعد وحی محمدیؐ حجت نہیں سوائے اس کے کہ ہر شخص کیلئے جس کو الہام ہوا ہو - بالفاظ دیگر بعد وحی محمدیؐ الہام ایک پرائیوٹ Fact (کسی ایک ذات سے تعلق رکھنے والی حقیقت) ہے - اس کا کوئی سوشل مفہوم یا وقعت نہیں ہے''۔

(اقبال اور قادیانی - نعیم آسی ص ۸۶-۸۵)

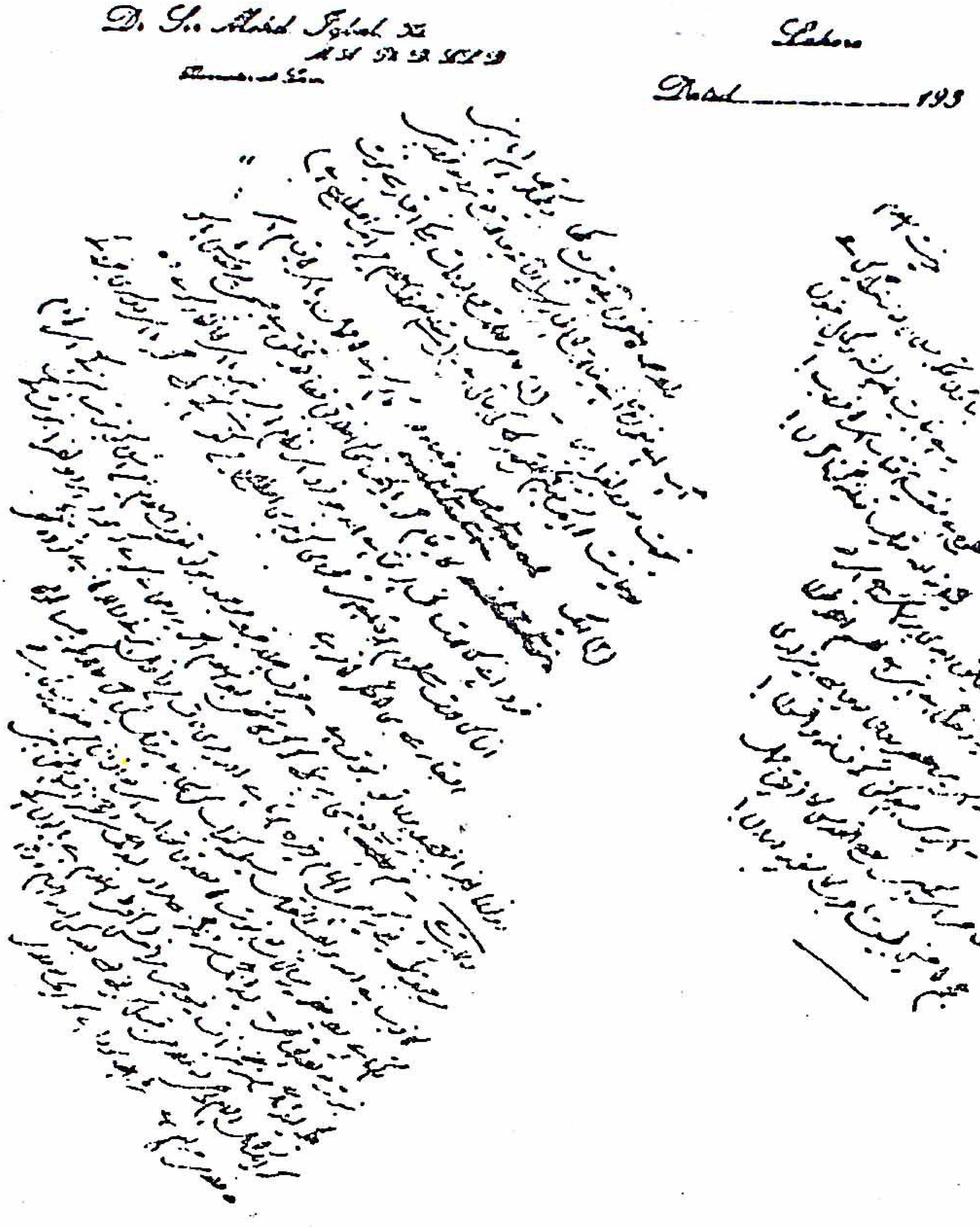

Lahore

Dated 193

مسئلہ ختم نبوت پر حضرت علامہؒ کی ایک تاریخی تحریر کا عکس (۱)

Marfat.com

سے باقی سب مضمونوں سے نجات ہو جائے

اللہ کا لطف ہے کہ یہی لفظ اسلام نے فقط یہی بخشی غلامی نہیں
بلکہ آزادی ہے کیونکہ اس کی بنیاد اسلام دین فطرت ہے کہ
یعنی فطرت صحیحہ اس کو خود بخود قبول کرتی ہے۔ فطرت صحیحہ کا
اس کو خود بخود قبول کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ اسلام زندگی کا صحیح راستہ ہے
پیدا ہوتے ہیں اگر یہ سطحی فطرت ہے۔ اسے اسلام نے جگہ جگہ
ایک مطلق الفاظ میں ہر جگہ کو دیا ہے اور جس پر مسلم خود ہی عمل کرتے ہیں
مجموعہ ہے۔ اسلام کو دین فطرت کے طور پر Realise کرنے کا نام تصوف ہے
اور ایک مسلمان کے لئے اس کا فرض ہے کہ وہ اس کیفیت کو پانے اور پیدا کرے
اس کیفیت کو پیدا کرنے کے لئے manifestation سے تعبیر کیا ہے۔

محمد ناصر

بیگم صاحبہ نے بہت اچھی تقریر کی ہے وہ ایک ایسی اداکار ہیں کہ اور یہ بھی کہ وہ
سکون کو اور وقت پر کسی کے لئے انگریزی ادب میں نام روشن کرتی جائے گی۔

۵ ـــ

راجہ صاحب کا مضمون میں نے نہیں دیکھا۔ دیکھا تو تھا پڑھا نہیں۔ آپ اپنے مضمون میں اپنے خیالات کا اظہار کیجئے۔ اُن کے خیالات کی تردید ضروری نہیں۔

نبوت کے دو اجزا ہیں:

(۱) خاص حالات و واردات، جن کے اعتبار سے نبوت روحانیت کا ایک مقام خاص تصور کی جاتی ہے۔ (مقام تصوف اسلام میں ایک اصطلاح ہے۔)

(۲) ایک Socio-Political Institution قائم کرنے کا عمل یا

---

۵ نمبر ۳، ۴ کے ذیل میں دی گئی تحریریں ۱۹۲۵ء میں حضرت علامہؒ نے سید نذیر نیازی، تب ایڈیٹر طلوعِ اسلام (دہلی) کے نام لکھیں۔ ان کا شانِ نزول خود اُنہی کی زبانی سُنیئے:

"..... (ان) کی ضرورت اس لیے پیش آئی کہ ۲۵ء میں 'انجمن احمدیہ اشاعتِ اسلام' لاہور کے انگریزی ہفت روزہ 'لائٹ' نے بلا وجہ حضرتِ علامہؒ کے انگریزی خطبات بالخصوص پانچویں خُطبے پر اظہارِ خیال کرتے ہوئے یہ رائے ظاہر کی کہ یہ جو حضرت علامہؒ کہتے ہیں کہ بابِ نبوت مسدود ہے یہ دراصل مغرب سے مرعوبیت کا نتیجہ ہے۔ حضرتِ علامہؒ نے کہیں 'عقلِ استقرائی' کا ذکر کر دیا تھا۔ مُدیرِ 'لائٹ' اس کا صحیح مفہوم تو سمجھ نہ سکے۔ انہوں نے فرمایا یہ دیکھیے اقبالؒ عقل کو نبوت پر ترجیح دیتا ہے۔ یہ مغرب زدگی نہیں تو اور کیا ہے؟ یہ مضمون شائع ہوا تو راجہ حسن اختر صاحب نے انگریزی زبان ہی میں مدیرِ 'لائٹ' کے نام ایک خط لکھا جس میں اُن کے غلط خیال کی تردید بڑے معقول طریقے سے کی گئی تھی۔ اتفاق سے لاہور میں راجہ صاحب سے 'لائٹ' کے اس مضمون کا ذکر آ گیا۔ میں نے عرض کیا یہ پرچہ چونکہ ایک انجمن کا ہے۔ جس کی ایک مخصوص دعوت ہے لہٰذا مجھے اس کا ترجمہ اُردو میں شائع کر دینا چاہیئے۔ حضرت علامہؒ نے بھی اس خیال سے اتفاق فرمایا پھر جب ضمناً بعض دوسرے مسائل کی وضاحت ضروری نظر آئی اور میں نے حضرت علامہ سے اس بارے میں مشورہ کیا تو انہوں نے ازراہِ عنایت (یہ) دو تحریریں مرحمت فرمائیں۔" (مکتوبات اقبالؒ ص ١٢٠، مرتبہ سید نذیر نیازی) یہ طویل اقتباس صرف اس لیے درج کیا گیا ہے تاکہ آپ ان تحریروں کے پس منظر سے پوری طرح آگاہ ہو سکیں۔

Marfat.com

اس کا قیام۔ اس Institution کا قیام گو ایک نئی اخلاقی فضا کی تخلیق ہے۔ جس میں پرورش پا کر فرد اپنے کمالات تک پہنچتا ہے۔ اور جو فرد اس نظام کا ممبر نہ ہو یا اس کا انکار کرے وہ ان کمالات سے محروم ہو جاتا ہے۔ اس محرومی کو مذہبی اصطلاح میں کفر کہتے ہیں۔ گویا اس دوسری جزو کے اعتبار سے نبی کا منکر کافر ہے۔

دونوں اجزاء موجود ہوں تو نبوت ہے۔ صرف پہلا جزو موجود ہو تو تصوفِ اسلام میں اس کو نبوت نہیں کہتے۔ اس کا نام ولایت ہے۔

ختم نبوت کے معنی یہ ہیں کہ کوئی شخص بعد اسلام اگر یہ دعویٰ کرے کہ مجھ میں ہر دو اجزاء نبوت کے موجود ہیں یعنی یہ کہ مجھے الہام وغیرہ ہوتا ہے اور میری جماعت میں داخل نہ ہونے والا کافر ہے تو وہ شخص کاذب ہے اور واجب القتل۔ مسیلمہ کذاب کو اسی بنا پر قتل کیا گیا حالانکہ طبری[1] لکھتا ہے وہ رسالتمآب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت کا مصدق تھا۔ اور اس کی اذان میں حضور رسالتمآب (صلی اللہ علیہ وسلم) کی نبوت کی تصدیق تھی[2]

لیڈنگ سٹرنگز Leading Strings سے مراد لیڈنگ سٹرنگز آف ریلجن نہیں بلکہ

ہ خط کشیدہ الفاظ میں دی گئی یہ عبارت وہی ہے جسے بشیر احمد صاحب ڈار نے اپنی کتاب انوارِ اقبال میں حذف کر دیا ہے۔ جبکہ علامہ مرحوم کی تحریر کے عکسی متن میں یہ موجود ہے اور صاف پڑھی جاتی ہے۔

[1] ابی جعفر محمد بن جریر الطبری، تیسری صدی ہجری کے مایہ ناز مسلمان مؤرخ، محدث اور مفسر۔

[2] علامہ طبری کے الفاظ یہ ہیں: "کَانَ یُؤَذِّنُ لِلنَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَیَشْهَدُ فِی الْاَذَانِ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ وَکَانَ الَّذِیْ یُؤَذِّنُ لَهٗ عَبْدُ اللّٰہِ ابْنُ النَّوَاحَةِ وَکَانَ الَّذِیْ یُقِیْمُ لَهٗ حُجَیْرُ ابْنُ عُمَیْرٍ یَشْهَدُ لَهٗ وَکَانَ مُسَیْلِمَةُ اِذَا دَنَا حُجَیْرٌ مِنَ الشَّهَادَةِ قَالَ صَرِّحْ حُجَیْرُ فَیَزِیْدُ فِیْ صَوْتِهٖ وَیُبَالِغُ التَّصْدِیْقَ نَفْسَهٗ" (تاریخ طبری، ج ۳ صفحہ ۲۴۴) کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اذان دیتا تھا کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ مسیلمہ کے لیے اذان عبداللہ بن النواحہ دیتا اور اقامت حجیر بن عمیر کہتا اور جب حجیر شہادت کے قریب پہنچتا تو مسیلمہ کہتا اے حجیر خوب زور سے کہو (یعنی شہادت کو بلند آواز سے کہو تاکہ لوگوں کو اچھی طرح سنائی دے) پس حجیر آواز کو بلند کرتا۔ اس طرح مسیلمہ اپنی تصدیق میں مبالغہ کرتا۔

[3] یہ اشارہ ہے حضرت علامہ کے پانچویں لیکچر کے اس جملہ کی طرف جس میں کہا گیا ہے کہ انسان ہمیشہ سہاروں پر

لیڈنگ سٹرنگز آف فیوچر پر انٹس آف اسلام ہے۔ یا یوں کہیئے کہ ایک کامل الہام و وحی کی غلامی قبول کر لینے کے بعد کسی اور الہام اور وحی کی غلامی حرام ہے۔ بڑا اچھا سودا ہے کہ ایک کی غلامی سے باقی سب غلامیوں سے نجات ہو جائے اور لطف یہ کہ نبی آخر الزمان (صلی اللہ علیہ وسلم) کی غلامی، غلامی نہیں بلکہ آزادی ہے۔ کیونکہ اس کی نبوت کے احکام دینِ فطرت ہیں، یعنی فطرتِ صحیحہ ان کو خود بخود قبول کرتی ہے۔ فطرتِ صحیحہ کا انہیں خود بخود قبول کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ احکام زندگی کی گہرائیوں سے پیدا ہوتے ہیں۔ اس واسطے عین دینِ فطرت ہیں۔ ایسے احکام نہیں جن کو ایک مطلق العنان حکومت نے ہم پر عائد کر دیا ہے اور جن پر ہم محض خوف سے عمل کرنے پر مجبور ہیں۔ اسلام کو دینِ فطرت کے طور پر Realise[1] کرنے کا نام تصوف ہے۔ اور ایک اخلاص مند مسلمان کا فرض یہ ہے کہ وہ اس کیفیت کو اپنے اندر پیدا کرے۔ اس کیفیت کو میں نے لفظ Emancipation[2] سے تعبیر کیا ہے۔

محمد اقبال[3]

زندگی بسر نہیں کر سکتا ‘Life can not for ever be kept in leading strings.’

(‘The Reconstruction of Religious Thought in Islam’ Page 120.

By Sir Muhammad Iqbal).

[1] ثابت

[2] نجات

[3] ’انوارِ اقبال‘ ۱۹۶۷ء مرتبہ بشیر احمد ڈار شائع کردہ ’اقبال اکادمی‘ کراچی

۴

(۱) عقل اور وحی کا مقابلہ یہ فرض کر کے کہ دونوں علوم کے مواخذ ہیں درست نہیں ہے۔ علوم کے مواخذ انسان کے حواسِ اندرونی و بیرونی ہیں۔ عقل ان حواس ظاہری و معنوی کے انکشافات کی تنقید کرتی ہے اور یہی تنقید اس کا حقیقی Function[1] ہے اور بس۔ مثلاً آفتاب مشرق سے طلوع کرتا ہے اور مغرب کی طرف حرکت کرتا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ یہ حواسِ ظاہری کا انکشاف ہے۔ عقل کی تنقید کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ حواس کا انکشاف درست نہ تھا۔

(۲) وحی کا Function[1] حقائق کا انکشاف ہے یا یوں کہیئے کہ وحی تھوڑے وقت میں ایسے حقائق کا انکشاف کر دیتی ہے جن کو مشاہدہ برسوں میں بھی نہیں کر سکتا۔ گویا وحی حصولِ علم میں جو Time[2] کا عنصر ہے اس کو خارج کرنے کی ایک ترکیب ہے۔ انسان کی ترقی کے ابتدائی مراحل میں اس ذریعۂ علم کی بے انتہا ضرورت تھی کیونکہ ان مراحل میں انسان کو اُن مقامات کے لیئے تیار کیا جا رہا تھا جن پر پہنچ کر وہ قوائے عقلیہ کی تنقید سے خود اپنی محنت سے علم حاصل کرے۔ محمد عربی (صلی اللہ علیہ وسلم) کی پیدائش انسانی ارتقاء کے اُس مرحلے پر ہوئی جبکہ انسان کو استقرائی علم سے روشناس کرانا مقصود تھا۔ میرے عقیدہ کی رُو سے بعد وحیِ محمدی کے الہام کی حیثیت محض ثانوی ہے۔ سلسلہ تو الہام کا جاری ہے مگر الہام بعد وحیِ محمدی حجت نہیں سوائے اس کے کہ ہر شخص کے لیئے جس کو الہام ہوا ہو۔ بالفاظِ دیگر بعد وحی محمدی الہام ایک پرائیویٹ Fact[3] ہے۔ اس کا کوئی سوشل[4] مفہوم یا وقعت نہیں ہے۔

میں نے پچھلے خط میں لکھا تھا کہ نبوت کی دُوسری حیثیت ایک Socio-

---

[1] منشا، غرض وغایت

[2] وقت

[3] کسی ایک ذات سے تعلق رکھنے والی حقیقت۔

[4] معاشرتی و سماجی

Marfat.com

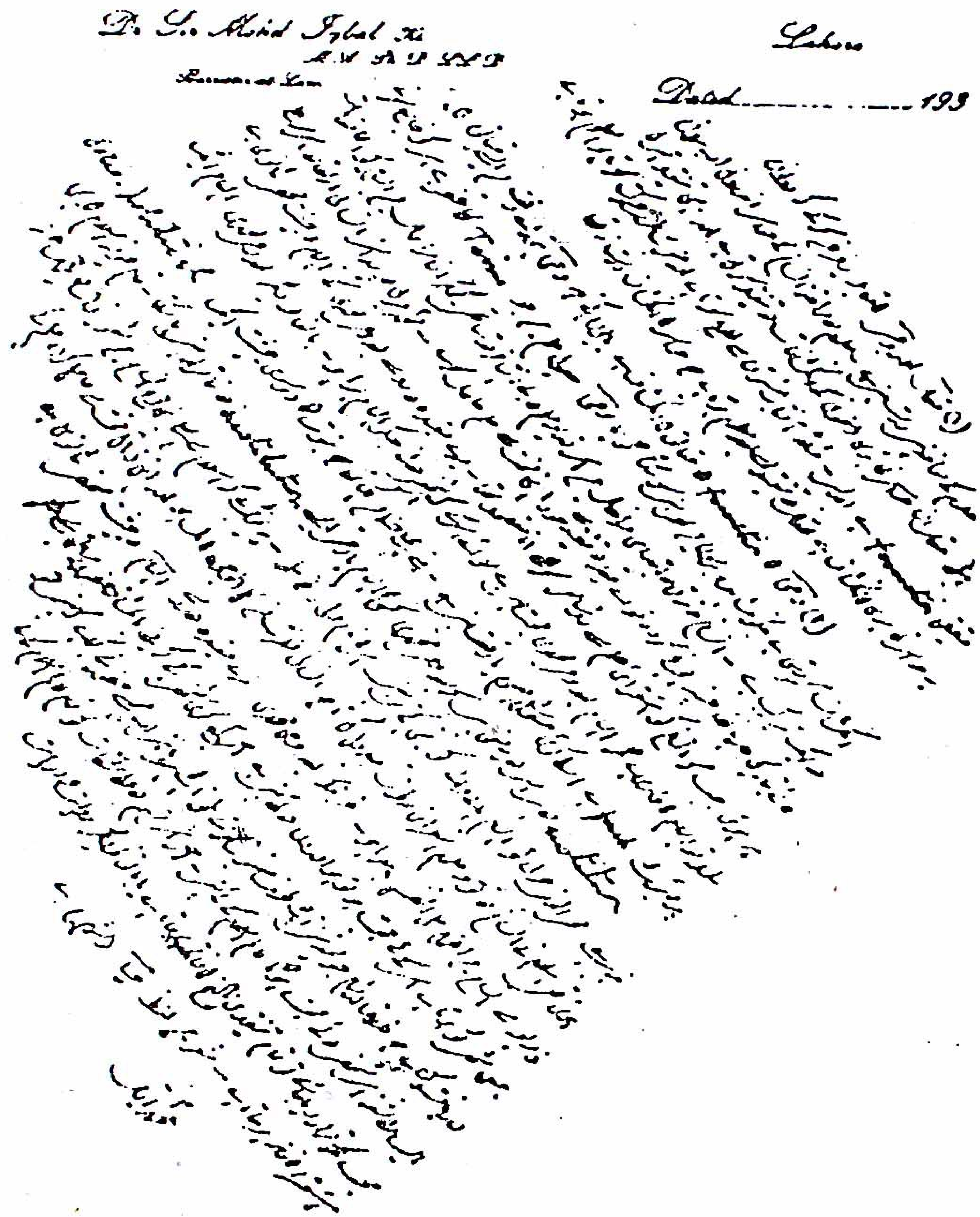
Dr. Sir Mohd Iqbal Kt.
M.A. Ph.D. LL.D.
Barrister-at-Law
Lahore
Dated 193

مسئلہ ختم نبوت پر حضرت علامہؒ کی ایک تاریخی تحریر کا عکس (۲)

Political Institution[1] کی ہے۔ اس کے یہ معنی ہیں کہ بعدِ وحیِ محمدی کسی کا الہام یا وحی ایسے Institution[2] کی بنا قرار نہیں پا سکتا۔ تمام صوفیہ اسلام کا یہی مذہب ہے۔ محی الدین عربی[3] تو الہام پانے والے کو نبی کہتے ہی نہیں، اس کا نام ولی رکھتے ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ اسلام سے پہلے بنی نوعِ انسان میں شعورِ ذات کی تکمیل نہ ہوئی تھی۔ اسلام نے انسان کی توجہ علومِ استقرائی کی طرف مبذول کی تاکہ انسانی فطرت فی کل الوجود کامل ہو اور اپنی ذاتی محنت سے حاصل کردہ علم کے ذریعہ سے انسان میں اعتماد علی النفس پیدا ہو۔ غرضیکہ بعد وحیِ محمدی میرے عقیدہ کی رُو سے الہام کی حیثیت محض ثانوی ہے۔ جس شخص کو ہوتا ہے اس کے لیے حجت ہو تو ہو، اوروں کے لیے نہیں ہے۔ اگر آج کوئی شخص کہے کہ میں نے بالمشافہ حضور رسالتمآب (صلی اللہ علیہ وسلم) سے مل کر دریافت کیا ہے کہ فلاں ارشاد جو محدثین آپ کی طرف منسوب کرتے ہیں، آپ کا ہے یا نہیں؟ اور مجھے حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے کہا ہے کہ نہیں، تو ایسا مکاشفہ اُس شخص کے لیے حجت ہوگا، تمام عالمِ اسلام کے لیے نہیں۔ اگر اس قسم کے مکاشفات کو تمام عالمِ اسلام کے لیے حجت قرار دیا جائے تو عام تنقیدی تاریخ کا خاتمہ ہو جاتا ہے یا بالفاظِ دیگر روایت و درایتِ استقرائی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

محمد اقبال[4]

---

[1] سماجی و سیاسی مکتبِ فکر

[2] مکتبِ فکر

[3] شیخ اکبر محی الدین ابنِ عربی اسلامی اندلس کے ایک مشہور صوفی بزرگ جو چھٹی صدی ہجری میں پیدا ہوئے۔

[4] انوارِ اقبال، (؟) مرتبہ بشیر احمد ڈار

Marfat.com

دیکھیا اقبال کا اور ہر مسلمان کا یہ پختہ خیال ہے کہ وحی حقیقت الٰہی ہے اور الہام بالکل ایک پرائیوٹ معاملہ ہے اور یہ Hard Fact نہیں ہے - وحی خدا تعالیٰ کی طرف سے نبیوں کیلئے مخصوص ہے اور الہام عام انسانوں کیلئے ہے جس کا تعلق صرف اسی انسان کی ذات سے ہے - اس کا ضروری نہیں کہ دوسرے سے تعلق ہو یا وہ الہام دوسرے کیلئے باعث حجت ہو ایک خواب وحی کی شکل میں حضرت ابراہیمؑ کو آیا کہ اپنے بیٹے کو ذبح کرو - یہ چونکہ نبی کا خواب تھا اور وہ خواب بھی سچا ہوتا ہے چنانچہ حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کرنے کیلئے زمین پر ماتھے کے بل لٹا دیا - لیکن جب چھری چلائی تو بیٹا ہٹا دیا گیا اور دنبہ ذبح ہو گیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا "اے ابراھیمؑ تو نے خواب سچ کر دکھلایا" - لیکن اگر خواب میں عام انسان کو یہ الہام ہو کہ تم اپنے بیٹے کو ذبح کرو تو کیا اس پر یہ شرعی حجت ہے کہ وہ ذبح کر دے؟ ہرگز ہرگز نہیں - اگر وہ ایسا کرے گا تو قانون کی گرفت میں آئے گا اور اس کے نصیب میں اپنے بیٹے کو قتل کی پاداش میں تختۂ دار ملے گا - لہٰذا علامہ اقبال نے درست فرمایا ہے کہ آنحضورؐ کی وحی کے بعد کوئی الہام وحی کی صورت نہیں اختیار کر سکتا اور نہ ہی الہام کا حامل نبی قرار دیا جا سکتا ہے کیونکہ یہ ایک پرائیوٹ Fact ہو گا۔

ازیں پیشتر راقم نے بہت سے واقعات تحریر کئے اور قادیانی کتب و اخبارات کے حوالہ جات دئے اور یہ بات ثابت کر دی کہ مرزا قادیانی انگریزوں کا خود کاشتہ پودا تھے - ان کی مدد کرتے تھے اور ان سے مدد حاصل کرتے تھے - مسلمانوں کی جاسوسی کرتے تھے اور اس کے عوض سرکار انگریزی سے انعامات اور مراعات حاصل کرتے تھے اور ناقابل تردید مرزا قادیانی کی اپنی تحریریں اور خطوط اس بات کے شاہد ہیں - پھر بھی شیخ عبدالماجد اپنی کتاب "اقبال اور احمدیت" کے صفحہ ۱۳۰ پر یوں رقمطراز ہے "مگر حضرت بانئ سلسلۂ احمدیہ کی زبان آپ کے دل کی رفیق تھی - آپ کسی کی خوشامد یا چاپلوسی سے سخت متنفر تھے" - شیخ عبدالماجد کو چاہیئے تھا کہ یہ تحریر لکھنے سے پہلے مرزا قادیانی کی تحریریں ملاحظہ کر لیتے - مگر ان کو یہ توفیق نصیب نہ ہوئی - انہیں چاہیئے اس نوٹ پر نظر ثانی کریں۔

مرزا قادیانی نے یہ لکھا "اے نادانو! گورنمنٹ انگریزی کی تعریف تمہاری طرح میری قلم سے منافقانہ نہیں نکلتی - وہ لوگ سخت نمک حرام ہیں جو حکام انگریزی کے روبرو ان کی خوشامد کرتے ہیں اور ان کے آگے گرتے ہیں اور پھر گھر آکر کہتے ہیں جو شخص اس گورنمنٹ کا شکر

Marfat.com

کرتا ہے وہ کافر ہے"۔

(اقبال اور احمدیت - شیخ عبدالماجد ص ۱۳۱)

"لو آپ اپنے دام میں صیاد آگیا" مرزا قادیانی کی کتب کے حوالوں سے ازیں پیشتر ثابت کیا جا چکا ہے کہ مرزا قادیانی اور انکے آباؤاجداد انگریزوں کے نمک خوار اور بہی خواہ تھے - مرزا قادیانی نے خود لکھا کہ انگریزوں کے خلاف جہاد نہ کرنے اور ان کی وفاداری کا دم بھرنے کے سلسلہ میں انہوں نے اتنی کتابیں لکھیں کہ پچاس الماریاں بھر جائیں - ان لکھی گئی کتابوں کا کیا کرو گے ؟ انگریزوں کا جگہ جگہ شکریہ ادا کیا گیا اور پھر خود مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ جو شخص گورنمنٹ برطانیہ کا شکر کرتا ہے وہ کافر ہے اگر مرزا غلام احمد قادیانی خود ہی جگہ جگہ سرکار انگریزی کا شکریہ ادا کرے اور خود ہی لکھے کہ ایسا کرنے والا کافر ہے تو ہم کیا کر سکتے ہیں - اللہ تعالٰی ان کی حالت پر رحم فرمائے - مرزا قادیانی اگر آج خود زندہ ہوتے تو یقیناً شیخ عبدالماجد کو کہتے کہ ایسا لکھ کر مجھے اور زیادہ ذلیل اور شرمسار نہ کراؤ - لیکن یہ قدرت کی طرف سے ایک خاص تائید ہے کہ وہ خود اس کی گرفت میں آ رہے ہیں ۔

Marfat.com

علامہ اور انگریز حکمران

انگلستان میں وفادارانہ جذبات کا اظہار

"گول میز کانفرنس کے ایام میں نیشنل لیگ آف انگلینڈ کی جانب سے علامہ کو ایک استقبالیہ دیا گیا اس تقریب میں گول میز کانفرنس کے ہندو اور مسلم مندوبین اور برطانیہ کی بعض مقتدر شخصیات موجود تھیں - اقبال نے اپنی مختصر تقریر میں واضح کیا کہ مسلمانوں میں جرات ہے اور انہوں نے برطانیہ کے ساتھ ہمیشہ پرخلوص اور وفا شعاری کے تعلقات استوار رکھے ہیں".

(اقبال اور احمدیت ص ۱۴۱)

مندرجہ بالا اقتباس "زندہ رود" صفحہ ۴۹۲ سے لیا گیا ہے - اس میں مصنف "اقبال اور احمدیت" شیخ عبدالماجد یہ بات ثابت کر رہا ہے کہ علامہ اقبال اس تقریر کے تحت دنیا بھر کے مسلمانوں کو برطانیہ کے قریب کر رہے تھے - افسوس اس بات پر ہے کہ شیخ عبدالماجد علامہ اقبال کے متعلق صرف عیب جوئی میں مصروف ہے کیونکہ تقریر جو علامہ اقبال نے کی وہ بتائی نہیں گئی کہ کس سلسلہ میں تھی - لہٰذا مندرجہ ذیل تقریر کا کچھ متن دیا جاتا ہے پھر آپ فیصلہ کریں کہ تحریر کا ایک خاص حصہ بغیر سیاق و سباق کے دیکر شیخ عبدالماجد نے علمی بد دیانتی کا ثبوت دیا ہے

زندہ رود ص ۴۹۶ کا بیان کچھ یوں ہے کہ "لارڈ لیمنگٹن نے علامہ اقبال کی شعری تخلیقات کی تعریف کی اور دنیائے اسلام کی بیداری کے سلسلہ میں اقبال کی خدمات کو سراہا- پھر انہوں نے اقبال کو حاضرین سے خطاب کرنے کی دعوت دی - اقبال نے اپنی تقریر میں واضح کیا کہ وہ سب حکومت برطانیہ کے تعاون سے ہندوستان کیلئے آئین وضع کرنے کی خاطر اکٹھے ہوئے ہیں - انہیں ایسا پائیدار آئین بنانا چاہیئے جو ناکام نہ ہو - ہندوستان ایک بہت بڑا ملک ہے جس میں مختلف مذاہب اور زبانوں کے لوگ ہزاروں سال سے رہتے چلے آ رہے ہیں - ضروری ہے کہ کانفرنس کے مقاصد کی وضاحت کر دی جائے - باہمی اعتماد ہونا چاہیئے - کیونکہ اعتماد ہی سے اعتماد پیدا ہوتا ہے - کانفرنس میں خیر سگالی کی فضا پائی جاتی ہے - مسلمانوں میں جرات ہے اور انہوں نے برطانیہ کے ساتھ ہمیشہ پرخلوص اور وفا شعاری کے تعلقات استوار رکھے ہیں - لہٰذا انہیں توقع ہے کہ آخری فیصلہ کرتے وقت مسلمانوں کی خواہشات کا خیال اور ان کے مطالبات کا تحفظ

کیا جائے گا "۔

بتائیے علامہ اقبال بتا رہا ہے کہ مسلمانوں میں جرات ہے کہ وہ بات کر سکیں - ان کے حکومت سے تعلقات خوشگوار ہیں لہٰذا حکومت کو بھی چاہیئے کہ "مسلمانوں کی خواہشات کا احترام کرے اور ان کے مطالبات کا تحفظ کرے "- یہاں یہ بات علامہ اقبال اپنی ذاتی خواہش کا اظہار نہیں کر رہا اور نہ حکومت کی چاپلوسی کر رہا ہے - بلکہ مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ کی بات کر رہا ہے - بیانات کو موڑ توڑ کر بیان کرنا علمی بد دیانتی کے زمرہ میں آتا ہے - مرزا غلام احمد قادیانی جو انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہے اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے ۔

مغرب پر تنقید

"فکر اقبال" کے ساتویں باب میں مغربی تہذیب و تمدن پر علامہ اقبال کی تنقید کے عنوان سے صفحہ ۲۰۱ پر خلیفہ عبدالحکیم یوں فرماتے ہیں "اقبال کے ہاں مغربی تہذیب و تمدن کے متعلق زیادہ تر مخالفانہ تنقید ہی ملتی ہے اور یہ مخالفت ان کے رگ و پے میں اس قدر رچی ہوئی ہے کہ اکثر نظموں میں جا و بے جا اس پر ایک ضرب رسید کر دیتا ہے - مجموعی طور پر یہ اثر ہوتا ہے کہ اقبال کو مغربی تہذیب میں خوبی کا کوئی پہلو نظر نہیں آتا - اس کے اندر اور باہر فساد ہی فساد دکھائی دیتا ہے - گویا یہ تمام کارخانۂ ابلیس کی تجلی ہے - بعض نظمیں تو خالص اس مضمون کی ہیں - اپنی غزلوں میں بھی حکمت و عرفان، تصوف اور ذوق و شوق کے اشعار کہتے کہتے یونہی ایک آدھ ضرب مغرب کو رسید کر دیتے ہیں ...... بال جبریل کی اکثر غزلیں بہت ولولہ انگیز ہیں - اکثر اشعار میں حکمت اور عشق کی دلکش آمیزش ہے - لیکن اچھے اشعار کہتے کہتے ایک شعر میں فرنگ کے متعلق غصہ اور بے زاری کا اظہار کر دیتے ہیں اور پڑھنے والے صاحب ذوق انسان کو دھکا سا لگتا ہے کہ عیوب سے لبریز سہی لیکن یہاں اس کا ذکر ہی نہ کیا جاتا تو اچھا تھا "۔

آگے یوں لکھتے ہیں "ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مصفا آب رواں کا لب جو بیٹھے لطف اٹھا رہے تھے کہ اس میں یک بیک ایک مردہ جانور کی لاش بھی تیرتی ہوئی سامنے آ گئی "- اقبال کی ایک غزل کا یہ شعر

علاج آتش رومی کے سوز میں ہے ترا
تری خرد پہ ہے غالب فرنگیوں کا فسوں

دوسری جگہ

من کی دنیا میں نہ پایا میں نے افرنگی کا راج
من کی دنیا میں نہ دیکھے میں نے شیخ و برہمن

خلیفہ صاحب کو ایسے شعر ناگوار ہیں صفحہ ۲۱۵ پر لکھتے ہیں کہ "مغرب کے خلاف اقبال نے اس قدر تکرار کے ساتھ لکھا ہے کہ پڑھنے والا اس مغالطے میں مبتلا ہو سکتا ہے کہ اقبال بڑا مشرق پرست جامد ملا اور رجعت پسند ہے"۔

مجھ کو تو سکھا دی ہے افرنگ نے زندیقی
اس دور کے ملا ہیں کیوں ننگ مسلمانی

پھر اسی کتاب کے صفحہ ۲۱ پر لکھتے ہیں

"فرنگ کے ہر قریہ کو فردوس کی مانند دیکھ کر اس کا یہ جی چاہتا ہے کہ ہماری بستیاں بھی جنت کا نمونہ بن جائیں - یورپ کے کافروں کو وہ اپنے مسلمانوں سے زیادہ عملاً اسلام کا پابند سمجھتا ہے اور یورپ کو اس زندگی کی جو نعمتیں حاصل ہوئی ہیں ان کو وہ اسی اسلام کا اجر شمار کرتا ہے جو ان کی زندگی کے بعض پہلوؤں میں پایا جاتا ہے"۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ علامہ اقبال اگر فرنگی لوگوں میں کوئی خوبی دیکھتا ہے تو وہ بھی اسلام کی خوشہ چینی خیال کرتا ہے۔

خلیفہ عبدالحکیم علامہ اقبال پر تنقید کر رہا ہے لیکن اسے مغربی افکار کا دشمن قرار دے رہا ہے - ایسے بے شمار شعر کلام اقبال میں ملیں گے جن سے علامہ اقبال کی مغربی اور مغرب زدہ لوگوں کی تہذیب پر زبردست چوٹیں کی گئی ہیں - لیکن شیخ عبدالماجد ایسے اشعار صرف نظر کر گئے اور انہوں نے اپنی اقبال دشمنی میں مشکل سے وہ اشعار ڈھونڈ نکالے جہاں سے ثابت کیا جا سکے کہ اقبال یوروپین اقوام کا مداح تھا - محقق کے لئے لازم ہوتا ہے کہ وہ کسی شخص کے عام رویوں کو دیکھ کر فیصلہ کرے - علامہ اقبال کا کلام یورپی تہذیب و تمدن پر بہت گہری چوٹ ہے اور خلیفہ عبدالحکیم کے قول کے مطابق علامہ اپنے اشعار میں ان کے خلاف ہر جگہ نفرت کا اظہار کرتے ہیں - لہٰذا شیخ عبدالماجد کو عرض کروں گا کہ وہ اس بارے اپنے خیالات پر نظر ثانی فرمائیں۔

"علامہ اقبال کی مغرب پر تنقید نہایت ضروری تھی اور مسلمانوں کی نشاۃ ثانیہ کیلئے ناگزیر تھی - اسی طرح علامہ اقبال نے مغرب کے فریب میں پھنسے ہوئے لوگوں کو خواب غفلت سے جگایا - یہ علامہ اقبال کا اپنی قوم پر بہت بڑا احسان ہے" (اقبالی مجرم - شورش کاشمیری ص ٦٥)

چھٹا باب

قادیانی اور جہاد

جہاد کیا ہے

اس سے پیشتر کہ نفس مضمون کی طرف رجوع کیا جائے سب سے پہلے ہمیں یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ جہاد کسے کہتے ہیں - آیا جہاد میں قتال شامل ہے یا نہیں جہاد کب اور کن حالات میں جائز ہے اور اس میں کس کس بات کا خیال کرنا ضروری ہوتا ہے - مزید برآں جنگ اور جہاد میں کیا فرق ہے - جب تک ان باتوں کا پتہ نہ چل جائے نفس مضمون سے انصاف نہیں کیا جاسکتا ۔

دائرہ معارف اسلامیہ پنجاب یونیورسٹی لاہور جلد نمبر ۷ میں یہ لکھا ہے "جہاد کے اصطلاحی معنی وہ محنت اور کوشش جو اللہ کیلئے اللہ کی راہ میں اسلام کیلئے' نظام ملت کیلئے یا اس کے استحکام کیلئے کی جائے خواہ وہ مال سے ہو یا جان سے ہو یا کسی اور طریقے سے - وہ کوشش اور محنت جو ملت کے استحکام کے لئے کی جائے' حق کی سربلندی کیلئے' اعلائے کلمتہ اللہ' مظلوموں کی حمایت' حملہ آوروں کا مقابلہ اور اس میں آگے بڑھ کر ان کی کمین گاہوں' رسد گاہوں' چھاؤنیوں' سلسلہ رسل و رسائل اور ان کی مرکزی قوت کو ختم کرنے تک سب امور شامل ہیں ۔ باطل قوتوں کی طرف پیکار کی توقع رکھ کر اسے جہاد کی ہر صورت (بشمول قتال) تیار رہنا لازمی ہے ۔

جہاد اپنے مقصد' طریق کار اور نصب العین کے اعتبار سے محض اعلائے کلمتہ اللہ اور تحفظ غایات اسلامی کیلئے ہوتا ہے - مقاصد ملت کی خاطر ایک با اصول جنگ ہے جو معین اصولوں' پابندیوں اور احتیاطوں کے ساتھ لڑی جاتی ہے - جنگ کے باوجود جو صلح و آشتی کی اہمیت' جنگ میں بھی عدوان اور زیادتی سے بچنے کی تلقین' معاہدات کی سختی سے پابندی' عورتوں' بچوں اور بوڑھوں سے نیک سلوک' عبادت گاہوں کا احترام' درختوں' فصلوں اور پانی کے چشموں کی حفاظت - گرے ہوئے دشمن سے نرمی' قیدی سے حسن سلوک وغیرہ وغیرہ ۔

اس طریقے سے اسلام میں جہاد کی ہر صورت (بشمول قتال) ایک عبادت قرار دی گئی

(سیرۃ النبیؐ جلد ششم مطبع معارف اعظم گڑھ ص ۵۷۳ تا ۶۲۲)

چونکہ اعلائے کلمتہ اللہ کی آخری ذمے داری مسلمان پر ڈالی گئی ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ

Marfat.com

دین اسلام سب دینوں پر غالب رہے گا اس لئے اس صورت حال کیلئے احکام بھی ہیں جس میں اتفاقاً یا با امر مجبوری مسلمانوں کا کوئی گروہ دوسروں کا غلام بن جاتا ہے - اسلام اور آزادی لازم و ملزوم ہیں - اسلئے غلام ہو جانے کی صورت میں آزادی کیلئے جدوجہد لازمی ہے۔

انیسویں بیسویں صدی میں جب مغربی بعض اقوام نے مسلمان ممالک پر قبضہ کر لیا تو جہاد اور دارالحرب کے مسائل کے بارے میں بعض ایسی توجیہات ظہور میں آئیں جن سے ان کے حاکمانہ قبضے کو تقویت ملتی تھی اور یہ موقف اختیار کیا گیا کہ مسلمان غیر مسلم حکام کی رعایا بن کر رہ سکتے ہیں - بشرطیکہ کہ وہ مسلمانوں کے شخصی قوانین میں خلل انداز نہ ہوتے ہوں اور عادل ہوں۔

ابوالکلام آزاد نے مسئلہ خلافت اور قول فیصل میں اس موقف کا تجزیہ کیا ہے اور غلامی سے نکلنے کی جدوجہد کو فرض قرار دیا ہے۔

جنگ کیا ہے

اسلام میں جوع الارض کیلئے جنگ کرنا ناجائز ہے - جنگ جارحانہ اقدام ہے اور اس کے مقابلے میں جہاد اپنے دین، ملک، جان و مال اور عقائد کی نگہداشت کرنا ہے اور دشمن کے حملے کا دفاع کرنا ہے - دفاعی جنگ کا نام جہاد ہے اور یہ ہر حالت میں لازمی ہے - لہٰذا جنگ Agression ہے اور جہاد Protective اور Defensive ہوتا ہے۔

اب مندرجہ بالا تشریح کی روشنی میں ہم "قادیانی اور جہاد" پر کھل کر بات کریں گے۔

اقبال اور احمدیت مصنفہ شیخ عبدالماجد ص ۱۷۲-۱۷۱ پر عنوان ہے۔

مرزا صاحب کی محکومی کی زندگی

"علامہ اقبال ۱۹۳۶-۱۹۳۵ء کے مضامین سے یہ تاثر ابھرتا ہے کہ بانی سلسلہ احمدیہ نے محکومی کی زندگی بسر کی اور یہ بات نبی کی شان کے خلاف ہے۔ پھر آگے یوں رقمطراز ہیں "یاد رہے کہ حضرت موسیٰؑ فرعون کے ماتحت رہے اس کی حکومت میں رہے - حضرت عیسیٰؑ مشرک رومی حکومت کے ماتحت رہے - خود آنحضرتؐ ۱۳ سال تک مکہ کے مشرکوں کے قوانین کے ماتحت رہے اب ان انبیاء کی محکومیت اور بانی تحریک احمدیہ کی محکومیت میں اگر کوئی فرق ہے تو یہی کہ

Marfat.com

مرزا صاحب نسبتاً کم محکوم تھے اور وہ زیادہ کیونکہ رومی کسی شریعت کے پابند نہ تھے اور نہ فرعون پابند شرع تھا - اس کے مقابل مرزا صاحب عیسائیوں کے محکوم تھے جو بہرحال اہل کتاب ہیں - ہم مصنف سے یہ دریافت کرنا چاہتے ہیں کہ اگر مذکورہ انبیاءؑ کے طرز فکر و عمل یا محکومی سے ان کے اسلام میں کوئی فرق نہیں آیا تو مرزا صاحب کے اسلام میں کیونکر فرق آگیا!"۔

جناب شیخ صاحب آپ کو ایک جعلی نبی کا تصور ہے جو مجسٹریٹ کے آگے معافی بھی مانگ لیتا ہے اور پھر سرکار انگریزی کے دامن میں پناہ لیتا ہے اور اس کا محکوم بھی رہتا ہے - دریوزہ گری کرتا ہے - لیکن آپکو معلوم ہونا چاہیئے کہ ایک سچا نبی کبھی بھی کافر حکومت کا محکوم نہیں ہو سکتا - ۱۳ سالہ مکی زندگی شاہد ہے کہ آپ نے اور آپ کے ساتھیوں نے طرح طرح کے ظلم اہل قریش کے ہاتھوں سے لیکن ان کے حلقہ بگوش نہ ہوئے - شعب ابی طالب میں مقاطعہ کے تین برس گزارے لیکن راہ حق کی تبلیغ کو جاری رکھا - ہار تھک کر لالچ دیا گیا کہ چاہیں تو عرب کی حکومت اپنے ہاتھ میں لے لیں - اعلیٰ سے اعلیٰ خاندان کی خوبصورت ترین لڑکی سے شادی کر لیں اگر روپیہ پیسہ چاہیے تو زر کثیر قدموں میں ڈال دیا جائیگا لیکن ہمارے بتوں کو برا نہ کہو - آنحضورؐ نے فرمایا میرے دائیں ہاتھ پر اگر سورج لا کر رکھ دو اور بائیں ہاتھ پر چاند پھر بھی میں اس مشن سے جو اللہ تعالیٰ نے میرے ذمہ لگایا ہے کی ادائیگی سے باز نہ آؤں گا - آخرکار دینا نے دیکھا کہ انہوں نے کافروں سے تنگ آکر وطن مالوف کو چھوڑا اور مدینہ منورہ ہجرت اختیار کی - اگر اہل قریش کی محکومی تو درکنار ان کے خیالات سے موافقت ہی کر لی جاتی تو آپ وہاں عیش و عشرت کی زندگی بسر کر سکتے تھے لیکن امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ادا کرنے کیلئے ہجرت اختیار کی اور طاقت جمع کی اور جب کفار اپنے لاؤ لشکر اور ساز و سامان حرب پر بھروسہ کرتے ہوئے مدینہ منورہ پر بدر کے مقام پر حملہ آور ہوئے تو آپ نے تائید ایزدی سے ان کو شکست فاش دی یہ تاریخی واقعہ ہے جسے جھٹلایا نہیں جا سکتا - پھر کفار کے خلاف کئی معرکے ہوئے حتیٰ کہ اسلام سرخرو ہوا اور کفار خائب و خاسر ہوئے - نبی کبھی محکوم نہیں ہوتے اور نہ وہ کفار کی کاسہ لیسی کرتے ہیں - لہٰذا شیخ صاحب کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے کہ نبیوں کی شان میں ایسی گستاخی کبھی نہ کی جائے کہ وہ کافروں کے محکوم ہو کر اپنی زندگی بسر کریں - نبی تو کفار اور کفر کے قلع قمع کے لئے اور توحید پھیلانے کے لئے بھیجے جاتے ہیں - اگر انہوں نے کافروں کے محکوم ہو کر زندگی بسر کرنی ہوتی تو اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت تھی کہ وہ نبی بھیجتا اور

بجائے اللہ تعالیٰ کی شان بلند کرنے کے ان کو خدا مان لیتا اور ان سے اپنی حاجت روائیوں کی بھیک مانگتا - مرزا قادیانی جو انگریزوں کا حاشیہ بردار اور جاسوس تھا اس کی مثال سچے نبیوں سے دینا سراسر توہین رسالت کے زمرے میں آتا ہے - اس سے گریز کرنا چاہیئے اور اللہ میاں سے معافی طلب کرنا چاہیئے -

"چہ نسبت خاک را با عالم پاک"

موسیٰ ہو یا کوئی اور نبی ہر نبی کی گمراہ امت کے ساتھ چپقلش ہوئی اور آخر کار نبی کو اللہ کی تائید سے فتح نصیب ہوئی - فرعون خدائی دعوے کرتا تھا - اللہ تعالیٰ نے اسی کے گھر میں موسیٰ کی پرورش کرائی اور اسی کے ہاتھوں سے فرعون کی خدائی دعوے کو نیست و نابود کر دیا - جو نبی ایک خود ساختہ خدائی دعویدار کے ساتھ جنگ کرتا ہے اور پھر فرعون اپنے لاؤ لشکر سمیت دریائے نیل میں غرق کر دیا جاتا ہے - بنی اسرائیل پر جو ظلم و ستم فرعون نے مسلط کر رکھے تھے کہ ان کے بچوں کو ذبح کر دیتا تھا اور غلاموں جیسی زندگی بسر کرنے پر مجبور کر دیتا تھا - موسیٰ تو کبھی محکوم نہ تھے اور وہ فرعون کے گھر میں جوانی کی سرحدوں کو چھو رہے تھے اور جب وقت معین آیا تو پھر اسی نبی نے فرعون کی سلطنت تہ و بالا کر دی - تاریخ سے اتنی ناواقفیت اور اتنا زعم! - آنحضورؐ نے اپنی زندگی کے چالیس سال جبکہ ابھی نبوت کا اعلان بھی نہ ہوا تھا - ان لوگوں میں وقار سے گزارے - آپ کو امین اور صدیق کا لقب دیا گیا - معلوم ہوا کہ نبی کسی وقت محکوم نہیں ہوتا بلکہ معاشرے میں ایک باعزت مقام کا حامل ہوتا ہے۔

شیخ عبدالماجد اپنے قادیانی نبی کی محکومیت اور دریوزہ گری ملاحظہ کریں۔

- خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل سے میری اور میری جماعت کی پناہ اس سلطنت (برطانیہ) کو بنا دیا ہے - یہ امن جو اس سلطنت کے زیر سایہ (یعنی کافروں کے زیر سایہ) ہمیں حاصل ہے نہ یہ امن مکہ مکرمہ میں مل سکتا ہے نہ مدینہ میں"۔

(تریاق القلوب ص ۲۶ مصنف مرزا قادیانی)

- "صرف یہی التماس ہے کہ سرکار کا دولت مدار .... اس خود کاشتہ پودا کی نسبت نہایت احترام و احتیاط اور اخلاص کا لحاظ رکھ کر مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت کی نظر سے دیکھیں - ہمارے خاندان نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنا خون

Marfat.com

بہانے اور جان دینے سے فرق نہیں کیا اور نہ اب فرق ہے "۔
(مرزا قادیانی کی درخواست بحضور لیفٹیننٹ گورنر بہادر پنجاب مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ۷ ص ۱۸ مصنفہ مرزا قادیانی)

دیکھا جناب کس طرح مرزا قادیانی مان رہا ہے کہ وہ انگریزوں کا خود کاشتہ پودا ہے اور کافروں کی پناہ طلب کر رہا ہے ۔ ایک طرف تو جہاد کے خلاف فتویٰ صادر کرتا ہے کہ انگریزوں کے خلاف جہاد کرنا ناجائیز ہے اور دوسری طرف انگریزوں کیلیئے اپنا خون اور جان دینے سے گریز نہیں کرتا ۔ یعنی اسلام کیلیئے اور اسکے تحفظ کیلیئے جہاد تو ممنوع ہے لیکن کافروں کیلیئے اسلام کے خلاف ان سے مل کر جنگ کرنا روا ہے ۔ کیا نبی کی یہی شان ہوا کرتی ہے کہ وہ بجائے کفر اور باطل کے خلاف نبرد آزما ہونے کے اسکی پناہ طلب کرے اور انکی معاونت کرکے اپنا خون بہائے اور جان تک دے دے ۔ تف ہے ایسی عقل پر ۔

ممانعت جہاد

مرزا قادیانی کا بیان ملاحظہ کریں ۔

"میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہارات شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکھٹی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں "۔ (تریاق القلوب ۔ مرزا غلام احمد قادیانی مطبوعہ ۱۹۰۲ء ص ۱۵)

"میں یقین رکھتا ہوں کہ جیسے جیسے میرے مرید بڑھیں گے ویسے ویسے مسئلہ جہاد کے معتقد کم ہوتے جائیں گے ۔ کیونکہ مسیح اور مہدی مان لینا ہی مسئلہ جہاد کا انکار کرنا ہے "۔
(تبلیغ رسالت جلد ۷ ص ۱۷ از مرزا غلام احمد قادیانی)

انکار جہاد پر علامہ اقبال نے خوب کہا ہے

؎ وہ نبوت ہے مسلماں کے لئے برگ حشیش
جس نبوت میں نہیں قوت و شوکت کا پیام

انگریزوں کے خلاف جہاد تو ایک طرف رہا ۔ مرزا قادیانی کا انکی طرف جھکاؤ ملاحظہ ہو۔

"اس گورنمنٹ کے ساتھ کسی طرح مسلمانوں کو جہاد درست نہیں اور نہ صرف اس قدر

Marfat.com

بلکہ بار بار اس بات پر زور دیا کہ چونکہ گورنمنٹ برطانیہ برٹش انڈیا کی رعایا کی محسن ہے اسلئے مسلمانان ہند پر لازم ہے کہ صرف اتنا ہی کریں کہ گورنمنٹ برطانیہ کے مقابل بد ارادوں سے رکیں بلکہ اپنی سچی شکر گزاری اور ہمدردی کے نمونے بھی گورنمنٹ کو دکھلا دیں "۔

(غلام احمد قادیانی کی طرف سے ملکہ معظمہ قیصرہ ہند - اشتہار شائع کیا گیا اور لیفٹیننٹ گورنر پنجاب اور دیگر معزز حکام کیلئے - اشتہار شائع کیا گیا تھا مورخہ ۱۰ ۱۸۸۴ء مندرجہ تبلیغ رسالت جلد سوم ص ۱۹۳ (منقول از قادیانی مذہب ص ۵۲۳ - الیاس برنی مصنف)

اور بیان ملاحظہ کریں

- "ہم پر اور ہماری ذریت پر فرض ہو گیا ہے کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے شکر گزار رہیں "۔ ازالہ طبع دوم حاشیہ ص ۵۶)

یہاں تک ہی بس نہیں بلکہ

- "اگر ہم گورنمنٹ برطانیہ سے سرکشی کریں تو گویا اسلام' خدا اور رسولؐ سے سرکشی کرتے ہیں "۔ (رسالہ بعنوان گورنمنٹ کی توجہ کے لائق مصنفہ مرزا قادیانی)
- اور میں گورنمنٹ (برطانیہ) کی پولیٹیکل خدمت و حمایت کیلئے ایسی جماعت تیار کر رہا ہوں جو آڑے وقت میں گورنمنٹ کے مخالفوں کے مقابلے میں نکلے گی "۔

(الہامی قاتل نمبر۱ جلد ۱۸ ص ۵)

بیان ملاحظہ ہو

"میں ابتدائی عمر سے اس وقت تک جو قریباً ۶۰ ساٹھ برس کی عمر تک پہنچا ہوں - اپنی زبان اور قلم سے اسی اہم کام میں مشغول ہوں کہ مسلمانوں کے دلوں کو گورنمنٹ انگلشیہ کی سچی محبت اور خیر خواہی اور ہمدردی کی طرف پھیروں اور ان اور ان کے بعض کم فہموں کے دلوں سے غلط خیال جہاد وغیرہ کا دور کروں جو ان کو دلی صفائی اور مخلصانہ تعلقات سے روکتے ہیں "۔

(تبلیغ رسالت - مرزا غلام احمد قادیانی ص ۱۰۰)

- "سو میرا مذہب جس کو میں بار بار ظاہر کرتا ہوں کہ اسلام کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ خدا تعالیٰ کی اطاعت کریں - دوسرے اس سلطنت کی جس نے امن قائم کیا ہو جس نے ظالموں کے ہاتھ سے اپنے سایہ میں ہمیں پناہ دی ہو سو وہ سلطنت حکومت برطانیہ ہے "۔ (ضمیمہ شہادت القرآن ص ۸۶ مصنف مرزا قادیانی)

Marfat.com

مخالف کون ہیں مسلمان - ظالم کون ہیں مسلمان - جب مرزا قادیانی مسلمانوں کو مخالف اور ظالم کہہ رہا ہے اور سلطنت برطانیہ کو خیر خواہ اور حلیف خیال کرتا ہے تو محکومیت تو صاف ظاہر ہے لیکن اس کے علاوہ کسی نبی نے مسلمانوں کو مخالف اور ظالم نہیں کہا اور کافروں کی اس طرح حمایت اور تعریف نہیں کی - پھر اگر مرزا قادیانی مسلمانوں کو مخالف اور ظالم گردانتا ہے تو اپنے آپ کو اس مخالف اور ظالم گروہ میں شامل کس لئے کرتا ہے - صرف اور صرف سیاسی مفاد حاصل کرنے کے لئے - مرزا قادیانی کے اصل چہرے کی نقاب کشائی ہو رہی ہے - انشاءاللہ تعالیٰ معاملہ صاف ہو جائے گا اور اقبال کا یہ فرمان کہ انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے اور ۱۹۷۴ء میں انہیں غیر مسلم اقلیت قرار دیا بھی گیا بالکل درست فیصلہ تھا اور یہ وہ فیصلہ تھا جو انہوں نے آپ اپنے لئے منتخب کیا - جب قادیانی کافروں کو حلیف خیال کریں اور مسلمانوں کو ظالم اور مخالف شمار کریں تو صاف ظاہر ہے کہ وہ دوسرے گروہ سے تعلق رکھتے ہیں -

اور بھی بہت سی مثالیں دی جا سکتی ہیں - لیکن عاقل را اشارہ کافی والی بات ہے - اللہ کرے قادیانی اتنے عقلمند ثابت ہوں کہ کم از کم مرزا قادیانی کی اپنی تحریروں کا پاس تو کریں - کیونکہ جو ہم حوالے دے رہے ہیں وہ مرزا قادیانی کی اپنی کتب سے - اس میں تو اب کوئی گنجائش نہیں ہے اور جائے مفر بھی نہیں - اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو راہ راست پر لائے -

اللہ تعالیٰ انبیاؑ کو امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر انسانوں کو پابند کرنے کیلئے مبعوث فرماتے ہیں - وہ برائی سے روکتے ہیں اور بھلائی کرنے کا حکم دیتے ہیں - اور یہ کام محکوم نہیں کر سکتا - محکوم کا کام حاکم کی اطاعت کرنا ہے اور انبیا سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے کسی کافر یا مشرک کے محکوم نہیں ہوا کرتے - غلامی اور محکومی اگر قبول کر لی جائے تو اس پر یہ امر لازم ہوتا ہے کہ محکوم اپنے آقا کی اطاعت کرے اور شکر گزاری کرے - یہ بات مرزا قادیانی نے تو پوری کر دکھائی - کیا کوئی ایسی مثال دی جا سکتی ہے کہ کبھی کسی نبی نے کفار سے جہاد کرنے کی بجائے انکی اطاعت کی ہو یا محکومی اختیار کی ہو -

آنحضورؐ تبلیغ کرتے رہے اور کفار سے جہاد کرتے رہے - حتیٰ کہ ایک وقت ایسا آیا کہ جب کفار نے دیکھا کہ آپ اپنے مشن سے باز نہیں آتے تو انہوں نے ایک پیشکش کی اور وہ یہ تھی کہ آپ کعبے کے آگے جس میں اس وقت بت پڑے تھے ماتھے پر شکن ڈال کر نہ گزریں اور اس کے بدلے میں وہ ان کی تبلیغ میں حارج نہ ہونگے اور نہ ان مسلمانوں پر تشدد کریں گے جو

Marfat.com

حلقہ بگوش اسلام ہو چکے ہوں گے - عام طور پر غریب لوگ پہلے پہل اسلام قبول کر رہے تھے اور اہل ثروت لوگ ان نئے مسلمانوں پر حد درجہ کا جور و تشدد کرتے تھے - حضرت بلالؓ کو دھکتے ہوئے کوئلوں پر لٹا دیا جاتا اور ان کی چربی پگھل پگھل کر کوئلوں کو ٹھنڈا کرنے کا موجب بنتی - کہیں سے کوئی امداد کی توقع نہ تھی لہٰذا کوئی جزع فزع نہ کرتے اور احد احد پکارتے اسی طرح لوگوں کو تپتی ریت پر لٹایا جاتا - ان حالات میں کتنی معمولی شرط معلوم ہوتی ہے کہ آپ صرف ماتھے پر تیوڑی نہ ڈالیں - لیکن وحی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہر قسم کی سختی برداشت کرلیں لیکن کافروں کی یہ شرط نہ مانیں - کیونکہ نبی کا کام ہے برائی کو اول ہاتھ سے روکنا اگر یہ طاقت نہ ہو تو زبان سے منع کرنا اور اگر یہ بھی مقدور نہ ہو تو دل سے برا خیال کرنا اور اس کا اظہار ماتھے پر بل ڈال کر کرنا - لہٰذا اسلام میں دین کے معاملہ میں کوئی رواداری جائز نہیں - یہ نبی کی شان ہے نہ کہ قادیانی نبی کی طرح کہ کبھی وہ معافی نامے عدالتوں میں لکھ کر دے رہا ہے اور کبھی کافروں کی پناہ ڈھونڈ رہا ہے . لہٰذا سچے نبی مظلوم تو ہو سکتے ہیں وہ کبھی کفار کے نہ محکوم ہوتے ہیں نہ ان کی تعریف کرتے ہیں اور نہ ہی ان کی پناہ ڈھونڈتے ہیں - لیکن مرزا قادیانی یہ سب کام کرتا تھا لہٰذا شیخ عبدالماجد کو ہر نبی اسی سانچے میں دکھائی دے رہا ہے - حالانکہ یہ انکی عقل کا بانجھ پن ہے - اور اسلام سے عدم واقفیت ہے ورنہ یہ غلط دعویٰ نہ کرتے .

عالم اسلامی کی آزادی پر اثر

مندرجہ بالا عنوان کے تحت شیخ عبدالماجد اپنی کتاب "اقبال اور احمدیت" صفحہ ۱۷۵ پر مغربی اقتدار کا ذکر کرتے کرتے یوں لکھتے ہیں .

"علما کے لئے یہ سوچنے کی بات ہے کہ جب ہر جگہ نزع کا عالم طاری تھا - اسلامی جھنڈے سرنگوں ہو چکے تھے (۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی ہار چکے تھے) مسلمانوں میں جہاد کی سکت باقی نہ رہی تھی ..... جہاد کے تمام مراکز ۱۸۷۰ء میں ہی بند کر دئے گئے تھے تو انگریزوں کو اس امر کی کیا ضرورت تھی کہ وہ برصغیر میں ۱۸۵۷ء کے ہنگامے سے بانئ سلسلہ کے تشکیل جماعت (۱۸۸۹ء) تک کے ۳۲ سال سر جوڑ کر سوچتے کہ مسلمانوں کے دلوں سے جذبۂ جہاد ختم کر کے اسلامی ممالک اور برصغیر پر کیسے غلبہ حاصل کیا جائے - پھر اس کی یہ تدبیر نکالتے ہیں کہ پنجاب کے ایک گمنام گاؤں سے ایک غریب و بے ہنر شخص کو کھڑا کیا جائے جو خود کو مثیل ابن مریم

ظاہر کرے - ابن مریم کی وفات کا اعلان کرے - اس کی قبر کی سرینگر کشمیر میں نشاندھی کرے - حقیقت پسند اقوام تو ان خطوط پر منصوبے نہیں بنایا کرتیں "۔

جواب حاضر ہے

"۱۸۶۹ء میں انگلستان سے برطانوی مدبروں، اعلیٰ سیاست دانوں، ممبر پارلیمنٹ اور مسیحی رہنماؤں پر مشتمل ایک وفد ان امور کا جائزہ لینے کیلئے ہندوستان میں طوفان کی صورت وارد ہوا ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے اسباب و محرکات کیا تھے ؟ کس جذبے نے مسلمانوں کو جنگ آزادی پر ابھارا اور اس جذبے نے پورے ہندوستان میں آزادی کی ہلچل کیسے مچا دی ؟ .... مسلم معاشرہ میں گھس کر ان کی مذہبی کیفیات کو بنظر غائیر دیکھا - ہندوستان کے سیاسی حالات کا گہرا جائزہ لیا - مسلم عوام پر انکے مذہبی رہنماؤں کے اثر و رسوخ کا مشاہدہ کیا - خفیہ اداروں کے ذریعہ رپورٹیں حاصل کیں - ایک سال مدت گزارنے کے بعد یعنی ۱۸۷۰ء میں اس شیطانی وفد نے لندن میں ایک کانفرنس کا اہتمام کیا - جس میں عیسائی مشنریوں اور خفیہ اداروں نے آپس میں سر جوڑ کر عالم اسلام کے خلاف ایک بھیانک سازش تیار کی - انہوں نے دو الگ الگ رپورٹیں تیار کیں جنہیں یکجا کر کے "ہندوستان میں برطانوی سلطنت کا ورود"
"The Arrival of British Empire in India" کے نام سے شائع کر دیا - اس تخریبی اور روح فرسا رپورٹ کا ایک حصہ درج کیا جاتا ہے جس میں ظالم فرنگی نے جناب خاتم النبیینؐ کے تاج و تخت ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالنے کیلئے جھوٹی نبوت کا منصوبہ تیار کیا - رپورٹ کا اقتباس ملاحظہ ہو "۔

Report of Missionary Fathers

"Majority of the Population of the Country blindly follow their Peers their spiritual leaders. If at this stage we succeed in finding out some who would be ready to declare himself a Zilli nabi (apostolic Prophet) then the large number of People shall rally round him. But for this purpose it is very difficult to persuade some one from the Muslim masses If this problem is solved the prophet-hood of such a person can folourish

Marfat.com

under the patronage of the Government. We have already overpowered the native governments mainly persuing a ploicy of seeking help from the traitores. That was a different stage for at that time the traitors were from the military point of view. But now when we have sway over every nook of the country and there is peace and order every where we ought to undertake measure which might creat internal unrest among the country".

(Extract from the Printed Report India Office Library Ldn.)

(بحوالہ قادیانیت محمد طاہر رزاق ص۲۱۸-۲۱۷)

۱۸۶۹ء میں وائسرائے ہند لارڈ میو نے ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر کو رپورٹ کا جائزہ پیش کرنے کو کہا - ہنٹر نے صورت حال کا بغور جائزہ لینے کے بعد اپنی رپورٹ میں لکھا

"جہاد ہی کا وہ نظریہ ہے جو ان کے شدید جوش اور قربانی کی خواہش کی بنیاد ہے - اس قسم کا عقیدہ انہیں ہمیشہ حکومت کے خلاف متحد کر سکتا ہے - ان میں جہاد کا شعلہ سرد نہیں ہوا - ان پر مذہبی دیوانوں اور جہادی ملاؤں کا اثر نہایت قوی ہے - اور وہ کسی لحظہ بھی ان کے جذبات کی آگ بھڑکا سکتا ہے"۔ (ڈبلیو ڈبلیو ہنٹر - دی انڈین مسلمانز کامریڈ پبلیشرز کلکتہ ۱۹۴۵ء)

(ماخوذ از قادیانیت مصنفہ محمد طاہر رزاق ص ۲۱۹)

فرنگی کو جس بندے کی تلاش تھی وہ منشی مرزا قادیانی کی صورت میں مل گیا -

آپ کو میرا خیال ہے اب پتہ چل گیا ہو گا کہ انگریزوں نے اسی خود کاشتہ مرزا قادیانی پودے کو کس لئے پروان چڑھایا اور کس طرح اس کے ذریعے مسلمانوں میں جذبۂ جہاد کو ختم کرنے کی ناپاک کوشش کی گئی - شیخ عبدالماجد کو ہو سکتا ہے معلوم ہو کہ نہ ہو کہ اسلام میں جہاد کی کیا حیثیت ہے - لیکن یہ بات انگریزوں اور یہودیوں کو مکمل طور پر پتہ ہے کہ یہی جذبۂ جہاد ہی مسلمانوں کو یکجا کرنے کا موجب ہے اور یہی ان میں شوق شہادت پیدا کرتا ہے اور سرفروشی پر مائل کرتا ہے - اگر یہ جذبہ مسلمانوں میں ختم کر دیا جائے تو ان میں جانفروشی کا جذبہ ہزیمت اختیار کر جائے گا اور ان کا اتحاد پارہ پارہ ہو جائے گا - جس بات کو فرنگی سمجھ رہا ہے شیخ عبدالماجد یا تو تجاہل عارفانہ سے کام لے رہا ہے یا پھر عقل سے عاری معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس

Marfat.com

بات کو سمجھ نہیں سکا.
ان حقائق کے پیش نظر علامہ اقبال نے کہا

محکوم کے الہام سے اللہ بچائے
غارت گر اقوام ہے یہ صورت چنگیز

اور اس شعر کی زد کسی سچے نبی پر نہیں پڑتی بلکہ مرزا قادیانی جیسے جھوٹے نبی پر پڑتی ہے جو محکوم ہو کر زندگی بسر کرتا رہا اور سرکار انگریزی کا حاشیہ بردار رہا - محکوم ہمیشہ اپنے حاکم کی اطاعت کرتا ہے اور مرزا قادیانی اور اس کے خانوادے نے تمام عمر سرکار انگریزی کی اطاعت گزاری میں وقت بسر کیا
ایک اور اقتباس ملاحظہ ہو

"جہاد تو بہت دور کی بات ہے اقبال تو انگریزوں کے خلاف احتجاجی سیاست کو بھی گوارہ کرنے کیلئے تیار نہ تھے - اس صورت حال میں بانئ تحریک پر تنقید کہ آپ نے انگریزوں کے خلاف جہاد کیوں نہ کیا - کتنی عجیب بات ہے".

(اقبال اور احمدیت - شیخ عبدالماجد ص ۱۷۷)

یہ کتنی واقعی عجیب بات ہے کہ شیخ عبدالماجد کو یہ بھی علم نہیں کہ علامہ اقبال نے انگریزوں کے خلاف کتنا قلمی اور سیاسی جہاد کیا - آپ کی شاعری بھری پڑی ہے جس میں انگریزوں اور ان کے جمہوری نظام پر بھرپور چوٹیں کیں.

من کی دنیا میں نہ پایا میں نے افرنگی کا راج
من کی دنیا میں نہ دیکھے میں نے شیخ و برہمن

وہ آنکھ کہ ہے سرمہ افرنگ سے روشن
پر کار و سخن ساز ہے نمناک نہیں ہے

Marfat.com

پیر میخانہ یہ کہتا ہے کہ ایوان فرنگ
ست بنیاد بھی ہے آئینہ دیوار بھی ہے

عالم نو ہے ابھی پردۂ تقدیر میں
میری نگاہوں میں ہے اس کی سحر بے حجاب
پردہ اٹھا دوں اگر چہرۂ افکار سے
لا نہ سکے گا فرنگ میری نواؤں کی تاب

یورپ میں بہت روشنیٔ علم وہنر ہے
حق یہ ہے کہ بے چشمۂ حیواں ہے یہ ظلمات!

بیکاری و عریانی و مے خواری و افلاس
کیا کم ہیں فرنگی مدنیت کے فتوحات؟

اسی طرح کے بے شمار اشعار لکھے جا سکتے ہیں جو علامہ اقبال نے سلطنت برطانیہ کی شہنشاہیت کے دور میں ان کے خلاف لکھے۔

خطبہ الٰہ آباد ۱۹۳۰ء اور خطبہ لاہور ۱۹۳۲ء میں اسلامی فیڈریشن کی تجویز پیش کی - دوسری گول میز کانفرنس اور تیسری گول میز کانفرنس میں مسلمانوں کی نمائیندگی - جداگانہ انتخاب کی تجویز پیش کی جو آخرکار حصول پاکستان کا پیش خیمہ ثابت ہوئی - آل انڈیا مسلم لیگ کی صدارت - آل انڈیا مسلم کانفرنس کی صدارت - آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی صدارت کے فرائض انجام دئے - بہت ساری مجالس میں ملک اور اور ملک کے باہر تقاریر کیں - چھ خطبات دئے جو بعد میں کتابی شکل میں رونما ہوئے اور شہرہ آفاق کتاب

"Reconstruction of religious Thoughts in Islam"

کے نام سے طبع ہوئے - یہ لیکچر اسقدر پر مغز اور فلسفہ سے بھرپور ہیں کہ علامہ اقبال کی علمیت کا اظہار ہوتا ہے۔

لیجسلیٹو اسمبلی میں ۱۹۲۶ء سے ۱۹۲۹ء تک رکن رہے اور اصلاحات تجویز کیں - ان کا ذکر مناسب موقع پر آئے گا۔

تجاویز دہلی، سائمن کمشن رپورٹ اور نہرو رپورٹ پر اپنا نکتہ نظر پیش کیا اور سیاست کی

Marfat.com

دنیا میں دھاک بٹھا دی - غرضیکہ علامہ اقبال نے انگریزوں کی بادشاہت میں انکی سیاست پر بھرپور چوٹیں کیں اور مسلمانوں کے مفاد کو ہمیشہ مد نظر رکھا - اسلئے یہ کہنا کہ علامہ اقبال نے جہاد نہیں کیا سرے سے غلط بات ہے - انہوں نے اپنی شاعری سے نوجوانوں کے دلوں کو گرما دیا اور ایک نیا ولولہ اور جذبہ پیدا کیا - قلمی جہاد، شاعری اور تحریروں کے ذریعہ کیا اور سیاسی جہاد عملی طور پر کیا اور وہ لوگ جو یہ سمجھتے تھے کہ سرکا خطاب لیکر علامہ اقبال ڈھیلے پڑ جائیں گے اپنے خیال خام پر ماتم کرتے نظر آئے - ۱۹۲۳ء میں سر کا خطاب ملا اور ۱۹۲۶ء سے لیکر ۱۹۳۸ء تک پھر سیاست میں وہ کارہائے نمایاں کئے کہ ایسی مثال ملنا مشکل ہے - اسکے برعکس مرزا قادیانی نے انگریزوں کے دامن میں پناہ لی - ان کیلئے مسلمانوں کے خلاف جاسوسی کی اور انگریزوں سے مراعات حاصل کیں - اپنے آپ کو انگریزوں کا خود کاشتہ پودا کہا - اور درخواست کی کہ وہ قادیانیوں کی حفاظت کریں - مرزا قادیانی انگریزوں کے خلاف ایک علامہ اقبال جیسا شعر لکھا ہوا دکھا دیں - انہوں نے اپنی جھوٹی نبوت پر کئی اشعار لکھے لیکن سیاست کے میدان میں کونسا قلمی یا عملی جہاد کیا - بلکہ جہاد کی ممانعت پر زور دیا اور کہا کہ انگریزوں کے خلاف جہاد کرنا خدا اور رسولؐ کے خلاف جہاد کرنے کے مترادف ہے - اس سے پہلے اس بات کا ثبوت مرزا قادیانی کی اپنی تحریر سے دیا جاچکا ہے - لہٰذا شیخ عبدالماجد اپنا ریکارڈ درست کرلیں

اسلام میں جہاد کی فضیلت (قرآن کی روشنی میں)

مرزا قادیانی اپنے آپ کو مسلمان قرار دیتا ہے لیکن اسے یہ معلوم نہیں کہ اسلام میں جہاد کی فضیلت کیا ہے - اس کے متعلق چند آیات اور احادیث عرض کروں گا تاکہ پتہ چل جائے کہ اسلام میں جہاد کا کیا مقام ہے اور یہ خود ساختہ مرزا قادیانی اپنے انگریز آقاؤں کے اشاروں پر جہاد کے خلاف جہاد کرتا نظر آتا ہے - اسلام میں جہاد کی اہمیت کیا ہے مندرجہ ذیل آیات اور احادیث سے واضح ہو جائیگی۔

☆ "نکلو ہلکے اور بوجھل اور لڑو اپنے مال سے اور جان سے اللہ کی راہ میں"۔ (سورۃ توبہ)

☆ "اللہ نے خرید لی مسلمانوں سے ان کی جان اور مال اور اس کے بدلے انکو جنت کی بشارت دی"۔ (سورۃ توبہ)

☆ "اے ایمان والو! میں تم کو ایسی سوداگری بتاؤں جو تم کو ایک دردناک عذاب سے

Marfat.com

بچائے - ایمان لاؤ اللہ اور اس کے رسولؐ پر اور لڑو اپنی جان و مال سے اور یہ بہتر ہے تمہارے لئے اگر تم کو سمجھ ہے - اللہ تعالیٰ تمہارے گناہ بخش دے گا اور داخل کرے گا باغوں میں جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں اور ستھرے گھروں میں باغوں کے اندر - یہ بڑی مراد ہے اور ایک اور چیز دے جس کو تم چاہتے ہو - مدد اللہ کی طرف سے فتح جلدی اور خوشی سناوے ایمان والوں کو "۔ (سورۃ الصف)

☆ "اور لڑو ان سے یہاں تک کہ باقی نہ رہے فساد اور حکم رہے اللہ تعالیٰ کا "۔

(سورۃ البقر)

☆ "پھر جب پناہ کے مہینے گزر جائیں تو مشرکوں کو جہاں پاؤ مارو، پکڑو، گھیرو اور ہر جگہ ان کی تاک میں بیٹھو - پھر اگر وہ توبہ کریں اور قائم کریں نماز اور زکواۃ دیا کریں تو ان کا راستہ چھوڑ دو - بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے "۔ (التوبہ)

☆ "ان لوگوں سے لڑو جو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لائے اور نہ اس چیز کو حرام خیال کرتے ہیں جس کو اللہ اور اس کے رسول نے حرام کیا اور نہ سچا دین قبول کرتے ہیں ان لوگوں میں سے جو اہل کتاب ہیں یہاں تک کہ جزیہ دیں اپنے ہاتھوں سے ذلیل ہو کر "۔ (التوبہ)

☆ تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم خدا کی راہ میں ان مردوں اور عورتوں اور بچوں کیلئے نہیں لڑتے جنہیں کمزور پا کر دبا لیا گیا ہے اور جو دعائیں مانگتے ہیں کہ خدایا ہمیں اس بستی سے نکال جس کے کارفرما ظالم ہیں "۔ (سورۃ النساء)

(اس وقت کشمیری مسلمان ایسی حالت سے دوچار ہیں)

مندرجہ بالا آیات بینات قرآن مجید کی سورتوں سے لی گئی ہیں - ان میں کیا ابہام ہے کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو مسلمان بھی کہتا ہے اور کلام ربانی کی صریح خلاف ورزی کرتے ہوئے ممانعت یا التوائے جہاد کے فتوے صادر کرتا ہے "۔

جہاد کی فضیلت احادیث میں

آیئے اب چند احادیث کا ذکر ہو جائے جہاں سے اسلام میں جہاد کی فضیلت درج ہے ۔ جناب خاتم النبیین حضرت محمدؐ نے جذبہ جہاد میں اللہ کے نام پر کٹ مرنے کے متعلق

یوں ارشاد فرمایا۔

☆ "قسم ہے خدا کی کہ میری خواہش یہ ہے کہ میں خدا کے راستے میں قتل کیا جاؤں اور پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں پھر زندہ کیا جاؤں اور پھر قتل کیا جاؤں (مسلم)

ایک اور حدیث یوں ہے۔

☆ "جنت تلواروں کے سائے میں ہے"۔ (مسلم)

☆ "جو شخص اس حال میں مرا کہ نہ تو اس نے جہاد کیا اور نہ اپنے آپ کو جہاد کا مشورہ دیا وہ نفاق کے ایک حصہ پر مرا"۔ (مسلم)

☆"جنت میں جانے کے بعد کسی شخص کا دوبارہ دنیا میں آنے کو جی نہیں چاہتا مگر شہادت کی لذت ایسی ہے کہ شہید کو جنت میں جا کر بھی یہ خواہش ہوتی ہے اور شہید اس امر کی درخواست کرتا ہے کہ پھر دنیا میں بھیجا جائے تاکہ وہ اللہ کی راہ میں مکرر سکرر بلکہ دس بار شہید ہو"۔ (مسلم - بخاری)

☆ "جو پاؤں خدا کے راستے میں گرد آلود ہوئے ان کو جہنم کی آگ مس نہیں کر سکتی"۔ (بخاری)

☆ "خدا تعالیٰ کو دو قطرے اور دو نشانات بہت ہی زیادہ پسند ہیں - ایک آنسو کا وہ قطرہ جو خدا کے خوف سے نکلے اور دوسرے خون کا وہ قطرہ جو جہاد میں کسی زخم سے ٹپکے - ایک وہ نشان جو فرائض کے ادا کرنے کے باعث جسم کے کسی حصہ پر پڑ جائے اور دوسرے وہ نشان جو اللہ کی راستے میں جہاد کی وجہ سے کسی جگہ واقع ہو جائے"۔

(ترمذی)

☆ "شہید فی سبیل اللہ کو شہادت کے وقت صرف اتنی تکلیف محسوس ہوتی ہے جیسے کسی چیونٹی نے کاٹ لیا"۔ (ترمذی)

☆ "شہدا کی روحیں سبز پرندوں کی شکل میں جنت کے پھل کھاتی پھرتی ہیں"۔ (ترمذی)

☆ "جو خدا کی راہ میں صرف اتنی دیر لڑا جتنی دیر میں ایک اونٹنی کا دودھ دوہا جاتا ہے تو اس کیلئے جنت واجب ہو گئی"۔ (ابوداؤد)

☆ "جو مسلمان اپنی زندگی میں نہ کبھی اللہ کی راہ میں لڑا نہ کسی مجاہد کیلئے سامان جہاد

مہیا کیا اور نہ کسی مجاہد کے اہل و عیال میں خیرخواہی کے ساتھ مقیم رہا - اللہ تعالٰی اس شخص کو قیامت سے پہلے ایک عذاب و مصیبت میں مبتلا کریں گے "۔ (ابوداؤد)

آنحضورؐ نے فرمایا۔

☆ "ایک تیر کی وجہ سے تین شخص جنت میں جائیں گے - ایک جس نے ثواب کی نیت سے تیر بنایا - دوسرے جس نے تیر اندازی کی مشق کے لئے تیر چلایا تیسرے وہ جس نے اس مشق کرنے والے کو تیر اٹھا کر دیا "۔

☆ "جس نے خطرے کے موقعہ پر مجاہدین کی پاسبانی کی اس کی یہ رات شب قدر سے بہتر ہے"۔ (حاکم)

☆ "جس نے کسی مجاہد کو سامان دلا دیا اور روپیہ سے اس کی امداد کی یا اسکی بیوی بچوں کی اس کے پیچھے پوری پوری خدمت کی تو اس شخص کو غازی کے برابر ثواب ملتا ہے اور غازی کے ثواب میں سے کچھ کمی نہیں ہوتی "۔ (صحاح)

جہاد کی اہمیت مسلمہ ہے - مرزا قادیانی کیسے ممانعت جہاد کی نئی شریعت پیدا کر سکتا ہے - خود آنحضورؐ نے شمشیر اٹھائی' زرہ زیب تن فرمائی' جہاد کیلئے سفر کی صعوبتیں برداشت کیں' خندقیں اپنے دست مبارک سے کھودیں' پتھر اور تیر اللہ کی راہ میں کھائے' دندان مبارک جنگ احدمیں شہید ہوا اور میدان جہاد میں اپنا مقدس خون بہایا - آنحضورؐ نے مدینہ منورہ میں دس سالہ قیام میں ۲۶ غزوات بطور کمانڈر شرکت فرمائی اور ۵۶ سرایا (مہمات) روانہ فرمائیں - اسی طرح دس سالہ مدنی زندگی میں ۸۲ جنگیں لڑی گئیں۔

بڑے بڑے صحابہ کرام جنگوں میں شہادت سے سرفراز ہوئے - آنحضورؐ کے حقیقی چچا حضرت امیر حمزہؓ جنگ احد میں شہید ہوئے اور سید الشہدا کے لقب سے ملقب ہوئے۔

اسلامی جنگوں میں حضرت معاذ جیسے کم عمر بچوں نے بھی حصہ لیا اور ان جنگوں میں عورتوں نے بھی بہت خدمات انجام دیں۔

جہاد ایک مصلحانہ اور مدافعانہ جنگ کو کہتے ہیں اور کبھی کسی مسلمان کیلئے یہ بات روا نہیں کہ وہ کفار کے مقابلہ میں پیٹھ دکھائے اور سینہ سپر ہو کر مقابلہ نہ کرے - جیساکہ پہلے عرض کیا جا چکا ہے ذاتی اغراض کیلئے یا جوع الارض کیلئے اسلام جنگ کی اجازت نہیں دیتا- لیکن کلمتہ اللہ کیلئے' معاشرہ کی اصلاح کیلئے' شرک اور بے دینی کو روکنے کیلئے' اسلام کے خلاف کاروائی

Marfat.com

کرنے والے جبر و استبداد کا قلع قمع کرنے کیلئے، مجبور اور مقہور کمزور لوگوں کو کافروں کے ظلم و جور سے نجات دلانے کیلئے اور شعائر اسلام کی حدود کو مسمار کرنے والی طاغوتی طاقتوں کے خلاف جہاد عین فرض ہے۔

مجاہدوں کے بازوے فلک فگن عجیب ہیں
بہادروں کے پنجہ ہائے تیغ زن عجیب ہیں
یہ جسم ہائے خوں چکان و بے کفن عجیب ہیں
مجاہد و شہید کے یہ بانکپن عجیب ہیں
حیات گر حیات ہے تو موت بھی حیات ہے

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "میری راہ میں شہید ہونے والوں کو مردہ مت کہو وہ زندہ رہتے ہیں لیکن تمہیں انکی اس زندگی کا شعور نہیں ہے"۔

Marfat.com

ساتواں باب

قادیانی اور جدوجہد آزادی

"اقبال اور احمدیت" کے مصنف شیخ عبدالماجد نے مصنف "زندہ رود" کے اس الزام کی سختی سے تردید کی ہے کہ قادیانیوں نے جدوجہد آزادی میں حصہ نہیں لیا - ایک اقتباس ملاحظہ ہو (ص ۱۸۷)

"مصنف زندہ رود نے بغیر کوئی حوالہ دیئے جماعت احمدیہ پر یہ الزام عائد کر دیا ہے کہ وہ حصول آزادی کی جدوجہد میں شرکت کو حرام سمجھتی تھی (صفحہ ۵۹۰) ادھر مصنف نے قدم قدم پر یہ بات ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ علامہ اقبال آزادی کی مہم کے زبردست ہیرو تھے ...... مگر کیا مصنف کیلئے ضروری نہ تھا کہ وہ حصول آزادی کے مراحل میں ان تحریکات' واقعات' مذاکرات یا اجتماعات کا حوالہ دیتے جنہیں کامیابی سے ہمکنار کرنے کیلئے اقبال تو عمر بھر کوشاں رہے لیکن جماعت احمدیہ کے امام اپنی جماعت کو ان میں شرکت کرنے سے باز رکھتے رہے اور ہدایت دیتے رہے کہ اس نوع کی سرگرمیاں ہمارے عقائد کی رو سے حرام ہیں - راقم یہی سمجھتا ہے چونکہ ایسا کوئی مواد باوجود کوشش کے مصنف کے ہاتھ نہیں لگ سکا اس لئے زندہ رود کے صفحات اس قسم کے کسی ریفرنس سے مزین نہیں ہو سکے "- مصنف "اقبال اور احمدیت" نے اس بیان پر بھی اعتراض کیا کہ "سیاسی بیداری کے دور میں بھی تحریک احمدیہ انگریزی حکومت کی اطاعت کا دم بھرتی تھی"۔ (صفحہ ۱۸۸-۱۸۷)

اس سے پیشتر کہ علامہ اقبال کا جدوجہد آزادی میں کیا کردار تھا کے متعلق کچھ لکھا جائے سب سے اول یہ بات کہ قادیانیوں کا اس آزادی کی جنگ میں کیا کردار تھا یہ بتانا اشد ضروری ہے - بعد میں دوسری بات کی جائے گی۔

یہ بات بالکل درست ہے کہ مرزا قادیانی اپنی جماعت کو اپنے خود ساختہ عقائد کی رو سے جنگ آزادی میں حصہ لینے سے روکتے رہے - حوالہ جات مرزا قادیانی کی اپنی کتب وغیرہ سے۔
مرزا قادیانی کا بیان ملاحظہ کریں

"میں ایک ایسے خاندان سے ہوں جس کی نسبت گورنمنٹ نے ایک مدت دراز سے قبول کیا ہوا ہے کہ وہ خاندان اول درجہ پر سرکار دولت مدار انگریزی کا خیر خواہ ہے"۔

Marfat.com

(مرزا قادیانی کی لیفٹیننٹ گورنر کے حضور درخواست مندرجہ تبلیغ رسالت جلد ہفتم ص ۱۱-۹-۸ مؤلفہ میر قاسم علی قادیانی)

دوسرا بیان یوں ہے

"میں ایک ایسے خاندان سے ہوں کہ جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے۔ میرا والد مرزا غلام مرتضٰی گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ تھا۔ جن کو دربار انگریزی میں کرسی ملتی تھی اور جنکا ذکر مسٹر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور ۱۸۵۷ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریز کو مدد دی تھی یعنی پچاس سوار اور گھوڑے بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت سرکار انگریزی کی امداد میں دئے تھے۔ پھر میرے والد صاحب کی وفات کے بعد میرا بھائی مرزا غلام قادر خدمات سرکاری میں مصروف رہا اور جب تموں کی گزرگاہ پر خصداروں کا سرکار انگریزی کی فوج سے مقابلہ ہوا تو سرکار انگریزی کی طرف سے لڑائی میں شریک تھا"۔ (کتاب البریہ اشتہار مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۸۹۷ء ص ۳ مصنفہ مرزا قادیانی)

پھر یوں فرماتے ہیں

"ہمارا جانثار خاندان سرکار دولت مدار (سلطنت انگلشیہ) کا خود کاشتہ پودا ہے۔ ہم نے سرکار انگریزی کی راہ میں اپنا خون بہانے اور جان دینے سے بھی دریغ نہیں کیا"۔

(تبلیغ رسالت جلد ہفتم)

جو سرکار انگریزی کا خود کاشتہ پودا ہو وہ کیسے جدوجہد آزادی میں اپنے آقاؤں کے خلاف کسی قسم کا قدم اٹھا سکتا ہے۔ آزادی کی جنگ میں انگریزوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کے خلاف بیان دیتا ہے اور انگریزوں کی خاطر اپنا خون بہانے کو تیار ہے۔ لیکن انکے خلاف جہاد کرنے کی ممانعت کرتا ہے۔ اگر قادیانی عقیدے کی رو سے جہاد کی ممانعت ہی درست تھی تو ان غاصب اور کافر انگریزوں کی طرف سے مسلمانوں کے خلاف کیوں اپنا خون بہانے کیلئے بھی تیار ہے وجہ صاف ظاہر ہے کہ قادیانی غیر مسلم اقلیت ہیں غیر مسلموں سے ہی ملکر مسلمانوں کے خلاف جنگ کریں گے۔ مسلمانوں سے موافقت کیسے کر سکتے ہیں۔

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی بری طرح ناکام ہوئی۔ ہزاروں انسانوں کو قتل کر دیا گیا۔ سینکڑوں کو جیل میں ٹھونس دیا گیا۔ حریت کے متوالوں پر مقدمات قائم کر کے برسرعام پھانسیاں دی گئیں۔ مرزا قادیانی کا اس بارے میں بیان ملاحظہ ہو۔

Marfat.com

"ان لوگوں نے چوروں، قزاقوں اور حرامیوں کی طرح اپنی محسن گورنمنٹ پر حملہ شروع کر دیا"۔ (ازالہ اوہام ص ۲۴ ۷ مصنف مرزا قادیانی)

"۱۹۱۳ء میں انگریزوں نے مچھلی بازار کانپور کی ایک مسجد کا ایک حصہ سڑک سیدھی کرنے کیلئے مسمار کر دیا - مسلمانوں نے شدید ردعمل کا اظہار کیا اور جلوس نکالا - جلوس پر فائرنگ کر دی گئی جس کے نتیجے میں کئی مسلمان شہید ہو گئے - مسلمانوں کیلئے یہ ایک روح فرسا واقعہ تھا - لیکن قادیانی جماعت کے اسوقت کے سربراہ مرزا محمود نے جو بیان دیا ملاحظہ کریں

"ایک حصہ مسجد کو گرائے بغیر گزارہ نہ تھا اور اسے منہدم نہ کرنا رفاہ عامہ کے کام میں رخنہ اندازی تھا - اس بارہ میں مسلمانوں نے بہت عاقبت نا اندیشی سے کام لیا"۔

(الفضل ۲۳ جولائی ۱۹۱۳ء)

سلطنت عثمانیہ کا واقعہ

"خلافت عثمانیہ کو ختم کرنے اور دیگر اسلامی ممالک کو فتح کرنے میں قادیانی انگریزوں کے شانہ بشانہ لڑے اور ہر سازش میں شریک کار رہے - قادیانیوں کے چند اقبالی حوالے "عراق کو فتح کرنے میں احمدیوں نے خون بہایا اور میری تحریک پر سینکڑوں آدمی بھرتی ہو کر چلے گئے"۔

(بیان مرزا بشیرالدین الفضل ۳ ستمبر ۱۹۳۵ء)

"گورنمنٹ انگلشیہ خدائی نعمتوں سے ایک نعمت ہے - یہ ایک عظیم الشان رحمت ہے یہ سلطنت مسلمانوں کیلئے برکت کا حکم رکھتی ہے - خداوند نے اس سلطنت کو مسلمانوں کیلئے باران رحمت بنا کر بھیجا ہے - ایسی سلطنت سے لڑائی اور جہاد کرنا قطعی حرام ہے"۔

(شہادت القرآن ضمیمہ ص ۱۲-۱۱ مصنف مرزا قادیانی)

اب بتائیے شیخ عبدالماجد صاحب آپکا نبی انگریزوں کے خلاف جہاد کو قطعی حرام قرار دے رہا ہے - اب آپ کو کیا شک ہے - کتنے حوالہ جات دئے گئے ہیں اور وہ بھی آپ کے نبی اور ان کے خلیفوں کے - اب تو آپ مان جائیں اور ایمان لے آئیں - آپ اپنی کتابوں کا بغور مطالعہ کریں پھر مجھے امید ہے آپ ایسی غیر معتبر، ناپختہ اور غیر مصدقہ تحریر کرنے سے گریز کریں گے - (نہایت دلچسپ بیان ملاحظہ کریں)

"بعض احمق نادان سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں

Marfat.com

سو یاد رہے کہ یہ سوال ان کا نہایت حماقت کا ہے کیونکہ جس کے احسانات کا شکر کرنا عین فرض ہے اور واجب ہے - اس سے جہاد کیسا ؟ میں سچ سچ کہتاہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک بدکار اور حرامی کا کام ہے "۔

(مرزا قادیانی کی کتاب شہادت القرآن کا ضمیمہ بعنوان گورنمنٹ کی توجہ کے لائق ص ۳۰
منقول از اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۲ ستمبر ۱۹۳۹ء)

لیجئے شیخ صاحب آپ ایک ناکام کوشش کر رہے ہیں مرزا قادیانی انگریزوں کے خلاف جہاد کو صرف حرام ہی قرار نہیں دیتے وہ تو دو ہاتھ اور آگے نکل گئے اور اعلان کر رہے ہیں کہ جو شخص انگریزوں سے جہاد کرے گا وہ محسن کش ہو گا' بدکردار' بدکار اور حرامی ہو گا - آپ اس بیان کی روشنی میں اگر ثابت کریں کہ مرزا قادیانی نے ممانعت جہاد انگریزوں کے خلاف نہیں کی تو پھر آپ اپنے نبی کے بیان کو جھٹلا رہے ہیں اور اگر آپ اپنے نبی کے بیان کو درست تسلیم کر لیں تو پھر جو بات آپ ثابت کر رہے ہیں اور جس کا چیلنج دے رہے ہیں پھر تو آپ خود اپنے نبی (مرزا قادیانی) کو بدکار اور حرامی ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں - آپ ہر دو جانب سے نرغے میں آ گئے ہیں - بچنے کی کوئی صورت نہیں ہے - لہٰذا ایسے اول فول بیانات اور چیلنج دینے سے گریز کریں کیونکہ آپ کا نبی مرزا قادیانی بھی چیلنج دے کر بھاگ جاتا تھا - آپ کی خیر اسی میں ہے کہ اس دعوے سے دست برداری کا اعلان کر دیں - اب آپ کو ریفرنسز مل گئے ہیں ازیں بعد فرزند اقبال مصنف "زندہ رود" کو یہ زحمت نہ دیں کہ وہ آپ کو ریفرنس تلاش کر کے دے یہ ریفرنسز اسی کی طرف سے ہی خیال کرلیں اور انہیں شرف قبولیت بخش دیں۔

اور بھی بہت سے ریفرنس دئے جا سکتے ہیں لیکن ایک ریفرنس اور دے رہا ہوں تاکہ دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے - ازیں بعد علامہ اقبال کا جدوجہد آزادی میں کیا حصہ تھا اس پر انشاءاللہ تعالیٰ مصدقہ حوالہ جات سے بات کی جائے گی۔

مرزا قادیانی کہتا ہے "جو شخص میری بیعت کرتا ہے اور مجھ کو مسیح موعود مانتا ہے اسی روز سے اسکو یہ عقیدہ رکھنا پڑتا ہے کہ اس زمانہ میں جہاد قطعی حرام ہے - کیونکہ مسیح آ چکا' خاص کر میری تعلیم کے لحاظ سے اس گورنمنٹ انگریزی کا سچا خیر خواہ اس کو بننا پڑتا ہے "۔

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد ضمیمہ ص س مصنف مرزا قادیانی)

شیخ عبدالماجد صاحب ہشیار رہیں کہ آپ تو مرزا قادیانی کی بیعت سے بھی خارج ہو رہے

Marfat.com

ہیں اللہ کرے ایسا ہی ہو اور آپ ہمارے زمرے میں آ جائیں ۔

مسیح موعود (عیسیٰؑ) تو آئیں گے ہی اس لئے کہ وہ قوم نصاریٰ (عیسائیوں) سے جہاد کریں گے اور اسلام کو پھیلائیں گے ۔ یہ مرزا غلام احمد قادیانی کیسا مسیح موعود ہے کہ یہ انگریزوں سے جہاد کرنے کو منع کر رہا ہے ۔ مسلمانوں کے عقیدہ کی رو سے یہ بات قطعی غلط ہے ہاں مرزا غلام احمد قادیانی انگریزوں کے غلام اور دوست بن سکتے ہیں ۔

پاکستان بنانے میں اہم کردار (قادیانی)

یہ بات عام طور پر سلسلہ احمدیہ کے پیروکار کہتے ہیں اور شیخ عبدالماجد نے اپنی کتاب اقبال اور احمدیت میں یہ بات شد و مد سے کہی ہے کہ ان کے مرزا غلام احمد قادیانی اور دیگر ان کی جماعت کے سربراہوں نے پاکستان بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے اور اس بات کے ثبوت کیلئے تمام حوالہ جات اپنے اخبارات اور خود لکھی گئی کتب سے دئے ہیں ۔ حالانکہ یہ لوگ پاکستان کے وجود سے پہلے بھی انکاری تھے اور اب بھی انکاری ہیں ۔ ثبوت کیلئے مندرجہ ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں

جب تقسیم ہند عمل پذیر ہو رہی تھی تو قادیانی جو کہ انگریزوں کی جاسوسی تک کے فرائض انجام دیتے رہے تھے یقین رکھتے تھے کہ انگریز جاتے وقت ضرور قادیانیوں کے مفادات مد نظر رکھیں گے اور انہیں اپنا جانشین مقرر کر جائیں گے ۔ اس بات کا اظہار مرزا بشیر الدین محمود کے خطبہ سے ملتا ہے ۔ ملاحظہ فرمائیں اقتباس

"جماعت احمدیہ کے افراد نہ صرف یہ کہ پورے ہندوستان کے حکمران ہونگے بلکہ روس پر بھی ان کی حکومت ہوگی "۔ (اخبار الفضل ۴ اگست ۱۹۴۶ء)

دوسرا خطبہ ملاحظہ ہو

"ہماری حکومت نہیں ہے کہ ہم قوت سے لوگوں کی اصلاح کریں اور ہٹلر اور میسولینی کی طرح ان سب لوگوں کو ملک بدر کر سکیں جو ہمارے احکامات کی تعمیل نہ کریں اور جو ہماری بات نہ سنیں یا نہ مانیں ۔ انہیں عبرتناک سزا دے سکیں ۔ اگر ہمارے پاس حکومت ہوتی تو ہم یہ نتائج ایک دن میں حاصل کر سکتے "۔ (الفضل ۲ جون ۱۹۳۶ء)

یہ لوگ زبانی کہتے ہیں کہ یہ پاکستان سے محبت رکھتے ہیں اور تحریک پاکستان میں ان لوگوں

Marfat.com

نے اہم کردار ادا کیا ہے - ملاحظہ ہو ایک خطبہ مرزا بشیرالدین محمود کا

"بیشک قادیان ہمارا ایک مذہبی مرکز ہے - لیکن اس وقت ہم نہیں کہہ سکتے کہ ہماری قوت اور ہمارے وقار کا مرکز کون سے مقام پر قائم ہو گا - یہ مرکز ہندوستان کے کسی بھی شہر میں قائم ہو سکتا ہے"۔ (الفضل ۲۹ نومبر ۱۹۳۴ء)

۱ سر ظفراللہ خان نے تیسری گول میز کانفرنس کے موقع پر چوہدری رحمت علی کے پمفلٹ "اب یا کبھی نہیں" پر بحث کرتے ہوئے لفظ پاکستان اور اس سکیم کو طلباء کی سکیم اور ایک ناقابل عمل اور باطل خیال قرار دیا۔ (قائداعظم - جی الانا ص ۳۰۷)
(بحوالہ قادیان سے اسرائیل تک - ابو مدثرہ ص ۱۸۴)

اکھنڈ بھارت کی تائید

۲ سر ظفر اللہ خان نے قرار داد پاکستان (۱۹۴۰ء) کے خلاف ۱۹۴۴ء میں ایک پمفلٹ بعنوان "دی ہیڈ آف احمدیہ مومنٹ" لکھا جس میں مرزا محمود احمد کے خیالات اور ان کی شخصیت کے بارے میں مواد تھا - اس پمفلٹ میں سر ظفر اللہ خان نے لکھا کہ "مرزا محمود احمد اکھنڈ بھارت کے موئید ہیں اور پاکستان جیسی علاقائی تحریک کے خلاف ہیں"۔ (دی ہیڈ آف احمدیہ مومنٹ - سر ظفراللہ خان ص ۲۶ لندن)
(بحوالہ قادیان سے اسرائیل تک - ابو مدثرہ ص ۱۸۶)

ویٹیکن سٹی کی خواہش

۳ "تقسیم ہند کے فیصلے سے قبل مرزا محمود احمد نے لندن مشن کے مبلغ مشتاق احمد باجوہ کی معرفت لیبر حکومت کو ایک میمورنڈم روانہ کیا جس میں استدعا کی گئی تھی کہ قادیان کو رومن کیتھولک پوپ کے شہر ویٹیکن کا درجہ دیا جائے اور اسے آزاد ریاست کے طور پر تسلیم کیا جائے - لیبر حکومت کے سیاسی مدبر ہیرلڈ جے لاسکی نے اس تجویز کو مسترد کر دیا"۔ (بحوالہ قادیان سے اسرائیل تک - ص ۱۸۶)

مندرجہ بالا اقتباسات اس امر کی بتصریح وضاحت کر رہے ہیں کہ قادیانی ٹولہ پاکستان کے وجود کا ہی سرے سے مخالف تھا - ان لوگوں نے جدوجہد آزادی میں کیا حصہ لینا تھا۔

Marfat.com

جدوجہد تحریک آزادی میں اقبال کا کردار

اب سوال کا دوسرا حصہ رہ جاتا ہے کہ علامہ اقبال نے تحریک آزادی میں کیا جدوجہد کی اور وہ کس طرح بقول مصنف "زندہ رود" آزادی کی مہم کے ہیرو تھے۔

علامہ اقبال کو یکم جنوری ۱۹۲۳ء کو سر کا خطاب ملا اور یہ محض ان کی علمی و ادبی صلاحیتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ملا۔ کیونکہ اس وقت تک علامہ اقبال عملی سیاست میں نہیں آئے تھے۔ مصنف "اقبال اور احمدیت" نے سر کا خطاب ملنے کی تاریخ ۱۷ جنوری تحریر کی ہے جو غلط ہے۔ علامہ اقبال کو سر کا خطاب ملنے پر ہندو، سکھ اور مسلم معززین کی طرف سے مقبرہ جہانگیر میں ایک مبارکباد پارٹی کا انتظام کیا گیا۔ اس تقریب میں گورنر اور بڑے بڑے سرکاری افسر غیر سرکاری عمائدین اور حکام شریک ہوئے۔ سر محمد اقبال نے اپنی جوابی تقریر میں کہا کہ مجھ کو سر کا خطاب دے کر گورنمنٹ نے اردو، فارسی کے ادیبوں کی عزت افزائی کی ہے۔

حاضرین میں سے کسی نے اس بات کی نفی نہ کی۔ بعد میں علامہ اقبال کے ملنے جلنے والے لوگوں نے بھی حسد کھایا۔ ان کا یہ خیال تھا کہ شاید علامہ اقبال انگریزوں کے حاشیہ بردار ہو جائیں گے۔ لیکن بعد میں اقبال کی سیاسی زندگی میں عملی قوت دیکھ کر وہ لوگ پشیمان ہوئے۔ عبدالمجید سالک نے منشی محمد دین فوق کے حوالے سے زمیندار اخبار میں لکھ دیا ہے

کہتا تھا یہ کل ٹھنڈی سڑک پر کوئی گستاخ
سرکار کی دہلیز پہ سر ہو گئے اقبال

سالک صاحب بعد میں شرمندہ ہوئے لیکن علامہ اقبال نے اس بات کو کوئی اہمیت نہ دی اور نہ باز پرس کی۔ چونکہ یہ اعزاز خالصتاً علامہ اقبال کی علمی اور ادبی صلاحیتوں کے اعتراف میں دیا گیا تھا۔ اس لئے سر محمد اقبال نے یہ اعزاز جب دوسرے لوگ سیاسی اعزازات واپس کر رہے تھے واپس نہ کیا۔ اگر یہ سیاسی رشوت کے طور پر اعزاز دیا گیا ہوتا تو علامہ اقبال خود آکر واپس کر دیتے۔

اصل میں ۱۹۲۳ء ہی اقبال کے سیاسی کیریر کا نقطۂ آغاز ثابت ہوا۔ ۱۹۱۸ء میں مثنوی اسرار خودی کا انگریزی ترجمہ چھپ گیا تھا جس کی وجہ سے یورپ اور مغربی دنیا کو اقبال کے افکار سے آگاہی ہوئی۔ یورپ اور امریکہ میں "اسرار خودی" کا انگریزی زبان میں ترجمہ ہونے کی وجہ سے متعدد ریویو چھپے۔

Marfat.com

یکم مئی ۱۹۲۳ء کو "پیام مشرق" کی کتاب شائع ہو گئی جو علامہ اقبال نے جرمنی کے مشہور شاعر گوئٹے کے "دیوان مغرب" کے جواب میں لکھی تھی - اس سے علامہ اقبال جرمنی میں اور انگریز دنیا میں مشہور ہو گیا -

علامہ اقبال لیجسلیٹو اسمبلی میں

۱۹۲۶ء میں علامہ اقبال نے احباب کے اصرار پر شہر لاہور کے مسلم حلقہ سے مجلس قانون ساز پنجاب کے انتخاب میں حصہ لینے کا فیصلہ کیا - انہوں نے مدمقابل کو تقریباً تین ہزار ووٹوں کی برتری حاصل کر کے شکست دی اور ۲۳ نومبر۱۹۲۶ء کو پنجاب کونسل کے رکن منتخب ہو گئے - یہ سیاست کے میدان میں سر کا خطاب ملنے کے بعد علامہ اقبال کا پہلا معرکہ اور عملی قدم تھا ۔

اقبال کی سیاسی خدمات

بطور پنجاب کونسل کے رکن کے علامہ اقبال نے مندرجہ ذیل سیاسی کارہائے نمایاں کئے ۔

۱) لگان کی معافی

۲۳ فروری ۱۹۲۸ء کو علامہ اقبال نے لگان کے مسئلہ پر تقریر کی اور یہ تجویز پیش کی کہ جس شخص کے پاس پانچ بیگھے سے زیادہ زمین نہ ہو اور جہاں آب پاشی نہ کی جا سکتی ہو اور جس کی پیداوار عملاً معین مقدار میں ہو اس پر لگان نہ لگایا جائے ۔

۲) مذہبی پیشواؤں کی بے حرمتی

علامہ اقبال نے پنجاب کونسل کے اجلاس میں یہ تحریک پیش کی کہ مذہبی پیشواؤں اور بزرگوں پر رقیق اور اہانت آمیز حملے نہ کئے جائیں اور ان کے انسداد کیلئے ایک قانون نافذ کیا جائے - چنانچہ ۱۹۲۷ء میں یہ قانون نافذ ہو گیا ۔

۳) انسداد شراب نوشی

علامہ اقبال نے انسداد شراب نوشی اور تلوار کو قانونی اسلحہ سے مستثنیٰ قرار دینے کی

تحاریک پیش کیں ۔

۴) زمین کی فروخت پر پابندی

علامہ اقبال نے بحیثیت رکن مجلس قانون ساز پنجاب یہ تحریک پیش کی کہ زمین کا نصف حصہ مزارعین کے لئے مخصوص کر دیا جائے ۔

۵) یونانی طب کو فروغ

علامہ اقبال نے حکومت کو متوجہ کیا کہ پنجاب میں ایور ویدک' یونانی طب اور اس طریقہ علاج کو فروغ دیا جائے کیونکہ یہ علاج موزوں اور سستا ہے ۔

۶) صوبہ پنجاب کی فلاح و بہبود

علامہ اقبال نے مقننہ پنجاب میں صوبہ کی صنعتی اور علمی ترقی اور غریب طبقہ کی فلاح و بہبود کے مسائل پر زور دیا ۔

۷) دیہات میں طبی امداد

۵ مارچ ۱۹۲۷ء کو علامہ اقبال نے تقریر کرتے ہوئے دو تجاویز پیش کیں - اول دیہاتوں میں عورتوں کی طبی امداد اور دیہاتوں کی صفائی اور دوسری تجویز یہ تھی کہ لگان میں کمی کی جائے ۔

۸) ۱۰ مارچ ۱۹۲۷ء میں علامہ اقبال نے مقننہ میں حکومت پنجاب کی تعلیمی پالیسی پر تبصرہ کیا اور ابتدائی تعلیم کے جبری نفاذ پر زور دیا ۔

۹) ۴ مارچ ۱۹۲۹ء کو علامہ اقبال نے یہ تجویز پیش کی کہ زیادہ تنخواہ والے طبقے کی تنخواہیں کم کی جائیں اور سستی اشیاء کی دکانیں کھولی جائیں ۔

نوٹ (علامہ اقبال کی یہ تجاویز زمانۂ حال میں بھی سوسائیٹی پر پوری طرح منطبق ہیں)

مصنف "اقبال اور احمدیت" شیخ عبدالماجد نے فرزند اقبال جسٹس جاوید اقبال مصنف "زندہ رود" ص ۳۰۶ کے اس بیان پر کہ "علامہ اقبال کی تقریریں مجموعی واویلا ثابت ہوئیں" تنقید کرتے ہوئے لکھا ہے کہ علامہ اقبال اسمبلی کی کاروائی میں کوئی دلچسپی نہ لیتے تھے - اس کے

Marfat.com

جواب میں مندرجہ بالا تحریکیں اور تجاویز جو علامہ اقبال نے بطور رکن مجلس قانون ساز پیش کیں اور انکے مثبت نتائج برآمد ہوئے - ایک مدلل اور مکمل جواب ہے اب تو میرا خیال ہے علامہ اقبال متحرک سیاسی کارکن ثابت ہوتے ہیں ۔

مسلم لیگ کے ۳۰ قائدین نے ۲۰ مارچ ۱۹۲۷ء کو دہلی میں اجلاس منعقد کیا جس میں تجاویز کو بالاتفاق منظور کیا گیا - یہ تجاویز دہلی کے نام سے مشہور ہوئیں - اس اجلاس میں قائداعظم جناح اور سر شفیع دونوں موجود تھے - سر شفیع اور علامہ اقبال نے "جداگانہ انتخاب" پر زور دیا اس کے نتیجہ میں لیگ دو دھڑوں جناح لیگ اور شفیع لیگ میں تقسیم ہو گئی - علامہ اقبال شفیع لیگ کے جنرل سیکرٹری تھے ۔

تجاویز دہلی اور علامہ اقبال

دسمبر ۱۹۲۷ء میں کانگرس کا سالانہ اجلاس مدراس میں ہوا اور اس میں تجاویز دہلی کی توثیق کر دی گئی - مسلم لیگ نے بھی ۳۰ دسمبر ۱۹۲۷ء کو تجاویز دہلی پر رضامندی ظاہر کر دی - اقبال اور سر محمد شفیع چونکہ مخلوط انتخاب کے حامی نہ تھے اس لئے انہوں نے مخالفت کی ۔

سائمن کمشن اور اقبال

سائمن کمشن میں علامہ اقبال نے تعاون کیا لیکن بعد میں چونکہ اس میں جداگانہ انتخاب کی ضمانت نہیں دی گئی تھی علامہ اقبال نے اس کمشن کی رپورٹ کی مخالفت کی ۔

قائداعظم کے چودہ نکات

علامہ اقبال نے ان پر تنقید کی جس کے نتیجہ میں قائداعظم کو ۳ مئی ۱۹۲۷ء کو چودہ نکات کی تصریحات کرنا پڑیں - ہندوؤں نے ان نکات کو رد کر دیا ۔

علامہ اقبال نے ۱۹ دسمبر ۱۹۲۷ء کو نواب ذوالفقار علی خان کے ساتھ مل کر ایک بیان دیا اور حضرت قائداعظم کے اس اعلان کی مخالفت کی جس میں انہوں نے آئینی کمیشن کے بائیکاٹ کے حق میں بیان دیا تھا ۔

علامہ اقبال نے ۲۹ دسمبر ۱۹۲۸ء کو آل پارٹیز مسلم کانفرنس دہلی کے اجلاس میں یہ کہا

Marfat.com

"میں اس حقیقت کا اعتراف کرتا ہوں کہ آج سے نصف صدی قبل سرسید احمد خان مرحوم نے مسلمانوں کیلئے جو راہ عمل قائم کی تھی وہ صحیح تھی اور تلخ تجربوں کے بعد ہمیں اس راہ عمل کی اہمیت محسوس ہو رہی ہے"۔ (خدوخال اقبال ص ۱۹۲-۱۹۱) (گفتار اقبال ص ۷۳)

خطبات مدراس

دسمبر ۱۹۲۸ء میں علامہ اقبال مدراس کے علمی حلقوں کی دعوت پر مدراس تشریف لے گئے اور وہاں چھ پر مغز لیکچر انگریزی زبان میں دیئے جن کو بعد میں "Reconstruction of Religious Thoughts in Islam" کے نام پر کتابی شکل میں چھاپا گیا۔
اس کتاب کا اردو ترجمہ بعنوان "تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ" ہو چکا ہے۔

۱۹۳۰ء خطبہ الہ آباد

دسمبر ۱۹۳۰ء میں مسلم لیگ کے جلسہ کی صدارت کرتے ہوئے الہ آباد میں علامہ اقبال نے خطبہ دیا جس میں پاکستان کا تصور پیش کیا گیا - جو بعد میں تعبیر تشکیل پاکستان کا سبب بنا - اس خطبے کا بنیادی تصور یہ تھا کہ ہندوستان کے شمال مغربی علاقوں کو ملا کر ایک اسلامی ریاست تشکیل دی جائے - جہاں مسلمان اپنے عقائد اور رسم و رواج کے تحت آزادانہ زندگی گزار سکیں۔

دوسری گول میز کانفرنس

یہ کانفرنس ۷ ستمبر ۱۹۳۱ء کو لندن میں شروع ہوئی اور ۳۱ دسمبر ۱۹۳۱ء کو ختم ہوئی - علامہ اقبال نے اس کانفرنس میں ایک رکن کی حیثیت سے شرکت کی - علامہ اقبال نے اس کانفرنس کو ناکام قرار دیا۔

۱۳ جولائی ۱۹۳۱ء کشمیری حریت پسندوں کا قتل عام کیا گیا اسی لئے جولائی کے آخر میں کشمیر کمیٹی تشکیل دی گئی - ۱۹ اگست ۱۹۳۱ء کو علامہ اقبال کی صدارت میں برکت علی ہال لاہور میں مسلمان جماعتوں کا نمائندہ اجلاس ہوا جس میں فیصلہ کیا گیا کہ سارے پنجاب میں ڈوگرہ حکومت کے مظالم کے خلاف جلسے کئے جائیں۔

Marfat.com

۱۴ اگست ۱۹۳۱ء کو ایک عظیم جلسہ ہوا جس کی صدارت علامہ اقبال نے کی - مظلومین کشمیر کی مالی امداد کیلئے علامہ اقبال نے ملک برکت علی (سیکرٹری کمیٹی) کی معیت میں ۳۰ جون ۱۹۳۳ء کو ایک پر اثر اپیل شائع کی۔

خطبہ صدارت مسلم کانفرنس

۱۹۳۲ء میں علامہ اقبال کو آل پارٹیز مسلم کانفرنس کا صدر منتخب کر لیا گیا - یہ کانفرنس بعد میں آل انڈیا مسلم کانفرنس کے نام سے مشہور ہوئی - دوسری گول میز کانفرنس چونکہ ناکام ہو گئی تھی اس لئے اس کانفرنس کا ایک اہم اجلاس لاہور میں بلایا گیا - اس میں علامہ اقبال نے اپنے صدارتی خطبہ میں ایک بصیرت افروز تقریر کی - علامہ اقبال کا یہ خطبہ ایک تاریخی دستاویز کی حیثیت رکھتا ہے - یہ خطبہ تشکیل پاکستان کا ایک مضبوط ستون ثابت ہوا - اسے عرف عام میں خطبہ لاہور بھی کہتے ہیں۔

آل پارٹیز کانفرنس کے اس عظیم الشان اجلاس کے بعد کانفرنس کی مجلس عاملہ کا ایک خصوصی اجلاس تاج محل ہوٹل شملہ میں ۸ جون ۱۹۳۲ء کو منعقد ہوا - علامہ اقبال اس اجلاس کے صدر تھے۔

علامہ اقبال اور کشمیر

علامہ اقبال نے تنازعہ کشمیر کو مسلم کانفرنس کے پلیٹ فارم سے بھی پیش کیا انہوں نے خطبۂ صدارت میں بڑے مؤثر انداز میں مسلمانان کشمیر کے مطالبات کی تائید کی - علامہ اقبال نے کشمیر کمیٹی جس کے صدر مرزا بشیرالدین محمود تھے پر اعتراض کیا جسکے نتیجے میں مرزا محمود کو کشمیر کمیٹی کی صدارت سے استعفیٰ دینا پڑا اور علامہ اقبال عارضی صدر منتخب کر لئے گئے۔

تیسری گول میز کانفرنس

۱۹۳۲ء کے اواخر میں یہ تیسری گول میز کانفرنس لندن میں منعقد کی گئی - قائداعظم سیاسی اختلاف و انتشار سے دل برداشتہ ہو کر انگلستان میں مقیم ہو گئے تھے اس لئے تیسری گول میز کانفرنس میں صرف علامہ اقبال نے شرکت کی اور قائداعظم شرکت نہ کر سکے یہ کانفرنس ۲۴ دسمبر

Marfat.com

۱۹۳۲ء تک جاری رہی۔

علامہ اقبال کے لندن میں قیام کے دوران ۱۵ دسمبر ۱۹۳۲ء کو دارالعوام انگلستان میں ایک تاریخی جلسہ ہوا - اس کے صدر لارڈ لیمنگٹن تھے - علامہ اقبال نے اس جلسہ میں ایک عالمانہ تقریر کی۔

۲۶ فروری ۱۹۳۲ء کو وطن واپسی پر علامہ اقبال نے ایک اخباری بیان دیا جس میں انہوں نے بتایا کہ وہ تیسری گول میز کانفرنس میں محض اس لئے شریک ہوئے تھے کہ ہندوستان کے آئندہ سیاسی نظام میں مسلمان دوسری اقوام میں مدغم نہ ہونے پائیں - یہی وجہ تھی کہ علامہ اقبال نے اس مسئلے کے سوا کانفرنس کی دوسری کسی کاروائی میں حصہ نہ لیا۔

جناح اقبال اختلافات کا مکمل خاتمہ

علامہ اقبال نے خود قائداعظم کو جو انگلستان میں پریوی کونسل میں پریکٹس کر رہے تھے بلوا بھیجا کہ انکی اشد ضرورت تھی - اس پر محمد علی جناح ۲۹ اپریل ۱۹۳۶ء کو لاہور تشریف لائے اور یونینسٹوں کے سرخیل سرفضل حسین سے ملاقات کی - یہاں پر گفت و شنید مکمل طور پر ناکام ہوئی - آخرکار یکم مئی ۱۹۳۶ء کو قائداعظم علامہ اقبال کو جاوید منزل لاہور انکے گھر ملے - اقبال پنجاب مسلم لیگ کے صدر مقرر ہوئے اور قائداعظم مسلم لیگ کے صدر کی حیثیت سے سامنے آئے۔

علامہ اقبال اور قائداعظم میں "مخلوط انتخاب" اور "جداگانہ انتخاب" کا اختلاف ۲۰ مارچ ۱۹۲۷ء سے شروع ہوا اور ۱۹۲۹ء میں جب نہرو رپورٹ نے قائداعظم کے چودہ نکات کو سوائے مخلوط انتخاب کے یکسر رد کر دیا تو قائداعظم کے پاس اب واحد بچاؤ کا راستہ "جداگانہ انتخاب" تھے - لہٰذا یہاں پر آکر دونوں زعما کا اتحاد ہو گیا کیونکہ ہندو قائداعظم کی تمام تر مخلصانہ کوشش کے باوجود مسلمانوں کو کچھ رعایت جو ان کا حق تھا دینے کے لئے تیار نہ تھے - اب پھر سے اختلاف کے خاتمہ پر دونوں لیگیں ایک ہو گئیں اور قائداعظم واحد جماعت مسلم لیگ کے صدر تھے۔

علامہ اقبال اپنے آپ کو قائداعظم کا ایک سپاہی تصور کرتے تھے اور وہ بتاتے تھے کہ قائداعظم ہی ایسا لیڈر ہے جس کی رہنمائی میں ہم لوگ کامیاب ہو سکتے ہیں۔

علامہ اقبال کو قائداعظم کے بارے میں پوچھا گیا آپ نے کہا "مسٹر جناح کو خدا تعالیٰ نے ایک ایسی خوبی عطا کی ہے جو آج ہندوستان کے کسی مسلمان میں مجھے نظر نہیں آتی - حاضرین میں سے کسی نے پوچھا وہ کیا خوبی ہے تو آپ نے انگریزی میں کہا

"He is incorruptible and unperchaseable"

قائداعظم کا خیال

"ہندو مسلم اتحاد کا جو خواب میں نے دیکھا تھا اور جس کے لئے اتنی محنت کی تھی وہ کبھی پورا نہیں ہو سکتا - ہندوستان کے آئینی مسائل کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں جس پر اقبال بہت پہلے پہنچ چکے تھے"۔ (محمد علی جناح - ہیکٹر بولائتھو ص ۱۵۹)

پھر محمد علی جناح نے اقبال کے بارے میں ۲۵ مارچ ۱۹۴۰ء کو یوم اقبال کی صدارت کرتے ہوئے پنجاب یونیورسٹی ہال لاہور میں یوں فرمایا

"اگر میری زندگی میں ہندوستان میں اسلامی ریاست قائم ہو گئی اور مجھے اعزاز کے انتخاب کا حق دیا گیا تو میں اسلامی ریاست کے نگران اعلیٰ بننے پر کلام اقبال کا مصنف بننے کو ترجیح دوں گا"۔

مندرجہ بالا مختصر سی روداد ہے جو ورطۂ تحریر میں لایا ہوں - اگر مفصل بیانات' تحریکات اور سیاسی خطبات جو علامہ اقبال نے تحریک آزادی کی جدوجہد میں دیے لکھے جائیں تو ایک مستقل کتاب کی شکل بنتی ہے - یہ تمام تاریخی شواہد ہیں اور پاکستان پر لکھی گئی کسی تحریک آزادی کے باب میں انہیں ہر کتاب میں ڈھونڈا جا سکتا ہے - لہٰذا علامہ اقبال کے متعلق مصنف "اقبال اور احمدیت" شیخ عبدالماجد کو جو یہ طلب تھی کہ مصنف "زندہ رود" کو ایسے واقعات دستیاب نہ ہو سکے اس لئے وہ پیش نہ کر سکے یہ بات غلط ثابت ہو رہی ہے - ان کو کیا علم تھا کہ اپنے بیانات کے لئے واقعات اور شواہد بھی پیش کرنے چاہئیں ورنہ وہ بھی ان واقعات کو پیش کر سکتے تھے جو میں نے عندالطلب پیش کر دئے ہیں - المختصر "پاکستان فکر اقبال کا ثمر ہے"۔

Marfat.com

آٹھواں باب

علامہ اقبال اور تشکیل پاکستان

خطبہ الہ آباد:۔

علامہ اقبال نے ۱۹۳۰ء میں خطبئہ الہ آباد دیا جس میں تصور پاکستان کی تجویز پیش کی گئی - معترضین نے کہا کہ علامہ اقبال نے الگ مسلم ریاست کا مطالبہ نہ کیا تھا بلکہ فیڈریشن کی تجویز پیش کی تھی اور پھر کے-کے-عزیز جو سیاسیات کے پروفیسر ہیں اور بین الاقوامی شہرت کے حامل ہیں انہوں نے چوہدری رحمت علی پر انگریزی زبان میں کتاب لکھی وہاں پر جن جن لوگوں نے تقسیم ہند کی بات کی ان میں علامہ اقبال نمبر ۶۵ پر درج ہیں جس کا مطلب یہ ہوا کہ علامہ اقبال سے پہلے چونسٹھ لوگ تقسیم ہند کی تجویز پیش کر چکے تھے لہٰذا علامہ اقبال کی یہ تجویز کوئی نئی تجویز نہ تھی - اس میں مرزا بشیرالدین محمود امام جماعت احمدیہ کے پیروکار یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ ان کے امام نے بھی یہ تجویز ۱۹۲۸ء میں پیش کی تھی - گو کہ اس بات کا ثبوت تحریک پاکستان پر لکھی جانیوالی کسی کتاب میں نہیں ملتا۔

کے-کے-عزیز کے مطابق سب سے پہلے جان برائیٹ نے ۲۴ جون ۱۸۵۸ء کو تجویز پیش کی کہ ہندوستان کو پانچ یا چھ خود مختار ریاستوں میں تقسیم کر دیا جائے - سر سید احمد خان نے ۱۸۶۷ء میں یہ نظریہ پیش کیا کہ ہندو اور مسلم دو قومیں ہیں - ۱۸۷۹ء میں جمال الدین افغانی نے شمال مغربی ہندوستان میں مسلمانوں کی اکثریت والے علاقوں میں ہندوستان کی تقسیم کی تجویز دی - عبدالحلیم شرر نے ۲۳ اگست ۱۸۹۰ء میں - اور بھائی پرمانند نے ۱۹۰۴ء میں ہندوستان کی تقسیم کی تجویز دی - اسی طرح محمد علی نے ۲۸ جنوری ۱۹۱۷ء میں اور خیری برادران نے ہندو انڈیا اور مسلم انڈیا کی تجاویز پیش کیں - سر آغا خان' بینی پرشاد' بلگرامی' حسرت موہانی' عبیداللہ سندھی' لا جپت رائے' ایف کے خان' درانی' ذوالفقار علی خان' عبداللہ سہروردی اور سر راس مسعود نے بھی تقسیم ہند کی تجاویز دیں - اسی طرح ڈاکٹر محمد اقبال نے ۲۹ دسمبر ۱۹۳۰ء کو مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر الہ آباد میں خطبئہ صدارت دیتے ہوئے تصور پاکستان کی تجویز پیش کی - شیخ عبدالماجد نے اپنی کتاب ''اقبال اور احمدیت'' ص ۲۴۳ پر یہ کہا کہ علامہ اقبال کا خطبئہ الہ آباد حضرت امام احمدیہ کی تجویز کی تعبیر و تشریح تھی - شیخ عبدالماجد کا یہ کہنا اصل میں ان کی تاریخ

تحریک پاکستان سے عدم واقفیت کی دلیل ہے کیونکہ یہی بات ان سے پہلے کئی لوگ کہہ چکے تھے اور مرزا بشیرالدین محمود کا تو اس سلسلے میں تحریک پاکستان کے حوالہ سے کہیں نام و نشان بھی نہیں ملتا۔

بہت سے لوگوں نے تجاویز تو پیش کیں لیکن علامہ اقبال نے جب خطبۂ الٰہ آباد ۱۹۳۰ء میں دیا تو ان کا یہ خطبہ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے دیا گیا جس کا مطلب یہ ہے کہ مطالبہ مسلم لیگ جو مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت تھی تمام مسلمانوں کی ترجمانی خیالات تھی - جب کہ بھائی پرمانند' بنی پرشاد' لاجپت رائے یا مرزا بشیرالدین محمود کی دی ہوئی تجاویز کے پیچھے پوری قوم کی آواز شامل نہ تھی - ہندو قوم تو ۱۹۴۷ء تک مسلمانوں کا الگ تشخص ماننے کیلئے تیار نہ تھی تو کسی انگریز' ہندو یا قادیانی کی تجویز پیش کرنا انکی ذاتی رائے تو ہو سکتی ہے لیکن ان کی آواز کے پیچھے پوری قوم کی حمایت نہ تھی لہٰذا ایسی تجاویز وقتی اور شخصی ہوا کرتی ہیں جو تاریخی صفحات پر بہت کم اثر چھوڑتی ہیں۔

دوسری بات یہ کہ اقبال نے یہ تجویز بطور صدر مسلم لیگ دی جس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ پوری قوم کا نمائندہ تھا - مگر دیگر تجاویز دینے والے اس رعایت سے محروم تھے - ہندو قوم "جداگانہ انتخاب" کی حامی نہ تھی - ہندو چاہتے تھے کہ مسلمان بطور اقلیت کے ہندو اکثریت کے غلبہ میں رہیں۔

تیسری بات یہ کہ دیگر حضرات نے صرف تجاویز پیش کیں - لیکن ان کی تجاویز میں تحریک نہ تھی اور نہ ہی تسلسل تھا - علامہ اقبال نے جو تجویز پیش کی اسکو پوری تحریک دی اور تسلسل کے ساتھ اس کو منوانے کی کوشش کی - دو سال بعد ۱۹۳۲ء میں خطبہ لاہور دیا اور وہ بھی خطبۂ الٰہ آباد ۱۹۳۰ء کی ترجمانی تھی - پہلا خطبۂ الٰہ آباد مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر ۱۹۳۰ء میں بطور صدر مسلم لیگ دیا اور پھر بطور صدر آل پارٹیز مسلم کانفرنس کے پلیٹ فارم پر ۱۹۳۲ء میں خطبہ لاہور دیا - یہ خطبہ ثابت کرتا ہے کہ علامہ اقبال نے ہر دو پلیٹ فارم پر جو مسلمانوں کی نمائندگی کرتے تھے' مسلمانوں کے خیالات کی ترجمانی اور نمائندگی کی ان خیالات کو تحریک دی اور لگاتار لوگوں کے شعور میں آزادی اور خودمختاری کی شمع جلائی اور انکے جمود کو بھی توڑا - یہ کام علامہ اقبال کے علاوہ اور کوئی بھی تقسیم ہند کی تجویز دینے والا نہ کر سکا -

چوتھی بات یہ کہ علامہ اقبال نے معرکۂ مذہب و وطن میں نمایاں کامیابی حاصل کی اور

Marfat.com

مسلمانان عالم کو ملت کا تصور دے کر وطنیت کی کم ظرفی سے نکالا - اس طرح مسلمانوں کو درس اخوت دیکر "امت واحدہ" بنا دیا اور وطن پرستی کے بت کو پاش پاش کر دیا اور یہ کہا

بنا ہمارے حصار ملت کی اتحاد وطن نہیں ہے

پھر یوں فرمایا

ان تازہ خداؤں میں وطن سب سے بڑا ہے

علامہ اقبال پختہ ایمان رکھتے تھے لہٰذا انہوں نے مسلمانوں میں جذبۂ ایمانی ابھارا اور دلوں میں جذبۂ آزادی و حریت پیدا کیا - اس طرح علامہ اقبال مسلمانوں کو شعوری طور پر مضبوط کرتے رہے اور یہ تصور ان کے دلوں میں راسخ کیا کہ

بمصطفی برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر بہ او نہ رسیدی تمام بو لہبی است

پانچویں بات اور سب سے بڑی بات یہ تھی کہ علامہ اقبال مسلمانوں کے اندر قوت ایمانی، جذبۂ حریت اور اتحاد ملت کا تصور دے چکے تھے لہٰذا اقبال نے جغرافیائی تقسیم کی بات نہ کی بلکہ نظریاتی تقسیم کی سکیم پیش کی - سر سید احمد خان کی طرح دو قومی نظریہ پیش کیا جس کے لئے مسلمانوں کے اذہان پہلے سے تیار تھے - علامہ اقبال نے اس کے حصول کیلئے "جداگانہ انتخاب" کا راستہ تجویز کیا - پھر نظریاتی طور پر تقسیم کی بات صرف ہندوستان تک ہی محدود نہ رہی بلکہ اس کے بعد بہت سے ملکوں میں ایسی تقسیم ہوئی - موجودہ بوسنیا کی تقسیم بھی نظریاتی بنیادوں پر طلب کی جا رہی ہے -

علامہ اقبال کا خطبۂ الٰہ آباد اس لئے بھی اساس پاکستان بنا کہ اس خطبہ دینے سے پہلے علامہ اقبال برصغیر کے مسلمانوں کو ذہنی طور پر اس بات کیلئے تیار کرتے رہے - مندرجہ ذیل بیانات اس بات کی پوری طرح تصدیق کر دیں گے - علامہ اقبال ۱۹۰۸ء میں انگلستان سے ہندوستان واپس لوٹے اور ۱۹۱۰ء میں وکالت کرنے کا لائسینس حاصل کر لیا - روزگار کا مسئلہ حل ہوتے ہی علامہ اقبال نے

۱۹۱۰ء میں خطبۂ علیگڑھ دیا اور اس سے مسلمانوں کے جمود کو توڑا

۱۹۱۱ء میں سٹریچی ہال لاہور میں "امت مسلمہ - ایک معاشرتی مطالعہ" کے عنوان پر

Marfat.com

خطاب کیا - اس میں بتایا کہ "مسلمانوں اور دنیا کی دوسری قوموں میں اصولی فرق یہ ہے کہ ہمارا تصور قومیت کا بنیادی اصول نہ اشتراک زماں ہے نہ اشتراک وطن اور نہ اشتراک اغراض، اقتصادی ملت اسلامیہ اپنے اصول حیات کیلئے کسی خاص نسل کے خصائص کی محتاج نہیں ہے ..... اپنی اصل اور جوہر کے اعتبار سے یہ ملت نہ زمانی ہے نہ مکانی - اسلامی قومیت کی اساس خالصتاً ایک روحانی عقیدے پر ہے جو حقیقی شخصیاتی کی ایک ایسی جماعت کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے جس میں وسعت پذیری کی صلاحیت فطری طور پر موجود ہے"۔

(خطبہ مشمولہ تصانیف اقبال کا حقیقی و توضیحی مطالعہ ص ۴۵۳-۴۵۲)

علامہ اقبال قوم کو نظریاتی طور پر توانا کر رہے تھے اور یہ بھی باور کرا رہے تھے کہ مسلمان فطری طور پر آزاد ہوتا ہے اس لئے یہ کہنا کہ علامہ اقبال نے ۱۹۳۰ء کے خطبۂ الہ آباد میں عام جغرافیائی تقسیم کی بات کی تھی جو اور لوگ بھی کرتے رہے تو یہ کہنا درست نہ ہوگا۔

۱۹۱۱ء میں سیاسی صورت حال یہ تھی کہ برطانیہ نے حکومت ترکی کے بہت سارے علاقے ہتھیا لئے تھے - ایران میں روس، برطانیہ اور جرمنی اپنی حکومتیں جمانے کی کوشش کر رہے تھے - ترکی نوجوان بے دینی کی طرف بڑھ رہے تھے، عیسائی دن رات سلطنت عثمانیہ کے حصے بخرے کرنے پر تلے ہوئے تھے - ۱۹۱۱ء کو ہی انگریز تنسیخ تقسیم بنگال کر چکے تھے - غرض مسلمان ہر طرف سے مایوسی و مصیبت کا شکار تھے - ستمبر ۱۹۱۱ء کو اٹلی نے طرابلس پر حملہ کر کے رہی سہی کسر پوری کر دی تھی اور مسلمانوں کے تازہ زخموں پر نمک پاشی کی تھی - ان باتوں کا اثر قبول کرتے ہوئے علامہ اقبال نے اپنی شاعری کا استعمال کیا اور ایک لمبی نظم بعنوان "شکوہ" انجمن حمایت اسلام کے چھبیسویں اجلاس میں اپریل ۱۹۱۱ء کو پڑھی - اس میں علامہ اقبال نے مسلمانوں کو اپنی عظمت رفتہ کا احساس دلایا اور ان کی بے حسی کے جمود کو توڑا - اس طرح ان کے شعور میں جذبۂ حریت کو اجاگر کیا۔

۱۹۱۱ء میں ترکی کے علاقے مصر، مالٹا، سوڈان، قبرص، الجزائر، تیونس اور مراکش ہتھیا لئے گئے تھے - ۲۹ ستمبر ۱۹۱۱ء کو اٹلی نے طرابلس پر حملہ کر دیا - طرابلس کی جنگ سے اثر پذیر ہوتے ہوئے علامہ اقبال نے قبیلہ البرا کے سردار شیخ عبداللہ کی بیٹی "فاطمہ بنت عبداللہ" کے عنوان سے ایک نظم لکھی جو مجاہدوں کو پانی پلاتی ہوئی شہید ہو گئی تھی - علامہ اقبال نے ترکوں کی حمایت میں ایک نظم "شمع و شاعر" کے عنوان سے لکھی جو ۱۹۱۲ء کو انجمن حمایت اسلام کے ۲۷

Marfat.com

ویں سالانہ اجلاس میں پڑھی - اس نظم میں علامہ اقبال نے عمل کرنے کا طریقہ بتایا اور مسلمانوں کو ملت واحدہ بن کر ابھرنے کا مشورہ دیا اور عمل کرنے کی ضرورت پر زور دیا۔

۱۹۱۳ء کو بلقان کی ریاستوں کی جنگ ہو رہی تھی - بلغاریہ' یونان' سرویا اور مونٹی نگرو نے مل کر ترکی پر حملہ کر دیا - اندرون خانہ برطانیہ انکو مدد دے رہا تھا - ایک طرف یہ مصیبت مسلمانوں پر برپا تھی اور دوسری طرف کانپور مسجد کو انگریزوں نے سڑک سیدھی کرنے کیلئے شہید کر دیا تھا جس پر احتجاج کرنے پر کئی مسلمان شہید کر دیے گئے - علامہ اقبال نے "شکوہ" کے جواب میں دو سال بعد ۱۹۱۳ء میں "جواب شکوہ" نظم لکھی - یہ نظم علامہ اقبال نے ایک جلسہ عام میں موچی دروازہ لاہور بعد از نماز مغرب پڑھی - اس نظم کے ایک ایک شعر پر بولی لگائی گئی اور اس طرح جو رقم جمع ہوئی علامہ اقبال نے بلقان فنڈ میں جمع کرا دی علامہ اقبال نے اس طرح مسلمانان ہندوستان کے ذہنوں کو یہ بات باور کرائی کہ مسلمان جہاں بھی ہے بھائی ہے اور اس کی مدد کرنا فرض ہے۔

علامہ اقبال نے "خضر راہ" کی لمبی نظم انجمن حمایت اسلام کے ۳۷ ویں سالانہ اجلاس میں ۱۶ اپریل ۱۹۲۲ء کو ترنم کے ساتھ سنائی - یہ جلسہ اسلامیہ ہائی سکول شیرانوالے دروازہ لاہور میں منعقد ہوا - نظم کا یہ اثر ہوا کہ لوگ دھاڑیں مار مار کر رونے لگ گئے - ۱۹۱۸ء میں جنگ عظیم شروع ہوئی - ترکی ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا' عرب دنیا بکھر گئی - ۱۹۱۹ء میں جنرل اڈوائر کی وحشیانہ فائرنگ سے جلیانوالے باغ امرتسر میں کئی مسلمان شہید کر دیے گئے - اس نظم کے ذریعے علامہ اقبال قوم کے دکھ درد میں شریک ہوئے اور مسلمانوں کو غیرت دلائی' قوم کو اپنی پہچان دی اور اس طرح مسلمانوں کو اپنے مسلمان بھائیوں کے غم میں شریک ہونے کا درس دیا - آخر میں علامہ اقبال نے مسلمانوں کو روشن مستقبل کی نوید مسرت بھی دی۔

۱۹۲۳ء میں علامہ اقبال نے "طلوع اسلام" کی لمبی نظم انجمن حمایت اسلام کے ۳۸ ویں سالانہ اجلاس میں سنائی اور یہ آخری لمبی نظم تھی جو انجمن حمایت اسلام کے جلسہ میں سنائی گئی - مسلمانوں کو جنگ میں کامیابیاں ہوئیں' لوگوں نے مساجد میں گھی کے چراغ جلائے - ہندوستان میں "ترک موالات" کی تحریک چلی - مسلمان نئے جوش اور ولولہ کے ساتھ اٹھے اور ان کے اندر آزادی کی تحریک پیدا ہو گئی وہ اپنے کندھوں سے غلامی کا جوا پھینکنے کیلئے بیتاب نظر آنے لگے تھے - علامہ اقبال نے یہ نظم لکھ کر مسلمانوں کو زمانے کی تبدیلیوں سے آگاہ کیا - مسلمانوں

Marfat.com

کو ایک نئی دنیا بنانے کی خوشخبری دی اور مسلمانوں کو انکا مقام اور پہچان کی صلاحیت عطا کی۔ علامہ اقبال نے یہ بھی بتایا کہ مسلمانوں کی فلاح انکے اچھے کردار اور اعمال پر ہے۔

علامہ اقبال نے مسلمانوں کو یہ پیغام دیا کہ مسلمان ہی دنیا میں انسانیت کا ضامن ہے اور آنے والا زمانہ مسلمانوں کی آمد کی آس لگائے بیٹھا ہے۔

علامہ اقبال نے یہ نظمیں لکھ کر مسلمانوں کا اعتماد بحال کیا اور ان میں آزادی کی لگن اور تڑپ پیدا کر دی - علامہ کی شاعری نے مسلمانان عالم کو روشن مستقبل کی نوید مسرت دی۔

تقسیم ہندوستان کی تجاویز تو بہت لوگوں نے پیش کیں لیکن نہ ان کے پیچھے کوئی عملی قوت کام کر رہی تھی اور نہ بعد میں ان تجاویز کو موثر بنانے کیلئے کوئی عملی مہم کا تسلسل جاری رہا - علامہ اقبال نے ۱۹۲۸ء میں مسلم کانفرنس کے پلیٹ فارم پر دس تجاویز پیش کیں جو بعد میں قائداعظم کے چودہ نکات میں کچھ ترمیمات کے ساتھ شامل کر لی گئیں - علامہ اقبال نے تجاویز دہلی پر "جداگانہ انتخاب" کا موقف قائم کیا جو سائمن کمشن رپورٹ اور نہرو رپورٹ کے بعد بھی آخر تک قائم رہا - نہرو رپورٹ نے قائداعظم کو بالکل مایوس کر دیا کیونکہ ہندوؤں نے مسلمانوں کی کسی جائز بات کو بھی تسلیم نہ کیا لہٰذا قائداعظم ہندوؤں کی وعدہ خلافیوں سے تنگ آ گئے - آپ انگلستان چلے گئے۔ لیکن علامہ اقبال تن تنہا سیاسی میدان میں انگریزوں اور ہندوؤں کا مقابلہ کرتے رہے۔

۱۹۳۰ء میں خطبہ الہ آباد دیا- نومبر ۱۹۳۱ء میں دوسری گول میز کانفرنس میں مسلمانوں کی نمائندگی کی - ۱۹۳۲ء میں خطبہ لاہور دیا اور پھر ۱۹۳۲ء کے اواخر میں تیسری گول میز کانفرنس میں شرکت کی - ۱۹۲۶ء تا ۱۹۲۹ء لیجسلیٹیو اسمبلی میں ایک فعال رکن کی طرح کام کیا - قائداعظم جو انگلستان سکونت اختیار کر چکے تھے اور پریوی کونسل میں پریکٹس کر رہے تھے ان کو علامہ اقبال نے دعوت دی کہ وہ آ کر قوم کی رہنمائی فرمائیں - قائداعظم تشریف لاتے ہیں لیکن کانگریسی مسلمان اور یونینسٹ ان سے اختلاف کرتے ہیں کیونکہ قائداعظم بھی علامہ اقبال کے نقطۂ نظر "جداگانہ انتخاب" کے حامی ہو چکے تھے - قائداعظم ان سے بھی مایوس ہو کر یکم مئی ۱۹۳۶ء کو جاوید منزل لاہور میں علامہ اقبال کو ملتے ہیں اور وہ یہ محسوس کر چکے تھے کہ "جداگانہ انتخاب" ہی مسلمانوں کی آزادی کا ضامن اور واحد حل ہے - مسلم لیگ بھی متحد ہو چکی تھی دونوں زعما کے خیالات میں ہم آہنگی پیدا ہو گئی تھی - سیاسی اختلاف صرف جداگانہ اور مخلوط

Marfat.com

انتخاب کا تھا جو مارچ ۱۹۲۷ء سے مارچ ۱۹۲۹ء تک رہا - لیکن اب خیالات کی یک رنگی نے مسلمانوں میں مکمل اتحاد پیدا کر دیا - علامہ اقبال نے منزل کی نشاندھی کر دی اور مسلمانوں کیلئے اس منزل کا حصول ان کی آرزوؤں کا محور بن گیا۔

۲۶ اپریل تا ۲۸ اپریل ۱۹۳۶ء کو دہلی میں آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے ارکان اور مختلف صوبوں کے مسلمان زعماء سے تفصیلی گفتگو کے بعد ۲۱ مئی ۱۹۳۶ء کو ۵۴ ممبران پر مشتمل ایک مرکزی پارلیمانی بورڈ کے ارکان کے ناموں کا اعلان کیا گیا - مسلم لیگ اب صحیح خطوط پر استوار ہونا شروع ہو گئی اور مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت بن کی ابھری - علامہ اقبال صوبائی مسلم لیگ پنجاب کے صدر بنے۔

ستمبر ۱۹۳۷ء کو علامہ اقبال نے مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن قائم کی - اس طرح طلباء کو جدوجہد آزادی میں شریک کر لیا گیا - علامہ اقبال جانتے تھے کہ نوجوان قوم کا سرمایہ ہوتے ہیں - لہٰذا طالب علموں کی توانائیاں حصول پاکستان میں لگا دی گئیں - ان لوگوں نے گھر گھر جا کر آزادی کی روشنی پھیلائی اور اس طرح عملی سیاست میں طلباء حصہ دار بن گئے۔

۲۰ مارچ ۱۹۳۷ء کو علامہ اقبال نے "Muslims in India are a distinct Political unit" کے عنوان سے ایک مضمون مشتہر کیا جس میں یہ بتایا کہ مسلمان ہندوستان میں ایک علیحدہ سیاسی تشخص کے حامل ہیں - اس کے بعد ۲۸ مئی ۱۹۳۷ء کو ایک مضمون بعنوان

"Redistribute the Country and Provide one or more Muslim States with absolute Majority"

لکھا- اس میں علامہ اقبال نے بتایا کہ مسلمان اکثریتی علاقوں میں مسلمانوں کو خودمختار ریاستیں دی جائیں - پھر ۲۱ جون ۱۹۳۷ء کو یہ تجویز پیش کی کہ شمال مغربی ہندوستان اور بنگال کے مسلمان ایک علیحدہ قوم ہیں - ان صوبوں کے مسلمانوں کی ایک علیحدہ فیڈریشن قائم کر دی جائے۔

مندرجہ بالا بیانات سے صاف ظاہر ہے کہ علامہ اقبال تسلسل کے ساتھ مسلمانوں کیلئے علیحدہ ریاست کا مطالبہ کر رہے تھے اور یہ مطالبہ وقتی بیانات پر مبنی نہ تھا بلکہ عملی طور پر علامہ اقبال لگاتار کوشش کرتے رہے - علامہ اقبال کے علاوہ اور کسی شخص کو ان سے پہلے نہ اتنا بڑا پلیٹ فارم ملا اور نہ ہی پوری قوم کی حمایت نصیب ہوئی لہٰذا علامہ اقبال کا خطبۂ الہ آباد منفرد ہے اور اساس پاکستان ہے۔

Marfat.com

علامہ اقبال نے اس کے بعد صوبائی مسلم لیگ کی شاخیں شہروں سے دیہاتوں تک پھیلا دیں اس کا اثر یہ ہوا کہ گھر گھر میں مسلم لیگ کی اشاعت ہوئی اور مسلم لیگ مسلمانوں کی واحد نمائندہ جماعت بن کر ابھری - اس نے انگریزوں اور ہندوؤں کو ورطۂ حیرت میں ڈال دیا اور مسلمانوں کے وجود کو منوا دیا - یہ بات بھی کھل کر سامنے آ گئی کہ ہندوستان میں صرف ہندو ہی نہیں بلکہ ایک مسلمان قوم بھی موجود ہے جو زندہ ہے اور اپنے حقوق حاصل کرنے کیلئے مسلمانوں کی طرف سے واحد نمائندگی کی دعویٰ دار ہے۔

۲۰ مارچ ۱۹۲۷ء کو تجاویز دہلی کے خلاف مسلم لیگ کا اجلاس منعقد ہوا - سر شفیع نے تجاویز دہلی کے خلاف تقریر کی - علامہ اقبال نے یکم مئی ۱۹۲۷ء کو ایک قرار داد پیش کی۔

۸ نومبر ۱۹۲۷ء کو سائمن کمشن مقرر کرنے کا اعلان کیا گیا - ۹ نومبر ۱۹۲۷ء کو علامہ اقبال نے ایک بیان دیا اور کمشن سے تعاون کا اعلان کیا - تعاون کا اعلان پنجاب صوبائی مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے دیا گیا۔

۵ نومبر ۱۹۲۸ء کو مسلم لیگ کا ایک وفد سر محمد شفیع کی قیادت میں کمشن کے سامنے پیش ہوا اس میں علامہ اقبال بھی شامل تھے - سائمن کمشن رپورٹ میں جداگانہ طریق انتخاب کو مان لیا گیا لیکن ہندوستان کے سیاسی رہنما موتی لال نہرو کی تیار کردہ نہرو رپورٹ میں جداگانہ انتخاب کے حق کو رد کر دیا گیا - لہٰذا علامہ اقبال نے مخالفت کی۔

سر آغا خان کی صدارت میں دسمبر ۱۹۲۸ء کو دہلی میں آل پارٹیز مسلم کانفرنس منعقد ہوئی اس میں نہرو رپورٹ کے خلاف اجلاس منعقد کیا گیا اور قائداعظم محمد علی جناح کے چودہ نکات مطالبات کی شکل میں ظاہر ہوئے۔

علامہ اقبال کی جدوجہد اس سے آگے بھی جاری رہی حالانکہ ۱۹۳۷ء میں علامہ صاحب کو بیماریوں نے گھیر لیا تھا - صاحب فراش تھے مزید برآں بینائی بھی تقریباً جواب دے چکی تھی اور خطوط دوسرے لوگوں سے لکھوائے جانے لگے لیکن اس کے باوجود علامہ اقبال قائداعظم کو مشورے دیتے رہتے - ایک خط جو ۲۸ مئی کو لکھا گیا اس کا اقتباس ملاحظہ ہو " (بصیغۂ راز)

"موجودہ مسائل کا حل مسلمانوں کیلئے ہندوؤں سے کہیں زیادہ آسان ہے لیکن جیسا کہ میں نے اوپر بیان کیا ہے مسلم ہندوستان کے ان مسائل کا حل آسان طور پر کرنے کیلئے یہ ضروری ہے کہ ملک کو ایک یا زیادہ ریاستوں میں تقسیم کیا جائے جہاں پر مسلمانوں کو واضح

اکثریت ہو - کیا آپ کی رائے میں اس مطالبہ کا وقت آ نہیں پہنچا"۔

(اقبال کے خطوط جناح کے نام ترجمہ محمد جہانگیر عالم ص ۴۹ تا ۵۱)

علامہ اقبال نے پھر ۲۱ جون ۱۹۳۷ء کو ایک اور خط قائداعظم کو بصیغہ راز لکھا اور بتانے کی کوشش کی کہ آزادی کے بغیر شریعت کا نفاذ ممکن ہی نہیں - اقتباس یوں ہے

"میرے خیال میں تو نئے دستور میں ہندوستان کو ایک ہی وفاق میں مربوط رکھنے کی تجویز بالکل بیکار ہے - مسلم صوبوں کے ایک جداگانہ وفاق کا قیام اس طریق پر جس کا میں نے اوپر ذکر کیا ہے صرف واحد راستہ ہے جس سے ہندوستان میں امن و امان ہو گا اور مسلمانوں کو غیر مسلموں کے غلبہ و تسلط سے بچایا جا سکے گا - کیوں نہ شمال مغربی ہندوستان اور بنگال کے مسلمانوں کو علیحدہ اقوام تصور کیا جائے جنہیں ہندوستان اور بیرون ہندوستان کی دوسری اقوام کی طرح حق خود اختیاری حاصل ہو"۔ (اقبال کے خطوط جناح کے نام ص ۵۴-۵۵)

علامہ اقبال ان خطوط کے ذریعے قائداعظم کو حصول پاکستان کیلئے تیار کر رہے تھے - ۲۳ مئی ۱۹۳۶ء سے سلسلہ مراسلت شروع ہوا - اقبال سے جناح کی ملاقات ۶ مئی ۱۹۳۶ء کو ہوئی اور پہلا خط قائداعظم نے علامہ اقبال کو لکھا جس کے جواب میں علامہ اقبال نے یوں لکھا۔ اقبال کے مذکورہ پہلے خط کا پہلا جملہ یوں تھا "ابھی ابھی آپ کا خط موصول ہوا"۔

(اقبال کے خطوط جناح کے نام مرتبہ و ترجمہ محمد جہانگیر عالم ص ۲۹)

علامہ اقبال نے پاکستان کے حصول میں بہت جدوجہد کی اور پھر حصول اقتدار سے بے لوث - جنوری ۱۹۳۸ء جواہر لال نہرو لاہور آئے اور علامہ اقبال کو ملے - نہرو اقبال کے دوران گفتگو میاں افتخارالدین نے جو نہرو کے ساتھ تھے ایک تجویز پیش کی جو یوں ہے۔

"یکایک میاں افتخارالدین بیچ میں بول اٹھے کہ ڈاکٹر صاحب! آپ مسلمانوں کے لیڈر کیوں نہیں بن جاتے - مسلمان مسٹر جناح سے زیادہ آپ کی عزت کرتے ہیں - اگر آپ مسلمانوں کی طرف سے کانگرس کے ساتھ بات چیت کریں تو نتیجہ بہتر نکلے گا"۔ ڈاکٹر صاحب لیٹے ہوئے تھے یہ سنتے ہی غصہ میں آ گئے اور اٹھ کر بیٹھ گئے اور انگریزی میں کہنے لگے "اچھا تو چال یہ ہے کہ آپ مجھے بہلا پھسلا کر مسٹر جناح کے مقابلے میں کھڑا کرنا چاہتے ہیں - میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ مسٹر جناح ہی مسلمانوں کے اصل لیڈر ہیں اور میں تو ان کا ایک معمولی سپاہی ہوں"۔ (اقبال کے آخری دو سال - عاشق حسین بٹالوی ص ۵۵۰-۵۴۹)

Marfat.com

مندرجہ بالا بیان عاشق حسین بٹالوی نے راجہ حسن اختر اور میاں فیروزالدین کی شہادت پر نقل کیا ہے - مندرجہ بالا بیان سے علامہ اقبال کے متعلق یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچتی ہے کہ علامہ اقبال نے خطبہ الہ آباد میں جو بات کہی علامہ نے اس کی اساس فراہم کر دی اور اسی اساس پر مسلمانوں کیلئے الگ ریاست کا مطالبہ کیا - اس مطالبے کی تکمیل ۱۹۴۰ء میں قرارداد لاہور کی صورت میں ظاہر ہوئی - اقبال کی تحریک پاکستان کے حوالہ سے نظریاتی جنگ ۱۹۱۱ء سے شروع ہوئی اور تادم مرگ رہی - خطوط کا سلسلہ ۲۳ مارچ ۱۹۳۶ء سے شروع ہوا - آخری خط اس سلسلہ میں قائداعظم کو ۱۰ نومبر ۱۹۳۷ء کو لکھا گیا اور آخری بیان جنوری ۱۹۳۸ء کو دیا گیا - خطوط جو علامہ اقبال نے قائداعظم کو لکھے ان کی تعداد تیرہ ہے ۔

جو خطوط علامہ اقبال نے قائداعظم کو لکھے - انہوں نے خراج تحسین یوں دیا

"میرے نزدیک یہ خطوط زبردست تاریخی اہمیت کے حامل ہیں بالخصوص وہ خطوط جن میں مسلم ہندوستان کے سیاسی مستقبل کے بارے میں ان کے خیالات کا واضح اور غیر مبہم اظہار ہے ان کے خیالات پورے طور پر میرے خیالات سے ہم آہنگ تھے اور بالاخر میں ہندوستان کے دستوری مسائل کے مطالعہ اور تجزیہ کے بعد انہی نتائج پر پہنچا اور کچھ عرصے کے بعد یہی خیالات ہندوستان کے مسلمانوں کی اس متحدہ خواہش کی صورت میں جلوہ گر ہوئے جس کا اظہار آل انڈیا مسلم لیگ کے ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کی منظور کردہ قرارداد لاہور ہے جو عام طور پر قرارداد پاکستان کے نام سے موسوم ہے"۔ (اقبال کے خطوط جناح کے نام ۳۶-۳۵)

تمام مندرجہ بالا حوالہ جات، علامہ اقبال کے بیانات، تحریکات، مسلسل جدوجہد اور ولولہ انگیز شاعری اس بات کی دلالت کیلئے ایک بین اور ناقابل انکار ثبوت ہیں کہ انہوں نے خطبہ الہ آباد سے پہلے اور بعد میں تا دم مرگ حصول آزادی کی خاطر ایک مربوط سلسلہ عمل جاری رکھا اور آخرکار وہ خواب جو انہوں نے دیکھا تھا اس کی تعبیر پاکستان کی شکل میں ظہور پذیر ہوئی - معترضین کا یہ سوال کہ بہت سے لوگوں نے ہندوستان کی تقسیم کی بات کی اس میں عملی قوت اور لگاتار جدوجہد کا شائبہ تک نہ تھا جبکہ علامہ اقبال نے اپنی عمر کا بہت سا حصہ حصول آزادی کی خاطر وقف کر دیا تھا۔

ن   جز قیس اور کوئی نہ آیا بروئے کار
صحرا مگر بہ تنگئی چشم حسود تھا

Marfat.com

قائداظم نے علامہ اقبال کی رحلت کے موقع پر خراج عقیدت دیتے ہوئے یہ الفاظ کہے
"میرے لئے وہ ایک رہنما بھی تھے' دوست بھی اور فلسفی بھی - تاریک ترین لمحوں میں جن سے مسلم لیگ کو گزرنا پڑا وہ چٹان کی طرح قائم رہے اور ایک لمحے کے لئے بھی متزلزل نہیں ہوئے". (اقبال اور قائداعظم -احمد سعید ص ۹۰)

۲۶ دسمبر ۱۹۳۸ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس پٹنہ میں قائداعظم نے فرمایا
"علامہ اقبال میرے ذاتی دوست تھے جن کا شمار دنیا کے عظیم شعرا میں ہوتا ہے - وہ اس وقت تک زندہ رہیں گے جب تک اسلام زندہ ہے - ان کی عظیم شاعری ہندوستانی مسلمانوں کی خواہشات کی صحیح عکاسی کرتی ہے - ان کی شاعری ہمارے لئے اور ہماری آئندہ نسلوں کیلئے مشعل راہ کا کام دے گی". (اقبال اور قائد اعظم - احمد سعید ص ۹۲-۹۱)

قرارداد پاکستان کی منظوری کے اگلے دن قائداعظم محمد علی جناح نے اپنے سیکرٹری سید مطلوب الحسن سے گفتگو کرتے ہوئے فرمایا "آج ہم میں اقبال موجود نہیں - اگر وہ زندہ ہوتے تو یہ جان کر بہت خوش ہوتے کہ ہم نے بالکل ایسے ہی کیا جس کی وہ ہم سے خواہش کرتے تھے".
(محمد علی جناح - ایک سیاسی مطالعہ - سید مطلوب الحسن ص ۲۳۱)

خطبہ الہ آباد

خطبہ الہ آباد کے متعلق مصنف زندہ رود کے حوالے سے مصنف اقبال اور احمدیت صفحہ ۳۹۴ پر یوں لکھ رہے ہیں
......لیگ کا اجلاس ایک تمباکو فروش رحیم بخش کی عمارت میں ہوا تھا...... اجلاس میں لیگ کے صرف چند نمائندوں نے شرکت کی اس کا کودم بھی بڑی مشکل سے پورا ہوا (کورم ۷۵ ارکان کا تھا - ناقل) حاضرین میں بہت سے سکول کے لڑکے بھی شامل تھے جو تفریحاً شریک جلسہ ہو گئے تھے. (زندہ رود ص ۳۹۱)

افسوس کی بات ہے کہ شیخ عبدالماجد اقبال دشمنی میں اس قدر آگے نکل گئے کہ انہوں نے جس جگہ پر جھول دیکھا فوراً اقبال کے خلاف اسے استعمال کیا - مصنف کا کام ہوتا ہے کہ واقعات کے اتار چڑھاؤ یا خامیاں اور اچھائیاں محاسن و معائب من و عن درطشہ تحریر میں لائے - شیخ عبدالماجد نے تھوڑی سی کاوش کی ہوتی تو اس دور کے اخبارات میں سے خطبۂ الہ آباد کے

Marfat.com

متعلق اچھا خاصا مواد مل سکتا تھا - مگر جو مصنف اس خیال سے کتاب لکھ رہا ہو کہ صرف معائب ہی ڈھونڈنے ہیں تو وہ شخص نفس مضمون سے انصاف کیسے کر سکتا ہے۔

میں اس وقت کے اخبارات' ایڈیڑوں کے اداریے اور لوگوں کے خیالات کی جھلک دکھانا چاہتا ہوں تا کہ شیخ عبدالماجد کو علامہ اقبال کے خطبئہ الہ آباد کے متعلق کچھ آگاہی حاصل ہو سکے۔

شیخ عبدالماجد نے سارے تقابلی جائزے دیتے وقت حوالہ جات قادیانی اخبارات اور کتب سے دئے جو قابل قبول نہیں ہوتے - کسی مستند کتاب یا اخبار کا حوالہ نہ دیا گیا۔

خطبہ الہ آباد کا صحیح تصور مندرجہ ذیل اخباری بیانات' تبصروں اور اداریوں سے واضح ہو جائے گا۔

۱ ایک ایسا وقت آیا کہ آل انڈیا مسلم کانفرنس آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاسوں کی صدارت کیلئے بیک وقت موزوں شخص کی ضرورت محسوس ہوئی۔

"آل انڈیا مسلم کانفرنس کی صدارت" کے عنوان کے تحت انقلاب - جلد ۵ - نمبر ۱۰۰ سہ شنبہ ۷ اکتوبر ۱۹۳۰ء پر اداریہ یوں لکھ رہا ہے - "اگر وقت ہے تو یہ کہ شاید حضرت علامہ بیک وقت دو اجلاسوں کی صدارت کو ناقابل برداشت بوجھ تصور فرمائیں - لیکن ہم یہ عرض کر دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ اگر خدانخواستہ لیگ کے اجلاس میں تاخیر ہو یا مسلم کانفرنس کے ساتھ لیگ کا اجلاس منعقد نہ ہو سکتا ہو تو مسلم کانفرنس کی صدارت کیلئے حضرت علامہ اقبال کو ہر حال میں مجبور کیا جائے تا کہ اسی نازک موقع پر ان کے خیالات سے فائدہ اٹھا سکے"۔

(حوالہ اقبال کا سیاسی سفر ص ۲۲۳)

پھر دنیا نے دیکھا کہ حضرت علامہ اقبال نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر خطبہ الہ آباد دیا اور مسلم کانفرنس کے پلیٹ فارم پر خطبہ لاہور دیا۔

۲ الہ آباد میں آل انڈیا مسلم لیگ کا سالانہ اجلاس - علامہ کا بصیرت افروز خطبہ صدارت

"الہ آباد - ۲۹ دسمبر آج آل انڈیا مسلم لیگ کا اجلاس زیر صدارت علامہ سر محمد اقبال شروع ہوا ملک کے مختلف حصص سے مندوبین کی بھاری تعداد شریک جلسہ ہوئی ..... سید محمد حسین صدر مجلس استقبالیہ نے اپنے خطبئہ صدارت میں مسلم پوزیشن پر تبصرہ کیا - علامہ اقبال کے انگریزی خطبئہ صدارت کا ترجمہ انقلاب کی اشاعت دیروزہ و امروزہ میں مفصل شائع کیا گیا

مولوی محمد یعقوب ایم-ایل-اے سیکرٹری مسلم لیگ نے اس خطبہ کا ترجمہ اردو زبان میں حاضرین کو سنایا۔ (انقلاب جلد ۵ - نمبر ۱۷۰ چہار شنبہ ۳۱ دسمبر ۱۹۳۰ء)

(بحوالہ اقبال کا سیاسی سفر ص ۲۹۹-۲۲۸)

۳ "حضرت علامہ اقبال نے مسلم لیگ کے اجلاس الہ آباد میں جو فاضلانہ اور بصیرت افروز خطبہ صدارت پڑھا اس نے تمام ہندو جرائد کو چراغ پا کر دیا ہے - ہمیں ان جرائد کے بیسیوں مقالات پڑھنے کا موقع ملا ہے لیکن ان میں سے کسی ایک نے بھی حضرت علامہ کی کسی دلیل کا جواب دینے کی زحمت گوارا نہیں کی - البتہ برا بھلا کہنے اور دشنام طرازی کرنے میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے کی بے حد کوشش کی ہے - ہمارے نزدیک ہندو دنیا کی یہ ہرزہ سرایانہ ہم آہنگی ہی اس امر کی دلیل ہے کہ حضرت علامہ کے دلائل و براھین اپنا جواب نہیں رکھتے اور مخالفین سے دشنام طرازی اور بدگوئی کے سوا اور کچھ بن نہیں پڑا"۔

انقلاب جلد ۵ - نمبر ۱۷۲ شنبہ ۳ جنوری ۱۹۳۱ء

(حوالہ اقبال کا سیاسی سفر ص ۲۳۵)

"حقیقت یہ ہے کہ حضرت علامہ اقبال کا خطبہ ہندوؤں کے تصور قومیت یا ہندوستان میں ہندو راج کے قیام پر سب سے پہلی ترکتاز ہے جس نے اس راج کی بنیادیں ہلا دی ہیں - اس کے معانی و قواعد میں زلزلہ برپا کر دیا ہے اور ہندو اپنی سلطنت کے جس خواب کو عملی صورت میں تعبیر کے قریب پہنچا ہوا سمجھتے تھے - اسکا سارا تار و پود بکھیر کر رکھ دیا"۔

(اقبال کا سیاسی سفر ص ۲۴۴-۲۴۳)

۴ ایک بازاری ہندو مضمون نگار نے چند روز ہوئے لکھا تھا کہ اقبال ہندوؤں کا ملک چھین کر مسلمانوں کے حوالے کرنا چاہتا تھا - اس ایک الزام سے ہندوؤں کے حقیقی جذبات بالکل واضح طور پر آشکار ہو رہے ہیں - ہندو سمجھتے تھے کہ ہندوستان ہندوؤں اور صرف ہندوؤں کا وطن ہے - حضرت علامہ نے بتایا ہے کہ ہندوستان صرف ہندوؤں کا نہیں بلکہ یہاں کی تمام قوموں کا مشترکہ وطن ہے - اگر اس وطنیت میں مسلمان ہندوؤں کے ساتھ برابر کے شریک نہیں ہیں تو پھر آخر ان سے حب وطن کے نام پر اپیل کیونکہ کی جا سکتی ہے - اقبال نے مسلمانوں کے حق وطنیت کی نہایت موئثر آواز بلند کی ہے"۔ (انقلاب جلد ۵ نمبر ۱۸۰ پنجشنبہ ۱۵ جنوری ۱۹۳۱ء)

(حوالہ اقبال کا سیاسی سفر)

Marfat.com

۵ حضرت علامہ کی تجویز

"غرض مسلمانوں کی طرف سے اب تک جو مطالبات پیش ہوئے ان سب میں شمال و جنوبی ہند میں مسلمانوں کے غلبے کا معاملہ بالکل واضح تھا اور غلبے کا مطلب یہی ہو سکتا ہے کہ عنان اقتدار زیادہ تر مسلمانوں کے ہاتھ میں رہے - فرق ہے تو یہ ہے کہ پہلے مطالبے میں چار حکومتیں قائم کرنے کی تجویز تھی - حضرت علامہ نے چاروں کو ملا کر ایک کر دینے کی تجویز پیش فرمادی"۔

۶ ہندو مسلم تنازعات کا بہترین حل - علامہ اقبال کے خطبہ پر ہمدم کا تبصرہ

(اقبال کا سیاسی سفر ص ۲۴۸)

"اقبال کا مطالبہ حق بجانب ہے" کے عنوان کے تحت تبصرہ ملاحظہ فرماویں

"اس حقیقت کو سائمن کمشن نے بھی تسلیم کر لیا ہے کہ ہندوستان ایک ایسا براعظم ہے جس میں انسانی گروہوں کی مختلف نسلیں آباد ہیں - جن میں معاشرت مختلف ہے، جن کی زبانیں مختلف ہیں، جن کی روایات مختلف ہیں - ایک خاص تمدنی قوت کے اعتبار سے اس ملک میں اسلام کی زندگی اس پر منحصر ہے اسے ایک خاص علاقہ میں ایک مرکز پر جمع کر دیا جائے - لہٰذا اقبال کا یہ مطالبہ نہایت حق بجانب ہے کہ مسلمانوں کو ہندوستان کے اندر ایک اسلامی ہند کے قیام کا موقع ملنا چاہیئے اور اس کی بہترین تشکیل اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ پنجاب، صوبہ سرحد، سندھ اور بلوچستان کو ملا کر ایک واحد سلطنت قائم کی جائے - اس سے مسلمانوں میں حس ذمہ داری بڑھے گی اور ان کا جذبہ حب الوطنی عمیق تر ہوتا چلا جائے گا - وہ بیرونی حملوں کے مقابلے میں خواہ وہ بالشویک خیالات کا ہو یا افغان چیروں کا ہندوستان کی بہتر حفاظت کر سکیں گے .... ہمدم لکھنؤ ۵ جنوری۔ (انقلاب جلد ۵ نمبر ۱۷۶ شنبہ ۱۰ جنوری ۱۹۳۱ء)

۷ "آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس الہ آباد میں حضرت علامہ اقبال نے ایک تاریخی خطبہ ارشاد فرمایا ہے اور ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ لیگ کے اسٹیج پر یہ سب سے پہلی زندہ آواز ہے جس نے اتنی صفائی و جرات اور حکمت و تدبر کے ساتھ قومیت ہند کے اصلی تصور، ہندوستان میں اسلام کے نصب العین اور مشن، نیشنلزم اور مسئلہ عالم، چرچ اور اسٹیٹ، تجزیہ دین و سیاست، نیشنل ازم اور کمیونل ازم وغیرہ مسائل پر بصیرت افروز بحث کی ہے - اس آواز نے باطل پرستوں اور طاغوتیوں میں ایک عجیب سراسیمگی پیدا کر دی ہے"۔

(انقلاب جلد ۵ نمبر ۱۷۶ ۱۴ جنوری ۱۹۳۱ء)

Marfat.com

۸ غلام مصطفیٰ خان صاحب نائب خطبہ الہ آباد کے متعلق "سازش کا بھانڈا پھوٹ گیا" عنوان کے تحت یوں رقمطراز ہیں

اقبال کی جو بات ان کو چبھ گئی اور سینے کے پار ہو گئی وہ ہرگز یہ نہ تھی کہ اقبال نے شمال و مغربی متحدہ اسلامی صوبہ کا تصور مسلمانان ہند کے سامنے رکھا جس کو ہدف بنا کر انہوں نے سب و شتم کی تیراندازی شروع کی - یہ "تجویز تو بار بار ہندو لیڈر زیر بحث لا چکے ہیں اور پھر اقبال کے خطبہ میں تو واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ یہ تجویز نہرو رپورٹ میں مذکور ہے اور نہرو کمیٹی اس پر بحث کر چکی ہے - جس بات پر انہیں غصہ آیا جس پر وہ آپے سے باہر ہو گئے وہ اقبال کا اس گہری سازش کو منکشف کر دینا تھا جو گذشتہ پانچ سات سال سے ہندو لیڈر انگلستان کی مزدور پارٹی سے کر رہے تھے اور جس کی تکمیل تک پہنچ کر گول میز کانفرنس کی کاروائی جس منتہا کی طرف جا رہی تھی اقبال نے اس کو بروقت بھانپ لیا اور خطبہ میں بتا دیا "۔

(انقلاب جلد ۵ نمبر ۱۹۰ سہ شنبہ ۲۷ جنوری ۱۹۳۱ء)

۹ اسلامی صوبوں کی علیحدگی

حکومت خوداختیاری کے معاملہ میں گاندھی جی نے کہا کہ موجودہ صورت حالات میں تو میرے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ مسٹر ولسن کے اصول پر چلوں یعنی حکومت خود اختیاری کے اصول کو منظور کر لوں - دریافت کیا گیا کہ اگر پنجاب، صوبہ سرحد، صوبہ بلوچستان، اور سندھ باقی ہندوستان سے علیحدگی اختیار کرنا چاہیں اور ایک جداگانہ حکومت قائم کرنے کے خواہش مند ہوں تو آپ کیا کریں گے - گاندھی جی نے ایک لمحہ غور کرنے کے بعد کہا - میں کوشش کروں گا کہ ان کو علیحدگی سے باز رکھنے کی ترغیب دے سکوں "۔

(انقلاب جلد ۶ نمبر ۲ پنجشنبہ ۲۱ مئی ۱۹۳۱ء)

ان شواہد کے بعد اگر دیکھا جائے تو شیخ عبدالماجد مصنف "اقبال اور احمدیت" صفحہ نمبر ۲۴۳ پر مندرجہ بیان کہ "خطبہ الہ آباد امام جماعت احمدیہ کی تجویز کی تعبیر و تشریح ہے " کی کیا وقعت باقی رہ جاتی ہے - موصوف مصنف نے ۸۰ فیصد حوالہ جات اپنے رسائل، اشتہار اور کتب سے دیئے ہیں جو روایت و درایت کے ضمن میں بہت ناقص ہوتے ہیں اور قبولیت کے معیار پر پورے نہیں اترتے - تاریخ تحریک پاکستان کے کسی باب میں کسی بھی کتاب میں یہ ذکر موجود نہیں ہے - کے-کے-عزیز کی کتاب "چوہدری رحمت علی" میں علامہ اقبال کی تجویز جو

خطبئہ الہ آباد میں پیش کی گئی ۶۴ لوگوں کے نام ان سے پہلے درج ہیں ان ناموں میں بھی امام جماعت احمدیہ کا نام و نشان نظر نہیں آتا ۔ جماعتی اخبارات' رسائل اور کتب تو جماعت کے لئے پروپیگنڈے کا کام دیتے ہیں ۔ جیساکہ شیخ عبدالماجد نے اپنی کتاب "اقبال اور احمدیت" میں جسٹس جاوید اقبال سے مطالبہ کیا ہے کہ وہ قادیانی کتب سے اپنے دلائل کا ثبوت فراہم کریں ۔ اسی طرح شیخ صاحب کو یہ بات اپنے بیانات دیتے وقت بھی لاگو کرنا چاہیئے تھی جو وہ کرنے سے قاصر رہے ۔ ان کے بیانات تاریخی حساب سے بودے اور شواہد کے معیار سے گرے ہوئے ہیں

اسی طرح "سائمن کمشن کے روبرو پیش کرنے کیلئے تجاویز یا یاداشت" کے سلسلہ میں تقابلی جائزہ صفحہ نمبر۱۹۷ "اقبال اور احمدیت" مصنفہ شیخ عبدالماجد پر درج کیا گیا ہے ۔ اس تقابلی جائزے کا ذکر کسی تحریک پاکستان پر لکھی جانے والی کتاب میں نہیں ملتا کہ کبھی امام جماعت احمدیہ نے ایسی کوئی تجویز پیش کی ہو ۔ مذکورہ بالا کتاب میں اور بھی بہت سے خودساختہ تقابلی جائزے دئے گئے ہیں جن کا ذکر کسی تحریک پاکستان پر لکھی جانے والی کتاب میں نہیں ہے ۔

مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر مسٹر محمد علی جناح نے ۱۴ نکات کی شکل اور علامہ اقبال نے آل پارٹیز کانفرنس منعقدہ دہلی جنوری ۱۹۲۹ء میں جو تجاویز پیش کیں وہ متفقہ طور پر مان لی گئیں اور قائداعظم نے مسلم کانفرنس کی تجاویز کو اپنے ۱۴ نکات میں کچھ ترمیمات کے ساتھ شامل کر لیا اور اس طرح مسلم لیگ ایک واحد جماعت بن گئی اور "جداگانہ انتخاب" جو اقبال چاہتا تھا اس کو مان لیا گیا اور اس دو سال کے ڈیڈ لاک کے بعد دونوں لیگیں ایک ہو گئیں ۔

علامہ اقبال نے مارچ ۱۹۳۲ء میں خطبہ لاہور دیا ۔ یہ خطبہ "آل انڈیا مسلم کانفرنس" کے سالانہ اجلاس میں دیا گیا ۔ شیخ عبدالماجد نے اپنی کتاب "اقبال اور احمدیت" کے صفحہ نمبر۲۳۰ پر ایک تقابلی جائزہ دیا ہے اس میں آل انڈیا مسلم لیگ' دہلی کے سالانہ اجلاس منعقدہ دسمبر۱۹۳۱ء کو سر ظفراللہ کا خطبہ صدارت جو برطانوی حکومت کے رویہ کی مذمت میں منعقد کیا گیا ۔ چوہدری ظفراللہ خان کے متعلق یہ لکھا کہ علامہ اقبال نے جو کچھ مسلم کانفرنس کے اجلاس میں انگریزی حکومت کی مذمت کی تھی وہ دراصل وہی کچھ کہا گیا جو چوہدری ظفراللہ خان "مسلم لیگ کے خطبئہ صدارت" میں پہلے کہہ چکے تھے ۔

جیساکہ پہلے بتایا جا چکا ہے کہ حصول آزادی کیلئے مسلم لیگ اور مسلم کانفرنس کے پلیٹ فارم سے مسلمان جدوجہد آزادی میں کوشاں تھے ۔ علامہ اقبال نے ۱۹۳۰ء کو خطبہ الہ آباد میں جو

Marfat.com

کچھ کہا پھر ۱۹۳۲ء میں خطبۂ لاہور میں بھی تقریباً انہی باتوں پر زور دیا گیا - اسی طرح ۱۹۳۱ء میں چوہدری ظفراللہ خان نے مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر برطانوی حکومت کے رویہ کی مذمت کی - تو دیکھنے والی بات یہ ہے کہ پلیٹ فارم کونسا تھا ظاہر ہے قادیانیوں نے اپنا پلیٹ فارم تو استعمال نہ کیا تھا بلکہ مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے یہ آواز نکالی گئی - نہ چوہدری ظفراللہ خان نے قادیانیوں کا پلیٹ فارم استعمال کیا اور نہ ہی ان کا بیان بطور قادیانی کے دیا گیا وہ بیان مسلمانوں کی طرف سے دیا گیا - اس طرح اگر کوئی غیر مسلم بھی مسلم لیگ کے پلیٹ فارم سے مسلمانوں کے حقوق کی بات کرے اور برطانوی حکومت کے رویہ کی مذمت کرے تو وہ بات مسلمانوں کی طرف سے ہوگی نہ کہ قادیانیوں کی طرف سے۔

بطور وزیر خارجہ بھی چوہدری ظفراللہ خان نے جو تقاریر کیں وہ بھی بطور ایک ہندوستانی وزیر خارجہ کے ہیں نہ کہ قادیانی جماعت کی طرف سے - اس میں کوئی شک نہیں کہ چوہدری ظفراللہ خان بہت اچھے مقرر اور سیاستدان تھے - ان کی تقریر بھی پر اثر تھی - ہمیں ان پر فخر ہے - لیکن ایک ہندوستانی ہونے کے ناطے سے - سب ہندوستانی جدوجہد آزادی میں اپنی اپنی بساط کے مطابق جنگ لڑ رہے تھے لیکن جن جن لوگوں کو پلیٹ فارم مل گیا ان کی آواز میں طاقت بڑھ گئی

سر ظفراللہ خان نے تحریک پاکستان میں کیا کیا اس کے متعلق مندرجہ ذیل اقتباسات اس شخص کے ذاتی کردار کی قلعی کھول رہے ہیں۔

سر ظفراللہ خان اور تحریک پاکستان

اقبال اور احمدیت کے مصنف شیخ عبدالماجد نے ایک اور بات اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۳۵۰ پر لکھی کہ چوہدری ظفراللہ خان نے پاکستان کا کیس تین دن میں تیار کیا اور اس کا راوی الفضل اخبار ہے جو جماعت احمدیہ کا اخبار ہے - شواھد اس کے بالکل برعکس ہیں۔

History of India مصنفہ V.D.Mahajan صفحہ ۴۴۴ ملاحظہ ہو

In August 1933 Sir Zaffar-ullah Khan Described the scheme (Scheme of Pakistan) as "Chemerical and Impracticable. Up to 1937 the Muslim League did not approve the Idea of Pakistan.

Marfat.com

It was in 1938 that Jinnah Demanded the Division of India".

ایک اور کتاب مخزن مطالعہ پاکستان مصنفہ پروفیسر صابر حسین و محمد انصارالحسن جسکا پہلا ایڈیشن مکتبہ دانش چوک اردو بازار لاہور ۱۹۹۰ء میں شائع ہوا صفحہ نمبر۱۰۰ پر یوں لکھا ہے "سر سکندر حیات نے مسلم لیگ کا اجلاس ملتوی کرانے کی بہت کوشش کی - نواب ممدوٹ کو بلا کر ڈرایا دھمکایا - ادھر حکومت نے محکمہ زراعت پر دباؤ ڈالا کہ مسلم لیگ کو منٹو پارک کی جگہ استعمال کرنے کی اجازت نہ دی جائے حالانکہ ۵۰۰ روپے ادا کرنے پر سکھوں کو جلسہ کرنے کی اجازت دے دی گئی تھی - قائداعظم کو تمام حالات سے آگاہ رکھا گیا - پنجاب حکومت نے وائسرائے کی انتظامی کونسل کے رکن سرظفراللہ خان کو قائداعظم کے پاس بطور ایلچی بھیجا تاکہ اجلاس کو ملتوی کرنے کیلئے قائل کیا جائے - قائداعظم مقررہ تاریخ پر اجلاس کرنے پر بضد تھے"۔ (یہ واقعہ قرارداد لاہور مارچ ۱۹۴۰ء سے ۴ دن پہلے کا ہے)

قائداعظم کے اجلاس کی تیاریوں کیلئے ایک استقبالی کمیٹی بنائی گئی جس میں صدر نواب ممدوٹ اور جنرل سیکرٹری میاں بشیراحمد کو مقرر کیا گیا اور اجلاس میں نظم و ضبط قائم رکھنے کے لئے سردار اورنگ زیب خان نے سرحد سے سو رضاکار بھیجے - ان سرکردہ اشخاص میں سر ظفراللہ خان کا نام کہیں نہیں ہے ۔

"پاکستان نیشنل موومنٹ کی سعی پیہم سے نہ صرف ایک آزاد اسلامی ریاست بلکہ اس کی واضح حد بندی اور اسکے لئے موزوں نام منظرعام پر آیا اس پمفلٹ کے مصنفین نے انڈیا ایکٹ ۱۹۳۵ء جو گول میز کانفرنس کے انعقاد کے نتیجے میں نافذ ہوا تھا کھل کر تنقید کی اور یہ دلیل پیش کی کہ تاریخی لحاظ سے ہندوستان نہ کبھی ایک ملک رہا ہے اور نہ ایک قوم کی سرزمین ہے - مسلمان ایک الگ قوم کی حیثیت سے ایک الگ وطن چاہتے ہیں جسکے لئے تقسیم ہند ناگزیر ہے - عجیب اتفاق تھا کہ مسلم لیگی لیڈروں نے پاکستان نیشنل موومنٹ کے موقف سے سرد مہری برتی اور کچھ سرکردہ رہنماؤں مسٹر ظفراللہ خان، حسین شہید سہروردی اور یوسف علی نے اس تجویز کو طلبہ کی خام خیالی قرار دیا"۔ (مخزن مطالعہ پاکستان - صابر حسین ص ۸۸)

مندرجہ بالا بیانات کی روشنی میں سر ظفراللہ خان کا پاکستان بنانے میں کتنا ہاتھ تھا آپ نے ملاحظہ فرما لیا ؟ شیخ عبدالماجد اپنی خام خیالی پر نظر ثانی فرمائیں تو بہتر ہو گا - کسی تحریک پاکستان کی کتاب میں وہ باتیں نہیں لکھی گئیں جو جماعت احمدیہ کا اخبار بزعم خود "اپنے منہ میاں

مٹھو" لکھتا ہے - لہٰذا ایسے شواھد بہت بودے اور کمزور ہوتے ہیں - مستند تاریخی حوالہ جات بطور ثبوت کے پیش کئے جائیں تو بات بنتی ہے .

پاکستان سے باہر بیرونی دنیا میں سر ظفراللہ خان کا مسلمانوں کی نظروں میں کیا مقام تھا ملاحظہ ہو .

انگریزوں کی شخصی یادگار - سر ظفراللہ خان

اردو کے اخبار روزنامہ مشرق کے صفحہ اول پر تین کالمی شہ سرخی کے ساتھ "کیپ ٹاؤن کے پینتیس ہزار مسلمانوں نے سر ظفراللہ خان کا بائیکاٹ کر دیا" متن ہے

"پریٹوریا ۳ نومبر (ا - پ پ - رائٹر) عالمی عدالت کے جج سر ظفراللہ جنوبی افریقہ کے مختصر دورے پر آج جب کیپ ٹاؤن پہنچے تو یہاں کے ۳۵ ہزار مسلمانوں نے ان کا مکمل بائیکاٹ کیا - سر ظفراللہ خان جس ہوٹل میں ٹھہرے وہ صرف گورے لوگوں کے لئے مخصوص ہے - ظفراللہ خان اس سے قبل جوہنسبرگ قیام کر چکے ہیں - جہاں شہر کے گورے میئر نے ان کے اعزاز میں دعوت دی تھی - کیپ ٹاؤن میں احمدیہ فرقہ کے ایک سرکردہ راہنما شیخ ابوبکر نجار نے ظفراللہ خان کے اعزاز میں ایک دعوت کا انتظام کیا".

یہ بات قابل غور ہے کہ چوہدری ظفراللہ خان کو حکومت نے وہاں نہیں بھیجا تھا کیونکہ حکومت پاکستان کے تعلقات جنوبی افریقہ سے کشیدہ تھے - پھر یہ کس برتے پر وہاں گئے - پھر آگے چل کر اخبار لکھتا ہے کہ "ظفراللہ خان بیرون ملک اپنے آقایان ولی نعمت سے بخت و پز کر کے پاکستان میں اپنی جماعت کیلئے سپر بنا ہوا ہے اور اس کی جماعت ملک میں ایک عجمی اسرائیل پیدا کرنے کے خواب دیکھ رہی ہے".

مندرجہ بالا بیان سے یہ بات صاف ظاہر ہے کہ سر ظفراللہ خان نے پاکستان کی بہتری کیلئے نہیں بلکہ اپنی جماعت احمدیہ کی مدد کے سلسلہ میں جنوبی افریقہ کا دورہ کیا .

یہ ہے سر ظفراللہ خان پاکستان اور مسلمانوں کا دشمن اور جماعت احمدیہ کا نمائندہ خاص .

Marfat.com

نواں باب

کیا علامہ اقبال اور قائداعظم میں اختلاف تھا؟

معترضین کا ایک الزام یہ بھی ہے کہ علامہ اقبال اور قائداعظم میں مخالفت تھی جو تادم مرگ علامہ اقبال قائم رہی اس مہم میں قادیانی جماعت اور اس کے پیروکار پیش پیش ہیں اور شیخ عبدالماجد اپنی کتاب ''اقبال اور احمدیت'' میں فرماتے ہیں کہ علامہ اقبال اور قائداعظم میں مخالفت تھی اور اگر کچھ دیر علامہ اقبال زندہ رہتے تو مخالفت کی یہ خیلج وسیع تر ہوجاتی۔

دراصل شیخ عبدالماجد اختلاف اور مخالفت کے معنی ہی نہیں سمجھ سکے - مخالفت یہ ہے کہ اگر قائداعظم مسلم ریاست کا مطالبہ کرتے اور علامہ اقبال اس مطالبے کے خلاف ہوتے جیسے کہ کانگرسی مسلمانوں اور یونینسٹ لوگوں نے کیا - لیکن علامہ اقبال نے ۱۹۳۰ء خطبہ الہ آباد میں مسلمانوں کیلئے الگ ریاست کا مطالبہ کر دیا اور قائداعظم نے بھی پہلے پہل کانگرس کے ساتھ مل کر مخلوط انتخاب کے ذریعہ ہندوستان کی آزادی کیلئے جدوجہد کی - علامہ اقبال شروع سے ''جداگانہ انتخاب'' کے حامی تھے اور قائداعظم حصول آزادی کیلئے ہندوؤں کے ساتھ ملکر مخلوط انتخاب کے ذریعے کوشش میں مصروف تھے - تجاویز دہلی' سائمن کمشن اور نہرو رپورٹ قائداعظم اور علامہ اقبال کے درمیان سیاسی اختلاف کا باعث بنی اور مسلم لیگ دو دھڑوں میں بٹ گئی۔

یہ سیاسی اختلاف مارچ ۱۹۲۷ء سے شروع ہوا اور مارچ ۱۹۲۹ء میں تقریباً دو برس تک رہا اختلاف صرف آزادی حاصل کرنے کے طریق کار پر تھا - مخالفت نام کو نہ تھی - نہرو رپورٹ میں مخلوط انتخاب کی تجویز شامل تھی لیکن جناح نے جن شرائط کی بنیاد پر اسے منظور کیا تھا وہ یکسر نظرانداز کر دی گئیں - نہرو رپورٹ کی حتمی منظوری کیلئے کلکتے میں آل پارٹیز کونشن ہوا جس میں محمد علی جناح اور محمد علی جوہر نے شرکت کی - وہاں پر جناح نے تین ترامیم پیش کیں لیکن انہیں بھی رد کر دیا گیا - دوسری طرف دہلی میں آل پارٹیز مسلم کانفرنس منعقد کی گئی - اقبال نے اس میں اپنا کردار ادا کیا اور دس تجاویز منظور کی گئیں - جن میں ''جداگانہ انتخاب'' کی شق بھی شامل تھی - محمد علی جوہر جو کلکتہ میں آل پارٹیز کانفرنس کی کاروائی سے مایوس ہو گئے تھے انہوں نے بھی دہلی آل پارٹیز مسلم کانفرنس میں شرکت کی ادھر جناح کو یقین ہو گیا کہ ہندوؤں اور

Marfat.com

مسلمانوں کے راستے جدا جدا ہیں - چنانچہ انہوں نے بھی "جداگانہ انتخاب" کو مسلمانوں کے لئے واحد ذریعہ نجات سمجھا جس پر علامہ اقبال مصر تھے - چنانچہ جناح نے دس تجاویز دہلی جو اقبال نے آل پارٹیز مسلم کانفرنس منظور کرائی تھیں ان پر کچھ اضافہ و ترمیم کر کے چودہ نکات پیش کئے اس میں "جداگانہ انتخاب" کی شق بھی شامل تھی اور جناح نے وہی راستہ اختیار کیا جس پر علامہ اقبال مصر تھے چنانچہ طرز طریق کا اختلاف دور ہو گیا اور دونوں لیگیں جو جناح لیگ اور سر شفیع لیگ یا کلکتہ لیگ اور لاہور لیگ کے نام سے موسوم تھیں ایک ہو گئیں علامہ اقبال جو شفیع لیگ کے جنرل سیکرٹری تھے انہوں نے لاہور لیگ توڑ دی اور جناح لیگ پھر مسلمانوں کی ایک واحد نمائندہ جماعت ہو گئی - لہذا حصول پاکستان کے سلسلہ میں دونوں زعما کی کوششیں ایک تھیں لیکن مختلف طریق کار کی وجہ سے وقتی طور پر سیاسی اختلاف رہا لیکن بعد میں علامہ اقبال نے شفیع لیگ جس کے وہ جنرل سیکرٹری تھے توڑ دی اور ایک مسلم لیگ کے جھنڈے تلے جسکا صدر قائداعظم تھا سب مسلمان یکجا ہو گئے لہذا طریق کار کا اختلاف جو رفع ہو گیا اسے مخالفت نہیں کہا جاتا - یہ تاریخی طور پر بھی مخالفت نہ تھی - جن لوگوں نے یہ الزام لگایا وہ تاریخ تحریک پاکستان سے عدم واقفیت کا شکار ہیں .

اقبال کے خطوط جناح کے نام کے دیباچے میں قائداعظم نے یوں خراج تحسین پیش کیا "میرے نزدیک یہ خطوط زبردست تاریخی اہمیت کے حامل ہیں بالخصوص وہ خطوط جن میں مسلم ہندوستان کے سیاسی مستقبل کے بارے میں انکے خیالات کا واضح اور غیر مبہم اظہار ہے - ان کے خیالات پورے طور پر میرے خیالات سے ہم آہنگ تھے اور بالاخر میں ہندوستان کے دستوری مسائل کے مطالعہ اور تجزیہ کے بعد انہی نتائج پر پہنچا - اور کچھ عرصہ کے بعد یہی خیالات ہندوستان کے مسلمانوں کی اس متحدہ خواہش کی صورت میں جلوہ گر ہوئے جس کا اظہار آل انڈیا مسلم لیگ کی ۲۳ مارچ ۱۹۴۰ء کی منظور کردہ قرارداد لاہور ہے جو عام طور پر قرارداد پاکستان کے نام سے موسوم ہے". (اقبال کے خطوط جناح کے نام ص ۳۶-۳۵)

فرمایئے قائداعظم بانئ پاکستان علامہ اقبال کے ان خطوط کو جو علامہ اقبال نے قائداعظم کو لکھے پاکستان کی بنیاد خیال کر رہے ہیں اور یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ علامہ اقبال کے خیالات ان کے خیالات سے ہم آہنگ تھے - یہ وہ خیالات ہیں جو قائداعظم علامہ اقبال کی وفات کے بعد بیان کر رہے ہیں - پھر معترضین علامہ اقبال پر بے بنیاد الزام لگانے کا کیا حق رکھتے ہیں - جب

Marfat.com

قائداعظم خود انکے حق میں بیان دے رہے ہیں - پھر قائداعظم علامہ اقبال کے متعلق یوں فرماتے ہیں ۔

"..... میرے لئے وہ ایک راہنما بھی ہے' دوست بھی اور فلسفی بھی - تاریک ترین لمحوں میں ...... وہ چٹان کی طرح قائم رہے "۔ (اقبال اور قائداعظم ص ۶۲)

علامہ اقبال کی وفات پر آل انڈیا مسلم لیگ کونسل کے اجلاس میں قائداعظم کی زیرصدارت تعزیتی قرارداد پاس کی گئی اس میں قائداعظم نے فرمایا

"اگرچہ وہ آج ہم میں موجود نہیں ہیں لیکن ان کی لاثانی شاعری کے ذریعے وہ ہمیشہ زندہ رہیں گے اور ان کا کلام تمام دینا کے مسلمانوں کے دلوں کو گرماتا رہے گا "۔

(اقبال اور قائداعظم - ۱۹۷۷ء اقبال اکادمی ص ۹۱ احمد سعید)

۲۶ دسمبر ۱۹۳۸ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کے اجلاس پٹنہ میں قائداعظم نے فرمایا

"علامہ اقبال میرے ذاتی دوست تھے جن کا شمار دنیا کے عظیم شعرا میں ہوتا ہے وہ اس وقت تک زندہ رہیں گے جب تک اسلام زندہ ہے "۔

(اقبال اور قائداعظم - اقبال اکادمی ۱۹۷۷ء ص ۹۲)

۲۹ مارچ ۱۹۴۱ء کو یوم اقبال کی ایک مجلس سے قائداعظم نے خطاب کیا اور یوں کہا

"اقبال کی ادبی شخصیت عالم گیر ہے - وہ بڑے ادیب' بلند پایہ شاعر اور مفکر اعظم تھے لیکن اس حقیقت کو تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ ایک بہت بڑے سیاستدان بھی تھے - انہوں نے آپ کے سامنے ایک واضح اور صحیح راستہ رکھ دیا ہے "۔

(اقبال اور قائداعظم - اقبال اکادمی ص ۹۴-۹۳ - احمد سعید)

ایک خط میں علامہ اقبال نے یوں لکھا "وقت گزرنے کے ساتھ ہندوستان کے مسلمان آپ اور صرف آپ ہی کی طرف دیکھیں گے اور آپ ہی ان کی کشتی کو مراد تک لے جائیں گے "- علامہ اقبال نے مسٹر جناح کی قیادت میں صوبائی مسلم لیگ کی صدارت قبول کی اور فخر سے کہا "میں جناح کا ایک سپاہی ہوں "۔ (اقبال اور قائداعظم ص ۸۷-۸۶)

یوم اقبال کے جلسہ میں قائداعظم نے فرمایا

"اقبال میرا پرانا دوست تھا - جب میں اپریل ۱۹۳۶ء میں پنجاب میں آیا تو پہلا شخص جس سے میں ملا اقبال تھا - میں نے اپنے خیالات ان کے سامنے پیش کئے اس نے فورا لبیک کہا اور

Marfat.com

اسی وقت سے تا دم مرگ اقبال میرے ساتھ مضبوط چٹان کی طرح کھڑا رہا - گو میرے پاس سلطنت نہیں ہے - لیکن اگر سلطنت مل جائے اور اقبال اور سلطنت میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کی نوبت آئے تو میں اقبال کو منتخب کروں گا "۔

علامہ اقبال اور قائداعظم ایکدوسرے کے معاون تھے - دونوں کے دل میں مسلمانوں کیلئے درد تھا - اقبال نے مسلمانوں کو بیدار کیا اور قائداعظم نے منظم کیا - اسی طرح پاکستان کا حصول ممکن ہوا ۔

یوم اقبال کے موقع پر ۱۹۴۴ء کو قائداعظم نے خراج عقیدت یوں پیش کیا

"میں اس دن جب کہ ہمارے ملی شاعر' فلاسفر اور مفکر اقبال کا یوم منایا جا رہا ہے .... اقبال پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے اور مخلص پیروکار تھے - وہ اول تا آخر مسلمان اور اسلام کے صحیح مفسر تھے .... انہیں اللہ تعالیٰ پر لازوال ایمان و ایقان تھا - وہ اسلام کی خدمت کے جذبے سے سرشار تھے .... وہ ان چند لوگوں میں سے تھے جنہوں نے پہلے پہل ایک اسلامی مملکت کا خواب دیکھا تھا "۔ (اقبال اور قائداعظم - احمد سعید ص ۹۶)

قائداعظم یوں فرماتے ہیں

"....... مجھے اس امر کا فخر حاصل ہے کہ ان کی قیادت میں ایک سپاہی کی حیثیت سے کام کرنے کا موقع مل چکا ہے - میں نے ان سے زیادہ وفادار رفیق اور اسلام کا شیدائی نہیں دیکھا "۔

(اقبال اور قائداعظم ص ۶۴)

قائداعظم کا علامہ اقبال کے ساتھ قلبی لگاؤ ملاحظہ ہو فرماتے ہیں

"گو میرے پاس سلطنت نہیں ہے لیکن سلطنت مل جائے اور اقبال اور سلطنت میں سے کسی ایک کو منتخب کرنے کی نوبت آئے تو میں اقبال کو منتخب کروں گا "۔

(روزنامہ انقلاب لاہور ۲۹ مارچ ۱۹۴۰ء) (اقبال اور قائداعظم ص ۹۳)

مندرجہ بالا قائداعظم کے خیالات علامہ اقبال کے متعلق تاریخی اہمیت کے حامل ہیں اور ان کو تاریخ سے حذف نہیں کیا جا سکتا - جب قائداعظم علامہ اقبال کی وفات کے بعد بھی انکو اپنا راہنما اور دوست لکھ رہے ہیں تو کسی کو کیا حق حاصل ہے کہ وہ زبانی جمع خرچ سے یہ لکھنے کی جسارت کرے کہ علامہ اقبال اور قائداعظم میں اختلاف تھا اور اگر علامہ مزید زندہ رہتے تو یہ اختلافات کھل کر سامنے آجاتے - یہ تو "مدعی سست اور گواہ چست" والی بات ہوئی - ایسی بات

جو تاریخی شواھد کے خلاف ہو نہ کرنی چاہیئے - اس سے خفت نصیب ہوتی ہے .

احمد یار خان دولتانہ کا مکتوب

میاں ممتاز محمد خان دولتانہ کے والد جناب احمد یار خان دولتانہ نے ۱۲ جولائی ۱۹۳۳ء کو ایک خط امام جماعت احمدیہ کے نام لکھا

اس خط میں انہوں نے اقبال کو شیر قالین کہا اور آخر میں یہ بھی لکھا کہ "اقبال سے نہ پہلے کچھ ہو سکا اور نہ اب ہو سکے گا". (اقبال اور احمدیت ص ۴۴۶)

عجیب بات ہے شیخ عبدالماجد نے صرف ایک شخص کی ذاتی رائے کو علامہ اقبال کے خلاف اس طرح استعمال کیا جیسے کوئی حدیث نبوی ہو - بجائے اس کے کہ میں احمد یار خان دولتانہ کے خلاف کچھ لکھوں یہی بات کافی سمجھتا ہوں کہ کسی ایک شخص کی ذاتی رائے سے دوسرے شخص کے متعلق رائے قائم کرنا سخت نادانی کی بات ہے .

علامہ اقبال کے متعلق چند حقائق بیان کرتا ہوں - ویسے تو ایسی لغو گوئی کیلئے اقبال کے حق میں "اقبال کا سیاسی سفر" مصنفہ محمد حمزہ فاروقی جیسی کتاب لکھی جا سکتی ہے جس میں علامہ اقبال کی کارکردگی ظاہر کی جا سکتی ہے - لیکن جواب کیلئے میں مختصر سا تعارف پیش کرونگا تاکہ "اقبال سے نہ پہلے کچھ ہوسکا اور نہ اب ہو سکے گا" کی یاوہ گوئی کی قلعی کھل سکے .

جدوجہد آزادی اور اقبال

علامہ اقبال کو صدارت کی دعوت

"سب سے زیادہ قابل مسرت یہ خبر ہے کہ کانفرنس کی صدارت کیلئے حضرت علامہ اقبال کا نام پیش کیا گیا ہے - نواب صاحب ڈھاکہ نے اس بہترین انتخاب سے ایک بڑا احسان بنگال پر کیا ہے - اب اگر حضرت علامہ اقبال بنگال کی اس دعوت مسیحائی کو قبول فرمالیں تو اس سے بھی زیادہ احسان عظیم ہوگا ......بنگال آج حضرت علامہ اقبال کے سوا کسی دوسرے مسلم قائد ذہنی اور مفکر ملی کو اپنی روحانی ہدایت کے لئے نہیں پاتا ...... ہم ان سے ملتجی ہیں کہ آپ ضرور بنگال مسلم کانفرنس کی صدارت قبول فرما کر اخوت اسلامی اور وحدت ملی کا عملی ثبوت دیں". (گو علامہ

Marfat.com

اقبال اس کانفرنس میں شرکت نہ کر سکے) .

(انقلاب جلد ۶ نمبر ۳۶ چہارشنبہ کم انقلابی ابتلا ۱۹۱۱ء نمبر ص ۲ چہارشنبہ) کیم جولائی ۱۹۳۱ء ص ۳۷۶)

علیحدگی سندھ کانفرنس کا اجلاس - علامہ سر محمد اقبال کو صدارت کی دعوت

کراچی ۱۵ فروری :- علیحدگی سندھ کانفرنس کی مجلس استقبالیہ نے فیصلہ کیا ہے کہ ۲۷ اور ۲۸ مارچ کو کراچی میں کانفرنس کا اجلاس منعقد کیا جائے - علامہ سر محمد اقبال کو صدارت کی دعوت دی گئی ہے - دیگر اشخاص کے علاوہ مولانا ابوالکلام آزاد اور مفتی کفایت اللہ' مولانا حسرت موہانی' سر عبدالرحیم' راجہ سلیم پور اور مولانا شوکت علی کو دعوت دی گی ہے "۔

(انقلاب جلد ۶ نمبر ۲۲۱ چہارشنبہ ۱۷ فروری ۱۹۳۲ء ص ۳۷۸)

اسکے بعد علامہ اقبال نے آزاد سندھ کانفرنس کی صدارت ۲۱ فروری کو کی .

۱۶ اپریل ۱۹۳۱ء کو سات بجے شام بیرون موچی گیٹ ایک عظیم الشان جلسہ کی علامہ اقبال نے صدارت کی علامہ اقبال مسلم کانفرنس کے صدر منتخب ہوئے اور اس پر بڑے بڑے لوگوں نے مبارکباد دیں .

۲۱ مارچ ۱۹۳۲ء کو علامہ اقبال نے ایک تہلکہ برپا کرنے والا خطبہ دیا جو "خطبہ لاہور" کے نام سے مشہور ہے - اسی خطبہ پر انقلاب جلد ۶ نمبر پنجشنبہ ۲۴ مارچ ۱۹۳۲ء میں اداریہ لکھا گیا اور علامہ کے خطبہ کو بہت سراہا گیا .

ریاست الور سے مظلوم مسلمانوں کی ہجرت کی داد رسی کیلئے علامہ اقبال کو مولانا بہلول خان نے تار ارسال کیا جس پر ۷ اگست ۱۹۳۲ء کو علامہ اقبال کی صدارت میں آل انڈیا مسلم کانفرنس کی عاملہ کا اجلاس منعقد ہوا - اس میں ملک فیروز خان نون' مولانا مظہرالدین' آنریبل سید حبیب شاہ' سید ذاکر علی' مولانا شفیع داوُدی' آنریبل سید حسین امام' السبطین اور مفتی محمد صادق جیسی شخصیات شریک ہوئیں .

علاوہ ازیں علامہ اقبال نے بہت سے سیاسی اور عوامی جلسوں میں بہت بڑے بڑے لوگوں کی درخواست پر صدارتی خطبات دیۓ - کسی کتاب میں امام جماعت احمدیہ کا تحریک پاکستان کے سلسلہ میں کوئی موئقر' اخبار یا تحریک پاکستان پر لکھی جانے والی کتاب میں ذکر نہیں کیا گیا - ان لوگوں کے حوالہ جات کیلئے صرف اور صرف احمدی پروپیگنڈا کرنے والے اخبار' جرائد اور کتب کا سہارا لیا ہے - لیکن علامہ اقبال کے متعلق اسوقت کے اخبارات اور ان کے اداریۓ اس بات

کی گواہی دے رہے ہیں کہ علامہ اقبال اور تحریک پاکستان یا جدوجہد آزادی کشمیر کوئی دو باتیں نہ تھیں - تحریک پاکستان میں علامہ اقبال کے کردار کو بانئ پاکستان محمد علی جناح نے جگہ جگہ سراہا - جدوجہد آزادئ کشمیر میں علامہ اقبال نے لازوال کردار ادا کیا جس کی گواہی کیلئے چند حوالہ جات پر اکتفا کی گئی وگرنہ اس پر بہت سے مزید حوالہ جات دیئے جا سکتے ہیں - لہٰذا شیخ عبدالماجد کو زیب نہیں دیتا کہ کسی ایک شخص کی ذاتی رائے کو جو مخاصمانہ اور معاندانہ تھی علامہ اقبال کی کردار کشی کیلئے حجت قرار دیا جائے۔ حوالہ کے لئے (تاریخ احمدیت جلد ۶ ص ۶۲۲)

علامہ اقبال کو عوام میں ہردلعزیزی کیلئے مندرجہ ذیل دو عدد واقعات بطور حوالہ کے پیش کئے جاتے ہیں تاکہ شیخ عبدالماجد کو معلوم ہو جائے کہ ان کے یہ الفاظ جو احمد یار خان دولتانہ کے حوالہ سے پیش کئے گئے کہ "علامہ اقبال سے پہلے نہ کچھ ہو سکا اور نہ اب ہو سکے گا" کیا وقعت رکھتے ہیں - انہیں چاہیئے کہ ایسے خیالات پر نظر ثانی کریں

حوالہ جات:۔

اقبال کا سیاسی سفر- محمد حمزہ فاروقی ۱۹۹۲ء

۱۹۲۷ء کے فسادات لاہور کے سلسلہ میں علامہ اقبال کی مساعئی جمیلہ کے متعلق اخبار انقلاب جلد ۲ نمبر ۱۸۴ سہ شنبہ ۱۴ فروری ۱۹۲۸ء اپنے اداریہ میں یوں عنوان باندھتا ہے

"زندہ باد علامہ اقبال" فی الحقیقت مسلمانان شہر کے نمائندے کی شان یہی ہونی چاہیئے اور اسے یونہی اپنے عیش و آرام کو ترک کر کے مسلمانوں کی خدمت بجا لانی چاہیئے - ہم تمام مسلمانوں کی طرف سے حضرت علامہ اقبال کا دلی شکریہ ادا کرتے ہیں اور ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے درد مند رہنمائے قوم کو تا دیر قوم کے سر پر سلامت رکھے آمین۔

(حوالہ اقبال کا سیاسی سفر- محمد حمزہ فاروقی ص ۱۸)

ڈاکٹر اقبال نقص امن کی حفاظت کے ضامن بنتے ہیں

لاہور - ۱ نومبر اگر حکومت کو میاں علم الدین کی نعش کے جلوس میں نقص امن کا خطرہ ہے تو ڈاکٹر سر محمد اقبال ہر قسم کی ضمانت دینے اور ذمہ داری اٹھانے کو تیار ہیں"۔

(انقلاب جدل ۴ چہار شنبہ ۶ نومبر ۱۹۲۹ء)

(حوالہ اقبال کا سیاسی سفر ص ۵۵)

علامہ اقبال واحد شخص تھے جن کو حکومت اور عوام کا اعتماد حاصل تھا - اگر علامہ اقبال کسی بات کے ضامن بن جاتے تو حکومت مکمل اعتماد کرتی تھی اور عوام علامہ اقبال کی ضمانت کی آبرو رکھتے تھے - اتنے بڑے عظیم انسان کی کسی ایک شخص کی مخاصمانہ رائے سے حیثیت پر حرف گیری نہیں کی جا سکتی - اگر یہ صورت حال سامنے رکھی جائے تو مرزا بشیرالدین محمود کے ذاتی کردار کے خلاف کتابیں لکھی جا چکی ہیں ان سے بھی کوئی اقتباس پیش کریں تاکہ عوام کو صحیح صورت حال کا علم ہو جائے کہ قادیانی خلیفہ کتنا اخلاق باختہ انسان تھا ۔

علامہ اقبال کو صرف پنجاب کے عوام ہی نہیں بلکہ کراچی' بنگال' ہندوستان اور بیرونی دنیا کے لوگ بھی قدرو منزلت کی نگاہ سے دیکھتے تھے ۔

مسلم لیگ اور مسلم کانفرنس کا ادغام

شیخ عبدالماجد نے اپنی کتاب اقبال اور احمدیت کے صفحہ ۴۰۰-۳۹۹ پر دعویٰ کیا ہے کہ مصنف زندہ رود انکے پیش کردہ "تقابلی جائزہ میں ایسا نکتہ تلاش کر دکھائیں - جس سے ثابت ہو کہ لیگ اور کانفرنس کے ادغام کے ذریعہ ظفراللہ خان لیگ کو موت کے گھاٹ اتارنا چاہتے تھے لیکن علامہ اس کے برعکس اقدام کر کے لیگ کو موت کے منہ سے بچانے میں کوشاں تھے "۔

شیخ عبدالماجد نے پیسہ اخبار لاہور ۱۸ فروری ۱۹۳۳ء "مسلم لیگ اور مسلم کانفرنس ملادی جائیں" کے عنوان سے خبر کا عکس شائع کیا ہے - اس میں الحاق پر غور کرنے کیلئے مندرجہ ذیل گیارہ اشخاص پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گی

(۱) ڈاکٹر ضیاالدین احمد

(۲) مسٹر رفیع الدین احمد

(۳) مسٹر اے ایچ غزنوی

(۴) حافظ ولایت اللہ

(۵) مسٹر عبدالقیوم

(۶) مسٹر اسماعیل خان

(۷) سر محمد یعقوب سیکرٹری مسلم لیگ

Marfat.com

(۸) مولانا شفیع داؤدی سیکرٹری آل انڈیا مسلم کانفرنس

(بحوالہ انقلاب جلد ۷ نمبر۲۴۶ چہار شنبہ ۲۸ مارچ ۱۹۳۳ء)

شیخ عبدالماجد نے پہلی بد دیانتی یہ کی کہ ساری کاروائی من و عن بیان نہیں کی تاکہ اصل بات واضح ہو جاتی - اصل بات یوں ہے کہ آل انڈیا مسلم کانفرنس کے الحاق کے مسئلہ پر نئی دہلی ۵ مارچ ۱۹۳۳ء ویسٹرن ہوٹل میں آل انڈیا مسلم کانفرنس کے اگزیکیٹو بورڈ کا اجلاس منعقد ہوا - حضرت علامہ سرمحمد اقبال صدر تھے - تقریباً ۵۰ ارکان نے شرکت کی جس میں سرظفراللہ خان یا امام جماعت احمدیہ کا کوئی نام نظر نہیں آتا۔

(اقبال کا سیاسی سفر- محمد حمزہ فاروقی ص ۴۷۹-۴۸۰)

(بحوالہ انقلاب جلد ۷ نمبر۲۴۶ چہار شنبہ ۲۸ مارچ ۱۹۳۳ء)

پھر نئی دہلی میں ۱۲ مارچ ۱۹۳۳ء کو آل انڈیا مسلم لیگ کی کونسل کا اجلاس میاں عبدالعزیز صاحب بیرسٹر پشاور کی صدارت میں منعقد ہوا - تقریباً بیس ارکان نے شرکت کی جس میں حضرت علامہ سر محمد اقبال' سر محمد یعقوب' سید مرتضیٰ' محمد یامین خان' کپتان شیر محمد خان' مولوی شفیع داؤدی'' عبدالمتین چوہدری' مفتی محمد صادق' مولانا مظہرالدین' ایس ایم عبداللہ' حاجی رشید احمد' شاہ مسعود احمد اور نواب زادہ خورشید علی خان بھی شامل تھے - چنانچہ اس اجلاس میں مسلم لیگ اور مسلم کانفرنس کو ضم کرنے کی قرارداد واپس لے لی گئی اور اس طرح ادغام نہ ہو سکا - مندرجہ بالا اراکین میں کہیں ظفراللہ کا نام نہیں۔ (انقلاب جلد ۷ نمبر۲۵۱ چہار شنبہ ۱۵ مارچ ۱۹۳۳ء)

اگر شیخ عبدالماجد اس وقت کے اخبارات کا مطالعہ کر لیتے تو ایسی فروگذاشت کے مرتکب نہ ہوتے - اپنی کتاب کے صفحہ نمبر۳۹۹ پر جو دعویٰ کرتے ہیں اس میں ظفراللہ خان کا نام تو کہیں نظر نہیں آتا' نہ ہی کسی تحریک پاکستان میں مسلم لیگ اور مسلم کانفرنس کے ادغام میں ظفراللہ کا نام آتا ہے - چوہدری ظفراللہ کے نام کی خبر دے دینا اور پھر جس ادغام کیلئے ان کا نام لیا گیا اس میں کسی جگہ اور کسی موقع پر کسی کمیٹی میں ان کا نام نظر نہیں آتا - ادغام کا ہونا یا ملتوی ہو جانا اور بات لیکن ظفراللہ خان کا کہیں ذکر نہیں ہے پھر شیخ عبدالماجد کیسے ظفراللہ خان کو بطور ہیرو پیش کر رہا ہے۔

تقابلی جائزے شیخ عبدالماجد کی اختراع ہے جو صرف ان کو قابل قبول ہونگے کوئی تاریخ یا تحریک پاکستان کا طالب علم ایسے بودے شواہد قبول نہیں کرتا۔

Marfat.com

۱۹۳۰ء علامہ اقبال خطبہ الہ آباد میں مسلم کانفرنس کے پلیٹ فارم پر خطبہ صدارت دیتے ہیں اس بات سے معلوم ہوا کہ علامہ اقبال ۱۹۳۰ء میں مسلم لیگ کے پلیٹ فارم پر خطبہ الہ آباد بطور صدر مسلم لیگ دیتے ہیں - ۲۱ مارچ ۱۹۳۲ء میں آل انڈیا مسلم کانفرنس کے پلیٹ فارم سے بطور صدر آل انڈیا مسلم کانفرنس خطبہ لاہور دیتے ہیں اور مسلم لیگ اور مسلم کانفرنس کے اوغام نہ ہونے کے بعد بھی علامہ اقبال آل انڈیا مسلم کانفرنس کی مجلس عاملہ کے اجلاس کے ۶ ستمبر ۱۹۳۳ء کو ساڑھے پانچ بجے شام سیسل ہوٹل شملہ میں صدارت کرتے دکھائی دیتے ہیں - مطلب واضح ہے کہ علامہ اقبال مسلم لیگ اور مسلم کانفرنس میں بیک وقت عزت کا مقام حاصل کر رہے تھے - ظفراللہ خان کا نام کہیں تحریک پاکستان کی کتاب میں علامہ اقبال کے مد مقابل نہیں دیکھا گیا - صرف اور صرف علامہ اقبال کا نام نظر آتا ہے - پھر شیخ عبدالماجد بغیر تاریخی حوالوں اور شواھد کے اپنے من مانے بیان دے رہے ہیں جو قابل افسوس ہے - علامہ اقبال جب تک زندہ رہے انکو عوام اور قائداعظم کا اعتماد حاص رہا - ظفراللہ خان کے خلاف عوام نے قادیانی ہونے کی بنا پر بارہا اختلاف کیا - ظفراللہ خان نے قائداعظم کی وفات پر ان کی نماز جنازہ میں شرکت نہ کی - یہ تھا سر ظفراللہ خان جسکو شیخ عبدالماجد بطور ہیرو پیش کر رہے ہیں اور یہ تھا اقبال جس کی کردار کشی میں اپنی جان ہلکان کر رہے ہیں - خدارا عقل کے ناخن لیجئے - تاریخ اور تحریک پاکستان پر لکھی جانے والی کتب کا مطالعہ کیجئے اور قادیانی حصار سے باہر نظر دوڑائیں - آپکو سیدھے راستے نظر آئیں گے جو شفاف منزل کی طرف آپ کی راہبری کریں گے ۔

کچھ اور بھی اسی قسم کے گھٹیا الزامات علامہ اقبال پر لگائے گئے ہیں جن کا جواب میں ضروری نہیں سمجھتا کیونکہ وہ صرف اور صرف اقبال دشمنی پر مبنی ہیں - اس کتاب کو پڑھ کر ہر قاری پر خودبخود واضح ہو جائے گا کہ ایسے بودے الزامات کا جواب نہ دینا ہی مناسب ہوتا ہے - "جواب جاہلاں باشد خموشی" ویسے اگر اس کتاب کے پڑھنے کے بعد شیخ عبدالماجد کی تسلی نہ ہوئی تو عندالطلب اور یاوہ گوئیوں کا جواب بھی دیا جا سکتا ہے جو انکو مزید عریاں اور دم بخود کر دے گا (انشاء اللہ تعالیٰ) ۔

کیا علامہ اقبال قادیانیوں کو مسلمانوں کا ایک فرقہ سمجھتے تھے ؟

شیخ عبدالماجد نے اپنی کتاب اقبال اور احمدیت کے صفحہ ۳۴۴ پر یوں لکھا ہے

"اس ضمن میں راقم ایک اور گذارش کرنے کی جسارت کرتا ہے - بقول مصنف زندہ رود علامہ اقبال ۱۹۳۵ء سے قبل جماعت احمدیہ کو مسلمانوں کا ہی ایک فرقہ سمجھتے تھے "۔

زندہ رود صفحہ ۸۷ پر مندرجہ بالا جو بیان علامہ اقبال کی طرف منسوب کیا گیا ہے ڈاکٹر اقبال کا نہیں بلکہ یہ شیخ اعجاز احمد کے بیانات سے اخذ کردہ نتیجہ ہے جو لکھا گیا ہے - علامہ اقبال نے کبھی بھی قادیانیوں کو مسلمانوں کا ایک فرقہ نہیں سمجھا - بطور مبلغ کے جب کبھی مرزا غلام احمد قادیان نے اشاعت اسلام کے سلسلہ میں کام کیا اقبال نے اسے سراہا لیکن مکر و ریا کی چادر اوڑھ کر قادیانیوں نے علامہ اقبال کو متاثر کیا ورنہ اقبال نے تو ۱۹۰۲ء میں یہ کہہ دیا تھا ۔

"اے کہ بعد از تو نبوت شد بہ ہر مفہوم شرک"

اور پھر اقبال نے جگہ جگہ پر قادیانیوں کو ہدف تنقید بنایا اسکے متعلق بھرپور بیان دیا جا چکا ہے - شیخ عبدالماجد نے دجل سے کام لیا کہ شیخ اعجاز احمد کے بیانات کی روشنی میں اخذ کردہ نتیجہ کو اقبال کے نام جڑ دیا - حالانکہ علامہ اقبال کی کوئی ایسی تحریر نہیں ہے جہاں انہوں نے یہ لکھا ہو کہ مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہوئے وہ ان کی جماعت سے اتحاد کرتے ہیں - تحریر میں دجل سے کام لینا اچھے مصنف کا کام نہیں ہوتا ۔

کیا کوئی جماعت عملی طور پر الگ لیکن زبانی طور پر اپنے آپ کو مسلمان کہے - مسلمان کہلا سکتی ہے ؟

○ "جب کسی جماعت کا سربراہ اپنے پیروکاروں کو مسلمان کہہ رہا ہے تو کسی اور کو کیا حق ہے کہ وہ انہیں غیر مسلم قرار دے - یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ بانی سلسلہ احمدیہ نے کیا اپنے مریدوں کو یہ کہا تھا کہ تم سب غیر مسلم ہو "۔

(اقبال اور احمدیت ص ۲۹۱)

○ قارئین کرام ! یہ کیسی عجیب و غریب صورتحال ہے کہ یونینسٹ پارٹی جس میں مسلمانوں کی اکثریت تھی وہ تو "مسلمان" تھی اور اس کے ساتھ تعاون کرنے والی چھوٹی سی احمدیہ جماعت تعاون کی وجہ سے غیر مسلم ہو گئی - پھر جن مسلم رہنماؤں نے کانگریس

سے ملی بھگت کر کے عملاً مسلم اتحاد کو پارہ پارہ کیا وہ بھی مسلمان تھے مگر احمدی جنہوں نے کبھی اس گٹھ جوڑ میں شرکت نہ کی وہ "غیر مسلم" ہو گئے۔

(اقبال اور احمدیت ص ۳۰۷)

"کیونکہ حکومت پنجاب کے اس نوٹ میں کہا گیا تھا کہ جو امیدوار اپنے آپ کو جس مذہب (مسلمان، ہندو، سکھ) کی طرف منسوب کریگا۔ اس کا وہی مذہب تسلیم کیا جائے گا اور وہ اس سلسلہ میں کوئی سرکاری جانچ پڑتال نہیں کی جائے گی"۔

(اقبال اور احمدیت ص ۳۱۲)

شیخ عبدالماجد کی کتاب سے مندرجہ بالا تین اقتباس لئے گئے۔ پہلے اقتباس میں کہا گیا ہے کہ جب بانئ سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی کہہ رہا ہے کہ اس کے مرید مسلمان ہیں تو دوسرے اس پر معترض ہونے کا کیا حق رکھتے ہیں۔ سب سے پہلے تو اس بیان میں قابل اعتراض یہ بات ہے کہ غلام احمد قادیانی بانئ سلسلہ احمدیہ ہے وہ بانئ اسلام نہیں ہے۔ اس نے اپنی نبوت کا اعلان کیا اور اس طرح ایک نیا فرقہ ایجاد کیا۔ اگر غلام احمد قادیانی کو آنحضورؐ کے آخری نبی ہونے کا یقین نہیں ہے تو پھر زبانی کہنے سے کہ اسکے مرید مسلمان ہیں مسلمان نہیں بن جاتے وہ قادیانی ہی رہتے ہیں۔

دوسرے اقتباس میں عجیب طرز استدلال ہے کہ یونینسٹ پارٹی جس نے مسلمانوں کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا وہ تو مسلم گنے گئے اور قادیانی لوگ جنہوں نے مسلمانوں سے تعاون کیا وہ غیر مسلم ہو گئے۔ شیخ عبدالماجد صاحب آپکی عقل پر مجھے رونا آتا ہے آنحضورؐ کے وقت میں یہودیوں نے آپ سے دفاعی معاہدہ کیا تو کیا اس دفاعی معاہدہ سے وہ یہودی مسلمان قرار دئے جائیں۔ جنگ جمل حضرت علیؓ اور بی بی عائشہؓ کے درمیان ہوئی۔ جنگ صفین حضرت امیر معاویہؓ اور حضرت علیؓ کے درمیان لڑی گئی تو کیا اس جنگ میں طرفین کے مسلمان مسلمان نہ رہے تھے ہندوؤں اور سکھوں سے بھی مواعید ہو سکتے ہیں لیکن ان مواعید کی وجہ سے مذاہب تبدیل نہیں ہوا کرتے۔ چونکہ قادیانیوں نے نئی نبوت کا اعلان کیا اسلئے قادیانی مسلمان کیسے کہلا سکتے ہیں

تیسرا اقتباس بڑا مضحکہ خیز ہے کہ حکومت پنجاب کا سرکاری نوٹ یہ کہتا ہے کہ جو امیدوار اپنے آپ کو جس مذہب کی طرف منسوب کرے گا اس کا وہی مذہب تسلیم کر لیا جائے گا

Marfat.com

شیخ صاحب مذہب سرکار انگریزی عطا نہیں کرتی یہ تو خدا اور رسول کی طرف سے مسلمانوں کو مسلمان کہلانے کا حق ملا - سرکار انگریزی اگر ایسا کہتی ہے تو اس کی شرعی حیثیت کیا ہے - انگریز تو ہر مذہب سے رواداری سے کام لیتا ہے - اس کو کسی کے مذہب سے کیا تعلق - حکومت پنجاب کے سرکاری نوٹ سے مذاہب اور عقائد پر اسلامی چھاپ نہیں لگ سکتی - لہٰذا ان شواھد سے قادیانی مسلمان نہیں کہلا سکتے - جبکہ انکے عقائد مسلمانوں سے یکسر مختلف ہیں جن کی تفصیل پہلے بیان کی جا چکی ہے۔

اسی طرح احراری ایک سیاسی جماعت ہے - یونینسٹ بھی ایک سیاسی جماعت تھی - یہ مسلمان ہیں - لیکن جماعت احمدیہ نے اپنا نبی گھڑا' مسلمانوں سے ہر قسم کا مقاطعہ کیا' مسلمانوں سے نکاح ناجائز' ان کی مساجد میں نمازیں پڑھنا نادرست' مسلمانوں کا جنازہ پڑھنا یا پڑھوانا ناجائز' شادی بیاہ کی ممانعت - قادیانیوں سے کوئی سیاسی اختلاف نہ تھا بلکہ ان سے مذہبی اختلاف تھا اور یہ لوگ مسلمان کہلا کر مسلمانوں میں انتشار کا باعث بن رہے تھے اور ان میں رہ کر سیاسی مفادات حاصل کر رہے تھے اسی لئے مذہبی اختلاف کی وجہ سے ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا جو کہ بقول علامہ اقبال مسلمانوں کے مفاد اور خود ان کے مفاد میں بھی تھا۔

Marfat.com

تبلیغ احمدیت کا الزام

اقبال اور احمدیت کے مصنف نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۴۳۱ پر مرزا بشیرالدین محمود کا بیان درج کیا ہے اور اس بیان کی تصدیق کیلئے اپنے اخبار الفضل ۲۴ ستمبر ۱۹۳۱ء کا حوالہ دیا ہے کہ ان پر کشمیر میں تبلیغ احمدیت کا الزام ہے - مرزا بشیر احمد محمود کا اپنا بیان اور حوالہ کیلئے اپنا اخبار بالکل بودی بات ہے - اصل میں علامہ اقبال نے مخالفت ہی اس لئے کی تھی کہ مرزا بشیر صدر آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی آڑ میں کشمیری سادہ لوح مسلمانوں کو اپنے احمدی مبلغ بھیج کر احمدیت کے جال میں پھنسانے کی کوشش کر رہے تھے - علامہ اقبال نے بروقت اقدام کیا اور اس مذہبی بنا پر قادیانیوں کے عزائم کو خاک میں ملانے کیلئے اٹھ کھڑے ہوئے - علامہ اقبال ایک سچے مسلمان انسان تھے - انہوں نے ہمیشہ اس تحریک کی مخالفت کی جس سے ملک یا مذہب پر آنچ آئے - قائداعظم محمد علی جناح سے ۱۹۲۷ء سے ۱۹۲۸ء کے اواخر تک صرف اس لئے اختلاف تھا کہ علامہ جداگانہ طریق انتخاب کے حامی تھے لیکن قائداعظم کچھ شرائط رکھ کر مخلوط انتخاب پر رضامند تھے

لیکن جب قائداعظم نے دیکھا کہ ہندو مسلمانوں کو اپنا غلام بنانا چاہتا ہے تو قائداعظم نے محسوس کیا کہ جداگانہ انتخاب ہی مسلمانوں کو ہندوؤں کے چنگل سے آزادی دلا سکتا ہے - چنانچہ دونوں رہنما پھر ایک ہو گئے اور اختلاف ختم ہو گیا - لیکن مرزا بشیرالدین محمود چونکہ احمدی مبلغین کے ذریعے احمدیت کی تبلیغ کر رہے تھے لہٰذا اقبال قادیانیوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے مسلمانوں کے آپس کے سیاسی اختلافات تو ختم ہو سکتے ہیں لیکن مذہبی اختلافات میں رواداری منافقت تصور ہوتی ہے - علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ ہر مقام پر رواداری ممکن ہے - لیکن مذہب کے معاملہ میں ہرگز رواداری نہیں کی جاسکتی.

حوالہ جات ملاحظہ کریں

آل انڈیا کشمیر کمیٹی پر انقلاب جلد ۶ نمبر ۵۹ جمعہ ۳۱ جولائی ۱۹۳۱ء ایک اداریہ لکھا گیا - "اقبال کا سیاسی سفر" مصنفہ محمد حمزہ فاروقی کے صفحہ نمبر ۳۶۵ پر تعلیقات و حواشی نمبر ۷ ملاحظہ کریں "قادیانی حضرات مسلمانوں کی جدوجہد آزادی سے ہمیشہ علیحدہ رہے تھے - انگریزوں سے وفاداری اور ان کے مقاصد کی آبیاری ان کے ہاں مذہبی عقیدے کا درجہ رکھتی تھی - کشمیریوں کی جدوجہد آزادی میں ان کی شمولیت چند خاص مقاصد کے تحت تھی اور وہ مقاصد یہ تھے

☆ کشمیر میں قادیانی عقائد کی تبلیغ
☆ انہوں نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی میں شریک ہو کر مسلمانوں کے راز انگریزوں تک پہنچائے تھے - انہوں نے وائسرائے اور اعلیٰ برطانوی حکام کو خفیہ اطلاعات بہم پہنچائیں - قادیانیوں کی وفاداری کا منبع برطانوی سامراج تھا نہ کہ امت مسلمہ - مزید حوالے کے لئے دیکھیئے پنجاب میں سیاسی تحریکیں مرتبہ عبداللہ ملک' یاد ایام از میاں امیرالدین' سرگزشت از عبدالمجید سالک' اقبال کے آخری دو سال از عاشق بٹالوی.

ملک برکت علی صاحب ایڈوکیٹ قائم مقام سیکرٹری آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے انقلاب جلد ۸ نمبر ۳۱ شنبہ ۳ جون ۱۹۳۳ء میں ایک بیان بغرض اشاعت دیا - اقتباس ملاحظہ کریں

Marfat.com

سابق صدر کا رویہ

کمیٹی کو نہایت معتبر ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ جیسے ہی مرزا صاحب کا استعفیٰ منظور کر لیا گیا - انہوں نے ان دونوں قانونی مشیروں کو جو صفائی کی طرف سے وکالت کر رہے تھے یہ ہدایت کی کہ وہ علیحدہ ہو جائیں چونکہ دونوں مشیر قانون مرزا صاحب کے مقلد ہیں اسلئے غالبا انہوں نے اس حرکت کو اپنا مذہبی فریضہ قرار دیا -....... ایسی صورت میں ان کا اس طرح بغیر اطلاع دئے مقدمات سے ہٹ جانا بے حد قابل اعتراض فعل ہے۔

......جب مرزا صاحب مستعفی ہوئے تو انہوں نے کمیٹی کو اطلاع دی کہ کمیٹی کے پاس کوئی فنڈ نہیں ہے بلکہ عملاً وہ ایک قرضدار ادارہ کی حیثیت رکھتی ہے - تاہم ہمارے بعض رہنماؤں کی اسلامی ہمدردی' فیاضی اور ڈاکٹر سر محمد اقبال و خان بہادر حاجی رحیم بخش کی انتھک مخلصانہ کوششوں کی وجہ سے علی باغ اور سکھ چین پور کے مظلوموں کے سلسلے میں ہم دو مشیروں کو بھیجنے میں کامیاب ہو گئے۔

(انقلاب جلد ۸ نمبر ۲۱ شنبہ ۳ جون ۱۹۳۳ء)

اقبال کا نادر شاہ کی موت کو شہادت قرار دینا

اقبال نے اپنے خط میں لکھا کہ "نادر شاہ بڑا دیندار اور خدا پرست بادشاہ تھا"۔

(اقبال اور احمدیت ص ۱۴۱)

شیخ عبدالماجد نے اعتراض کیا کہ علامہ اقبال نادر شاہ کو دیندار اور خدا پرست قرار دے رہا ہے جبکہ مولانا ظفر علی خان اور شورش کاشمیری جیسے لوگ اسکے خلاف بیان دے رہے ہیں - یہ تو ذاتی رائے ہوتی ہے - شیخ عبدالماجد کو یہ کیسے علم ہو گیا کہ مولانا ظفر علی خان اور شورش کاشمیری کا نکتہ نظر درست ہے اور علامہ اقبال کا غلط - علامہ اقبال خدانخواستہ کسی سکھ' ہندو' انگریز یا قادیانی کی تعریف نہیں کر رہا تھا کہ جمہور مسلمان اسکے خیالات سے متفق نہ ہوں - بلکہ شیخ صاحب کا اپنے موقف کے متعلق کیا خیال ہے کہ آپ مرزا قادیانی کی نبوت کے قائل ہیں اور جمہور مسلمان اس عقیدہ کے خلاف ہیں - آپکو پھر اپنے عقیدے سے رجوع کرنا چاہیئے - ایسی باتیں لکھ کر صرف شیخ عبدالماجد ذاتیات کی سطح تک علامہ اقبال کی مخالفت میں سرگرداں نظر آتے ہیں - اسکو صرف اور صرف اقبال دشمنی تصور کیا جا سکتا ہے۔

نادر شاہ نے تعلیمی اصلاحات کے سلسلہ میں سید سلیمان ندوی' علامہ اقبال اور سر راس

Marfat.com

مسعود کو ۱۹۳۳ء میں افغانستان دورے کی دعوت دے کر علم دوستی کا ثبوت فراہم کیا۔

جداگانہ اور مخلوط انتخاب

اگر مندرجہ بالا تجاویز قبول ہوں تو مسلمان .... مخلوط انتخاب قبول کر لیں گے اور جداگانہ حق نیابت سے دستبردار ہو جائینگے"۔ (اقبال اور احمدیت ص ۱۹۵)

مندرجہ بالا اقتباس شیخ عبدالماجد نے "زندہ رود کے صفحہ ۳۰۹ پر لکھی گئی نمبر ۵ شق کے الفاظ درج کئے ہیں - اسی بیان میں مصنف نے نمبر ۷ پر لکھی تحریر کو بیان کرنے سے گریز کیا ہے جو یوں ہے - ۷) "یہ تجاویز غیر منفک ہیں اور انہیں بحیثیت کلی بیک وقت قبول کیا جائے اور یہ نہ ہو کہ چند تجاویز کو قبول کر لیا جائے اور دیگر کو رد کر دیا جائے - ایسی صورت میں مسلمان "جداگانہ انتخاب" سے دستبردار نہ ہونگے"۔

ان قائدین نے سوچ بچار کے بعد مندرجہ ذیل تجاویز منظور کیں جنہیں تجاویز دہلی کا نام دیا گیا (۴۰).

۱) سندھ کو بمبئی سے الگ کر کے علیحدہ صوبہ بنا دیا جائے۔

۲) صوبہ سرحد اور بلوچستان میں نئی دستوری اصلاحات نافذ کی جائیں۔

۳) پنجاب اور بنگال کی کونسلوں میں مسلم اکثریت بحال کی جائے

۴) مرکزی اسمبلی میں مسلم نمائندوں کی تعداد جملہ نمائندوں کے تناسب سے ایک تہائی ہو۔

۵) اگر مندرجہ بالا تجاویز قابل قبول ہوں تو مسلمان نشستوں کے تحفظ کے ساتھ مخلوط طریقہ انتخاب قبول کر لیں گے اور جداگانہ حق نیابت سے دستبردار ہو جائیں گے۔

۶) جو رعایت ہندو اکثریتی صوبوں میں مسلم اقلیت کو دی جائے گی وہی رعایت سندھ، صوبہ سرحد اور بلوچستان کے مسلم اکثریتی صوبوں میں ہندوؤں کو دی جائے گی۔

۷) یہ تجاویز غیر منفک ہیں اور انہیں بحیثیت کلی بیک وقت قبول کیا جائے اور یہ نہ ہو کہ چند تجاویز کو قبول کر لیا جائے اور دیگر کو رد کر دیا جائے - ایسی صورت میں مسلمان جداگانہ انتخاب سے دستبردار نہ ہوں گے۔

شیخ عبدالماجد نے نمبر ۵ والی تحریر دی اور جو تحریر نمبر ۷ پر درج ہے اور صرف تین سطروں کے فرق پر موجود ہے وہ انہیں نظر نہیں آتی حالانکہ نمبر ۱ تا ۷ شقیں ایک ساتھ درج ہیں

Marfat.com

اور صفحہ ۳۰۹ پر ہیں - اسے علمی بددیانتی نہ کہیں تو اور کیا۔

اسی کتاب زندہ رود کے صفحہ ۳۱۰ پر درج ہے۔ "بہرحال جب محمد شفیع واپس لاہور پہنچے تو پنجاب کے دیگر مسلم لیڈروں نے جن میں اقبال پیش پیش تھے "جداگانہ انتخاب" سے دستبردار ہونے کی مخالفت کی "- اقبال کا یہ بیان شیخ عبدالماجد کو نظر کیوں نہ آیا - حالانکہ تجاویز دہلی ۲۰ مارچ ۱۹۲۷ء میں علامہ اقبال نے شرکت نہ کی تھی اور جب محمد شفیع لاہور تشریف لائے تو علامہ اقبال نے "جداگانہ انتخاب" سے دستبرداری کی شدید مخالفت کی اور اسی بنا پر لیگ دو دھڑوں میں تقسیم ہو گئی - ایک جناح لیگ جو مخلوط انتخاب کی حامی تھی بشرطیکہ ان کی کچھ تجاویز بھی ساتھ ہی ساتھ مان لی جائیں اور دوسری شفیع لیگ جسکے جنرل سیکرٹری علامہ اقبال تھے اور جن کہ یہ موقف تھا کہ "جداگانہ انتخاب" ہی واحد راستہ تھا جس کے ذریعے وہ ہندوؤں کے غلبہ سے نجات پا سکتے تھے - دیکھا جائے تو جناح لیگ بھی اگر ان کی باقی تجاویز کو مان لیا جاتا تو مخلوط انتخاب کی حامی تھی اور شفیع لیگ تو سرے سے اس حق میں تھی کہ مخلوط انتخاب مسلمانوں کے حق میں درست نہیں ہے اور صرف اور صرف "جداگانہ انتخاب" ہی مسلمانوں کو قابل قبول ہوگا۔

لہذا شیخ عبدالماجد کم از کم جب کوئی اقتباس دیں تو اس میں ڈنڈی نہ ماریں کیونکہ اقتباس کو پورا پیش نہ کرنا اور اپنی مطلب کا کوئی پیرا نکال لینا بہت بڑی بددیانتی ہے اور یہ بات مصنف کو غیر ثقہ اور کاذب بنا دیتی ہے۔ علامہ اقبال ہمیشہ "جداگانہ انتخاب" کا حامی رہا۔

علامہ اقبال اور سر کا خطاب

سرکاری نوٹیفیکشن کے مطابق علامہ اقبال کو سر کا خطاب یکم جنوری ۱۹۲۳ء کو ملا - اس کی بابت شیخ عبدالماجد اپنی کتاب "اقبال اور احمدیت" کے صفحہ ۱۳۳ پر یوں رقمطراز ہیں "عین اس زمانہ میں جب لوگ ملازمتوں پر لات مار رہے تھے، سرکاری سکولوں، کالجوں، یونیورسٹیوں کا بائیکاٹ کر رہے تھے - اقبال کو سر کا خطاب دیا گیا اور انہوں نے اس کو قبول بھی کر لیا "۔ اس پر مولانا سالک نے یہ شعر بھی چست کیا۔

کہتا تھا یہ کل ٹھنڈی سڑک پہ کوئی گستاخ
سرکار کی دہلیز پہ سر ہو گئے اقبال

ہندوؤں کے اخبار بندے ماترم نے بھی تبصرہ کیا - یہاں تک کہ میر غلام بھیک نیرنگ نے جو علامہ

اقبال کے قدیم مخلص ترین دوست اور احباب میں سے تھے علامہ کو ایک خط لکھا جس میں یہ اندیشہ ظاہر کیا کہ اب آپ شاید آزادی اظہار سے کام نہ لے سکیں - اس پر علامہ نے ان کو خط لکھا جس مین تحریر فرمایا "قسم ہے خدائے ذوالجلال کی جس کے قبضے میں میری جان و آبرو ہے اور قسم ہے اس بزرگ و برتر وجود کی جس کی وجہ سے مجھے خدا پر ایمان نصیب ہوا اور مسلمان کہلاتا ہوں - دنیا کی کوئی طاقت مجھے حق کہنے سے باز نہیں رکھ سکتی - انشاللہ اقبال کی زندگی مومنانہ نہیں لیکن اس کا دل مومن ہے"۔ (اقبال نامہ - عطاللہ ص ۲۰۶)

راقم الحروف نے بھی جو اس سے دو ماہ قبل ترک موالات میں سال بھر کی جیل کاٹ کر واپس آیا تھا "زمیندار" میں چند اشعار شائع کئے اور ایک دو کالم "افکار و حوادث" کے بھی لکھ دئے - وہ اشعار زبان زد عام ہو گئے لیکن وہ ایک فوری جذبہ تھا - اشعار چھپ جانے کے بعد راقم پر ندامت کا غلبہ ہوا اور چند ہفتے علامہ کی خدمت میں حاضری کی جرات نہ کر سکا لیکن جب آخر ڈرتے ڈرتے حاضر ہوا تو علامہ کے طرز تپاک اور محبت آمیز سلوک میں کوئی فرق نہ آیا تھا بلکہ وہ شاکی تھے کہ اتنی مدت تک ملنے کیوں نہ آئے"۔

(ذکر اقبال - عبدالمجید سالک ص ۱۱۷-۱۱۶)

یہ وہی سالک صاحب ہیں جنھوں نے علامہ کے خلاف جذباتی ہو کر شعر لکھ دئے اور پھر خود ہی ندامت کا شکار ہو رہے تھے - یہی شعر تھے جن کو شیخ عبدالماجد نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۳۳ پر درج کیا اور اقبال کے سر کا خطاب قبول کرنے پر اعتراض کیا گیا لیکن ان شعروں کا خالق خود اپنے شعروں پر نادم ہے شیخ عبدالماجد کیوں نادم نہیں ہوئے۔

۱۹ تا ۲۱ نومبر ۱۹۲۰ء کو دہلی میں ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں یہ فیصلہ کیا گیا کہ تمام خطابات اور اعزازی عہدے واپس کر دئے جائیں - چنانچہ تمام خطابات اور اعزازی عہدے جو سرکار نے سیاسی رشوت کے طور پر دئے تھے واپس کردئے گئے - لیکن ایک تو علامہ کو اس وقت تک سر کا خطاب نہ ملا تھا جسے وہ واپس کرتے - دوسرا یکم جنوری ۱۹۲۳ء کو جو سر کا خطاب ملا وہ محض انکی علمی و ادبی خدمات کے سلسلہ میں دیا گیا اور وہ بھی انہوں نے بڑی رد و کد کے بعد مانا - اقتباس ملاحظہ ہو - "آخر میں سر ایڈورڈ میکلیگن نے علامہ سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ آپ کی ادبی خدمات کے صلے میں آپ کیلئے سر کے خطاب کی سفارش کروں علامہ نے انکار کیا اور کہا کہ میں خطابات و اعزازات کے بکھیڑے میں نہیں پڑنا چاہتا - علامہ نے دیکھا کہ انکے انکار سے

گورنر کی طبعیت مکدر سی ہو گئی ہے اور یہ قدرتی بات تھی اس لئے کہ ملک کے عوام میں سیاسی لیڈروں نے خطابات کے خلاف نفرت پیدا کر رکھی تھی اور لوگ عام طور پر خطاب کو غیر ہردلعزیزی کا سامان سمجھنے لگے تھے - گورنر سمجھے کہ اقبال بھی اس معاملے میں عوام ہی کے ہم خیال ہیں - لیکن جب علامہ نے کہا کہ اگر آپ کو اصرار ہے تو خیر' یوں ہی سہی - تو گورنر صاحب کے چہرے پر شگفتگی کے آثار نمایاں ہو گئے "۔ (ذکر اقبال - عبدالمجید سالک ص ۱۱۹)

اس کے بعد گورنر نے علامہ سے شمس العلماء کے خطاب کیلئے موزوں شخص کا نام پوچھا تو علامہ نے جواب دیا کہ وہ اس شرط پر اسکا نام بتائیں گے کہ اسکے بعد کسی اور کا نام نہ لیا جائے - جب گورنر نے یہ شرط مان لی تو علامہ نے اپنے استاد سید میر حسن کا نام نامی لیا - میکلیگن نے پوچھا کہ انکی کوئی تصنیفات ہیں علامہ نے جواب دیا "انہوں نے کوئی کتاب نہیں لکھی لیکن میں انکی زندہ تصنیف آپ کے سامنے موجود ہوں - وہ میرے استاد محترم ہیں "۔

(ذکر اقبال ص ۱۲۰)

پھر یہ ہوا کہ علامہ کی خواہش کے مطابق انکو خطاب وصول کرنے کیلئے لاہور آنے کی تکلیف نہ دی گی بلکہ مولوی صاحب کی یہ سند انکے بیٹے سید علی نقی شاہ کے حوالے کر دی گئی - مندرجہ بالا ساری عبارت اس بات کی غمازی کرتی ہے کہ علامہ اقبال یا ان کے استاد محترم کو یہ خطابات خالصتاً علمی و ادبی خدمات کے صلہ میں دیۓ گئے - یہ کوئی سیاسی رشوت نہ تھی نہ ہی سیاسی خطابات تھے جن کو واپس کر دیا جاتا - پھر علامہ اقبال نے جو خط غلام بھیک نیرنگ کے جواب میں لکھا تھا سر کا خطاب ملنے کے بعد علامہ کی اصل سیاسی زندگی کا آغاز ثابت ہوا - پھر ۱۹۲۶ء سے باقاعدہ اسمبلی کی رکنیت ملنے کے بعد سے لیکر تا دم مرگ علامہ اقبال تحریک پاکستان کے سرگرم رکن رہے اور سیاسی پلیٹ فارم پر نام پیدا کیا۔

پروفیسر نکلسن نے علامہ اقبال کی کتاب اسرار خودی کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا اور اسطرح یورپ آپکے خیالات سے مستفید ہوا اور ساتھ ہی ساتھ ان لوگوں کے دل میں علامہ اقبال کی علمی و ادبی حیثیت اجاگر ہوئی۔

عطائے خطاب پر علامہ اقبال کو مسلم' ہندو' سکھ' معززین شہر' سرکاری و عمائدین و حکام لاہور کی طرف سے ۱۷ جنوری ۱۹۲۳ء کو مقبرہ جہانگیر (شاہدرہ لاہور) میں مبارکباد پارٹی دی گئی - علامہ اقبال نے اس موقع پر انگریزی میں تقریر کی اور جوابی تقریر میں یہ کہا "مجھ کو خطاب دیکر

Marfat.com

گورنمنٹ نے اردو، فارسی کے ادیبوں کی عزت افزائی کی ہے"۔

(بحوالہ زندہ رود ص۲۷۰ - اخبار بندے ماترم)

"اکتوبر ۱۹۲۳ء میں پنجاب ہائی کورٹ کا افتتاح وائسرائے نے کیا - چیف جسٹس سر شادی لال کی تقریر کے بعد وائسرائے نے اس کا جواب دیا - اس جواب میں انہوں نے نہایت شاندار الفاظ میں اقبال کی تعریف کی"۔ (ذکر اقبال ص ۱۱۷ - شاد اقبال)

عبدالمجید سالک نے اپنی کتاب ذکر اقبال میں کہیں یہ نہیں لکھا کہ علامہ اقبال کو سر کا خطاب علمی و ادبی خدمات کے صلے کے علاوہ کسی اور وجہ سے ملا ہو - جو اشعار سالک صاحب نے علامہ اقبال کے متعلق لکھے اس پر خود شرمسار ہوئے - مزید برآں جن جن لوگوں کے خدشات تھے کہ وہ شاید سرکار انگریزی کے آگے جھک جائیں گے وہ خیالات غلط ثابت ہوئے اور علامہ اقبال نے دنیا پر ثابت کر دیا کہ وہ نہ جھکنے والا اور نہ بکنے والا انسان ہے - لہٰذا شیخ عبدالماجد اپنا ریکارڈ درست فرمالیں۔

Marfat.com

دسواں باب

مرزا بطور مجدد نبی

مرزا غلام احمد قادیانی نے ۱۹۰۱ء میں نبوت کا دعویٰ اپنی کتاب براھین احمدیہ حصہ پنجم میں کر دیا تھا لیکن اس کتاب کو منظر عام پر نہ لایا گیا کیونکہ اس اعلان نبوت سے لوگوں کے بدکنے کا امکان تھا - مرزا غلام احمد قادیانی ۱۹۰۸ء میں فوت ہو گیا لیکن حکیم نورالدین کسی مناسب موقع کی تلاش میں تھا کہ جونہی موقع دستیاب ہوا وہ مرزا قادیانی کا اعلان نبوت کر دے گا - اسی گومگو کی حالت میں خلیفہ نورالدین کا ۱۹۱۴ء میں انتقال ہو گیا - چنانچہ مرزا بشیرالدین محمود پسر مرزا غلام احمد قادیانی خلیفہ ثانی کی شکل میں سامنے آیا - اس نے آتے ہی اپنے والد کا اعلان نبوت کر دیا - چونکہ قادیانی ٹولہ خود اس کے لئے ذہنی طور پر تیار نہ تھا - لہٰذا اس نبوت کے اعلان پر قادیانی جماعت میں انتشار پیدا ہو گیا اور جماعت دو حصوں میں بٹ گئی - ایک وہ ٹولہ جو مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت پر ایمان لے آیا وہ قادیانی کہلائے اور دوسرا ٹولہ جس میں محمد علی اور انکے بہت سارے رفقاء تھے انہوں نے مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی ماننے سے انکار کر دیا - وہ اسے صرف مجدد تسلیم کرتے تھے لہٰذا وہ ٹولہ لاہوری قادیانی کے نام سے مشہور ہوا ۔

مجدد کا لفظ دراصل مرزا غلام احمد قادیانی نے لوگوں کو دھوکا دینے کیلئے استعمال کیا - چونکہ مسلمان شیخ احمد سرھندی کیلئے لفظ مجدد استعمال کر چکے تھے - لہٰذا بہت سارے مسلمان اس فریب میں آکر لاہوری قادیانی گروپ کو اچھا خیال کرنے لگے - حالانکہ دیکھا جائے تو مجدد کا لفظ کلام پاک میں کہیں نہیں ملتا ۔

مولانا ابوالکلام آزاد جس کا مرتبہ کسی سے ڈھکا چھپا نہیں ہے - انہوں نے ۷ جولائی ۱۹۳۶ء کو ہفت روزہ جرنل "The Truth" میں لوگوں کے سوال نمبر ا - "قادیانیوں اور لاہوری قادیانیوں میں کونسا ٹولہ درست ہے" اور نمبر ۲ "مجدد کے متعلق مسلمانوں کا اسلامی عقیدہ کیا ہے" - ان ہر دو سوالات کے جواب دیۓ - جوابات کا اقتباس دیا جا رہا ہے ۔

"In my opinion neither of the two is on the right path though the Qadian section through its extravagence has gone very far away (from Islam) so much so that even the fundamental beliefs

Marfat.com

of Islam have fallen into jeopardy". He further says

As to the Mirzas claims (of being Nabi) I think no man who has any acquaintance with the elements and principles of Islam and who is not quite without brains can admit those claims eve n for a moment".

آگے ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں - (اردو ترجمہ لکھا جا رہا ہے) کہ قرآن میں کوئی ایسا مقام تلاش کر کے دکھایا جائے جہاں یہ لکھا ہو کہ ایک خاص وقت نیا نبی یا مجدد آئیگا - اور اگر ایسا کہیں نہیں ہے تو دو صورتیں پیدا ہوتی ہیں - نمبرا- کلام پاک کی واضح ہدایات کیا نجات کیلئے کافی ہیں - اگر یہ بات درست ہے تو کسی مجدد کی ضرورت نہیں ہوتی - نمبر۲- اگر اسکے خلاف عقیدہ ہے تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ قرآن مکمل نہیں ہے - اور اسطرح پھر آپ قرآن کریم کو اس کے تخت و تاج سے محروم کرتے ہو"۔ (مندرجہ بالا خط "سرکلر روڈ کلکتہ سے ۱۸ مارچ ۱۹۳۶ء کو لکھا گیا) دوسرا خط (سرکلر روڈ کلکلتہ سے ۵ جون ۱۹۳۶ء کو لکھا گیا)۔

اقتباس ملاحظہ ہو - مولانا ابوالکلام آزاد نے مندرجہ ذیل حدیث کا حوالہ دیتے ہوئے جو حضرت ابو حریرہ سے مروی ہے "بیشک اللہ اس وقت کیلئے ہر صدی کے سر پر ایک یا ایک سے زیادہ عالم بھیجتا رہے گا جو اس کے دین کی تجدید کرتا رہے گا"۔ (ابو داؤد جلد دوم ص ۲۳۳) کہا

Please ask those who say that it is necessary for the Musalmans to believe in a Mujaddid at the end of every century in which Quran this commandment is to be found. If by Quran they mean the Quran which was revealed to Muhammad the Apostle of Allah on whom be peace and blessings. Will they tell us in which Para in which Sura and in which verse it is laid down that a Mujaddid will rise at the head of every century and that it is necessay for the Musalmans to know him and beleive in him If there is no such injunction in the Holy Quran why on earth should we

Marfat.com

fall into this folly

The man who says that this is not enough for the attainment of righteousness and salvation but that it is also necessary to believe in a MuJaddid utters a slander against Islam or is wholly ignorant of its teachings.

ویسے بھی اس حدیث کی رو سے کہ مجدد ہر صدی کے سر پر یعنی صدی کے آخر میں آئیگا لیکن مرزا صاحب ۱۲۸۷ھ یعنی تیرھویں صدی کے ختم ہونے سے پہلے آ گئے ان کا یہ دعویٰ کہ وہ چودھویں صدی کے مجدد ہیں باطل پڑ جاتا ہے - ان کا دعویٰ یہ ہے

۱ "چودھویں صدی کے سر پر ایک مجدد کا پیدا ہونا ضروری تھا".

(ایام الصلح ص ۸۸)

۲ "اس صدی کا مجدد حضرت مسیح کے رنگ میں آیا". (شہادت القرآن ص ۶۵)

ایک دعویٰ کہ صرف قادیانی چودھویں صدی کے مجدد ہیں انکے بیان سے اس کا بطلان ہو رہا ہے کہ وہ چودھویں صدی کے آخر میں نہیں آئے - دوسرا یہ کہ وہ مجدد نہیں ہیں لیکن "حضرت مسیح کے رنگ میں آئے" - اس طرح نہ وہ مجدد ثابت ہوتے ہیں اور نہ ہی مسیح موعود کیونکہ مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق مسیح موعود عیسیٰؑ ہونگے - وہ مجدد نہیں ہونگے لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کے وارے وارے جایئے یہ کبھی مجدد بنتے ہیں - کبھی مہدی بنتے ہیں - کبھی مسیح موعود کبھی مثیل مسیح اور کبھی نبوت کا لبادہ اوڑھ لیتے ہیں - یہ خود اپنی سابقہ تحریروں کی نفی کرتے ہیں اور پہلی تحریروں کو کاذب گردانتے ہیں - جب مرزا قادیانی خود اپنی تحریروں میں مخبوط الحواس نظر آتے ہیں تو پھر قادیانیوں کی سمجھ کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ایسے شخص کو نبی مان رہے ہیں جس کو خود اپنی نبوت کا یقین نہیں ہے.

کلام پاک میں ارشاد ہے - "اے میرے پیارے نبی میں نے دین تجھ پر مکمل کر دیا اور تمہارے لئے دین اسلام پسند کیا". اس آیت کے ترجمہ کی رو سے یہ بات واضح ہے کہ جب دین مکمل ہو گیا تو اس میں ترمیم یا تحریف کی قطعاً گنجائش نہیں ہے - مثال کے طور پر ایک کاغذ کا چوکور ٹکڑا لیں اگر کہیں سے اس ٹکڑے کو کاٹ لیں تو یہ تحریف ہو گی اور اگر اس چوکور کاغذ

Marfat.com

کے کسی طرف کاغذ کا ٹکڑا گانٹھ دیں تو ترمیم کہلائے گی اور چوکور کاغذ کے ٹکڑے میں بدنمائی کا باعث ہوگی - لہٰذا مجدد کے لفظی معنی ہیں تجدید کرنے والا - یا نیا پن لانے والا - جب دین مکمل ہو چکا تو اس میں مجدد کا کیا کام کہ وہ دین میں ترمیم یا تحریف کرکے نیا دین قائم کرے - جب آنحضورؐ خاتم الانبیاء ہوں - کلام پاک آخری آسمانی و الہامی کتاب ہو - وحی کا سلسلہ بند ہو چکا ہو تو دین میں مجدد کون سی تجدید کر سکتا ہے - اگر تجدید کرنے کا مرتکب ہو گا تو لا محالہ اسے نیا دین مرتب کرنا پڑے گا اور اسکے لئے وحی الٰہی کا سہارا لینا ناگزیر ہو جائے گا جو ناممکن ہے - لہٰذا مجدد کا لفظ ظاہر کرتا ہے کہ اس کے جلو میں نیا دین' نئی امت اور نئے دستور کی ضرورت ہوگی - لہٰذا مجدد نبی کے معنی تو نہیں دیتا لیکن نبوت کی صفات کا ضرور حامل دکھائی دیتا ہے - اسلئے لاہوری قادیانی یا دوسرے قادیانی ایک ہی تھیلی کے چٹے بٹے ہیں صرف الفاظ کا گورکھ دھندا ہے جس میں عوام الناس کو الجھانے کی کوشش کی گئی ہے - ویسے اگر الفاظ پر غور کیا جائے تو کوئی شخص یا مجدد ہو سکتا ہے - یا نبی - کیونکہ نبی تو احکام الٰہی کی پیروی کرتا ہے اور برخلاف اسکے مجدد اپنی رائے سے کام لیتا ہے کیونکہ اسے تائید ایزدی حاصل نہیں ہوتی لہٰذا کوئی شخص یا مجدد ہو سکتا ہے یا نبی - لیکن مرزا غلام احمد قادیانی کے کیا کہنے یہ بیک وقت مجدد بھی ہے اور نبی بھی

مرزا بطور مسیح موعود

مسیح موعود کا ظہور ہونے میں جمہور مسلمانان عالم یکساں نظریہ رکھتے ہیں - وہ آئیں گے اور ۴۵ برس زندہ رہیں گے - کفار سے جنگ کریں گے اور فتنہ خر دجال کو فرو کریں گے - دنیا میں اسلام ہی اسلام ہو جائیگا - مسلمانوں کے اس عقیدہ سے مرزا غلام احمد قادیانی نے فائدہ اٹھایا اور اپنے آپ کو مسیح موعود کے رنگ میں پیش کیا حالانکہ

عیسیٰؑ آسمان سے اتریں گے	مرزا اس دینا میں پیدا ہوا
عیسیٰؑ کی ماں کا نام بی بی مریم تھا	مرزا کی ماں کا نام چراغ بی بی تھا
عیسیٰؑ ۴۵ برس تک دنیا میں رہیں گے	مرزا دعویٰ مسیح کے بعد ۲۶ برس زندہ رہا
عیسیٰؑ دو زرد چادروں میں ملبوس ہونگے	مرزا دو بیماریوں میں مبتلا تھا
عیسیٰؑ کفار سے جنگ کریں گے	مرزا برطانوی حکومت کی غلامی کرتا رہا اور جہاد سے منع کرتا رہا

عیسیٰؑ سرزمین دمشق میں صبح کی نماز کے وقت نازل ہونگے — مرزا قادیان سے نکلا

عیسیٰؑ آنحضورؐ کے مقبرے میں دفن ہونگے — مرزا قادیان میں دفن ہوا

مزے کی بات یہ کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے امام مہدی اور مسیح موعود دونوں کو اپنی ذات میں ضم کر لیا - حالانکہ اسلامی نکتہ نظر سے یہ دو الگ شخصیتیں ہیں - اس سے زیادہ پاگل پن کی بات اور کیا ہوگی - یہاں پر بس ہی نہیں بلکہ کبھی کہہ دیا کہ مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود نہیں بلکہ مثیل مسیح موعود ہے پھر بعد میں دعویٰ کر دیا کہ وہ مسیح موعود ہے اپنے قول کی خود ہی نفی کرتا رہا - مرزا کا بیان

"اس عاجز نے جو مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کرتے ہیں - میں نے ہرگز دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں - جو شخص یہ الزام مجھ پر لگاوے وہ مفتری اور کذاب ہے - میں مثیل مسیح ہوں"۔

(ازالہ اوہام ص ۱۹۰ طبع دوم)

مرزا غلام احمد قادیانی اس بات سے اتفاق نہیں کرتا کہ عیسیٰؑ کو قتل نہیں کیا گیا بلکہ آسمان پر اٹھا لیا گیا - اسکا خیال باطل ہے کہ عیسیٰؑ فوت ہو گئے اور ان کی قبر کشمیر میں موجود ہے

طرفہ بات یہ ہے کہ جب وہ فوت ہو گئے تو وہ پھر مرزا غلام احمد قادیانی کے روپ میں کیسے دنیا میں آئے حالانکہ اسلام میں جو شخص ایک بار فوت ہو جاتا ہے دوبارہ دنیا میں نہیں آتا - یہ بات بھی جمہور مسلمانوں کے عقیدہ کے سراسر خلاف ہے - پھر قادیانیوں کا دعویٰ کہ وہ مسلمان ہیں کیسے درست تسلیم کر لیا جائے - مسیح موعود کا لبادہ مرزا غلام احمد قادیانی کی ایک چال کے سوا کچھ نہ تھا - مرزا غلام احمد قادیانی کے اپنے الفاظ میں ایک اقتباس ملاحظہ کریں

مسیح موعود ایک چال

"اس واسطے ان الہامات جن کی بدولت نبوت وغیرہ کے دعوے کئے گئے اگر میری طرف سے اس موقع پر ظاہر ہوتے جب کہ علماء مخالف ہو گئے تھے تو وہ ہزارہا اعتراض کرتے لیکن وہ ایسے موقع پر شائع کئے گئے جبکہ یہ علماء میرے موافق تھے - یہی سبب ہے کہ

Marfat.com

باوجود اس قدر جوشوں کے ان الہامات پر انہوں نے اعتراض نہیں کیا کیونکہ وہ ایک دفعہ ان کو قبول کر چکے تھے اور سوچنے سے ظاہر ہو گا کہ میرے واسطے مسیح موعود ہونے کی بنیاد انہی الہامات سے پڑی ہے اور انہی میں خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو مسیح موعود کے حق میں آئیتیں تھیں وہ میرے حق میں بیان کر دیں - اگر علما کو خبر ہوتی کہ ان الہامات سے تو اس شخص کا مسیح ہونا ثابت ہوتا ہے تو وہ کبھی ان کو قبول نہ کرتے یہ خدا کی قدرت ہے کہ انہوں نے قبول کر لیا اور اس پیچ میں پھنس گئے"۔

(اربعین نمبر۲ ص ۲۱)

دیکھا خود جھوٹ کا پول جھوٹے کی زبانی کھل رہا ہے - ہم اپنی طرف سے اس بارے میں کچھ نہیں کہتے۔

قادیانی خلیفہ دوم مرزا محمود کے دست راست عبدالرحمٰن مصری نے جسٹس اسکیپ کی عدالت میں حلفیہ بیان دیا کہ "موجودہ خلیفہ بد چلن ہے .... معصوم لڑکیوں سے زنا کرتا ہے"۔

قادیانی خلیفہ مرزا محمود کا ایک بیان الفضل ۳۱ اگست ۱۹۳۸ء کو شائع ہوا جو ایک خط پر تبصرہ تھا لکھا ہے "حضرت مسیح موعود ولی اللہ تھے اور ولی اللہ بھی کبھی زنا کر لیا کرتے ہیں - اگر انہوں نے کبھی کبھار زنا کر لیا تو اس میں حرج کیا ہوا - پھر لکھا ہے ہمیں حضرت مسیح موعود پر اعتراض نہیں کیونکہ وہ کبھی کبھی زنا کر لیا کرتے تھے"۔

ملاحظہ فرمائیے یہ مسیح موعود اور انکے خلیفہ کا چال چلن تھا - خداوند تعالی ایسے مسیح موعود سے مسلمانوں کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔

پہلے مرزا قادیانی کہتا رہا کہ عیسیٰؑ وفات پا چکے ہیں - پھر یہ دعویٰ کیا "اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام جو مسیح موعود کو کرنا چاہیئے نہ کر کے دکھائے اور میں مرگیا تو سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں"

(البدر ۱۹۰۲- ۷-۱۹)

(خاتم النبیین مصباح الدین ص ۱۶۶)

آپ بتائیے مرزا وہ کام کر سکا ؟ اپنے بیان سے خود کاذب بن رہا ہے۔

یہاں تک ہی بس نہیں مرزا صاحب پھر یوں کہتے ہیں

"میرے دعویٰ مسیح موعود ہونے کی بنیاد انہی (براھین احمدیہ میں مندرج) الہامات سے پڑی ہے اور انہی الہامات میں خداوند نے میرا نام مسیح رکھا اور جو مسیح موعود کے حق

Marfat.com

میں آئینیں تھیں وہ میرے حق میں بیان کر دیں۔ (اربعین نمبر۲ ص ۲۱)

جب مرزا صاحب نے مسیح موعود کے دعویٰ کو باطل قرار دیا اور کہا کہ وہ مسیح موعود نہیں ہیں لیکن مثیل مسیح ہیں اور پھر خود اپنے بیان کی تردید کر دی کہ وہ مسیح موعود نہیں ہیں تو اس کے متعلق مرزا خود فیصلہ کرتا ہے۔

"جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے"۔

(ضمیمہ براھین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۱۲)

مرزا قادیانی سے تناقض کا سبب انکے اپنے قلم سے

"اس تناقض کا سبب یہی تھا کہ اگرچہ خدا تعالی نے براھین احمدیہ میں میرا نام عیسیٰ رکھا اور یہ بھی مجھے فرمایا کہ تیرے آنے کی خبر خدا اور رسول نے دی تھی مگر چونکہ ایک گروہ مسلمانوں کا اس اعتقاد پر جما ہوا تھا اور میرا بھی یہی اعتقاد تھا کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے نازل ہوں گے ۔ اسلئے میں نے خدا کی وحی کے ظاہر پر عمل کرنا نہ چاہا بلکہ اس وحی کی تاویل کی ۔ اپنا اعتقاد وہی رکھا جو عام مسلمانوں کا تھا اور اسی کو براھین احمدیہ میں شائع کیا"۔

(حقیقتہ الوحی ص ۱۴۹)

تضاد بیانی ملاحظہ ہو

"اس عاجز نے جو مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے ۔ جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر رہے ہیں ۔ میں نے صرف مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے"۔

(ازالہ ص ۱۹۲۔۱۹۰)

پھر مرزا یوں بھی کہتا ہے

"پھر میں بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے بالکل اس سے بے خبر رہا اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے بڑی شدومد سے براھین احمدیہ میں مسیح موعود قرار دیا ہے ۔ اور میں حضرت عیسیٰ کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جما رہا"۔

"اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی"

آپ اس دروغ گوئی اور تضاد بیانی کا خود ہی فیصلہ کریں

"ہم اگر عرض کریں گے تو شکایت ہوگی"

Marfat.com

جب مرزا خود کہتا ہے کہ جھوٹے کے کلام میں ضرور تناقض ہوتا ہے وہ جھوٹے تھے ۔ اس لئے ان کے کلام میں تناقض ہے ۔ انکے اپنے اس فیصلے کے قبول کرنے میں قادیانی حضرات کو کیا قباحت نظر آتی ہے ۔ یہ الہام کیسے ہیں جن پر مرزا قادیانی ۱۲ برس تک عمل نہیں کرتا ۔

مرزا بطور غیر تشریعی نبی اور امتی نبی

تعریف کے لحاظ سے وہ نبی جو اپنے ساتھ شریعت نہ لائے ۔ غیر تشریعی نبی کہلائے گا ۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے آپ کو صاحب شریعت نبی نہ کہا ۔ بیان ملاحظہ کریں

"اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں ۔ شریعت والا کوئی نبی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے ۔ پس اس بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی"۔

(تجلیات الہیہ ص ۲۴)

غلام احمد قادیانی نے اپنے آپ کو امتی بھی کہا اور نبوت کا دعویٰ بھی کیا لیکن مرزا بشیرالدین پسر مرزا غلام احمد قادیانی کا بیان ملاحظہ ہو

"مسیح موعود (مرزا غلام احمد قادیانی) کو نبی اللہ تسلیم نہ کرنا اور آپ کو امتی قرار دینا گویا آنحضرتؐ کو جو سید المرسلین اور خاتم النبیین ہیں امتی قرار دینا ہے اور امتیوں میں داخل کرنا ہے جو کفر عظیم اور کفر بعد کفر ہے"۔

(الفضل ۲۹ جون ۱۹۱۵ء ہینڈ بل ص ۲ منقول از فیصلہ مقدمہ بہاولپور)

صاحبزادہ بشیرالدین محمود کا پہلا فتویٰ تو یہ ہوا مرزا قادیانی جو اپنے آپ کو امتی اور نبی کہتا ہے کافر ہے ۔ ویسے بھی دیکھا جائے تو جب غلام احمد نے دعویٰ کیا کہ وہ ہی محمد رسول اللہ ہیں تو محمدؐ کا امتی خود محمدؐ کیسے ہو سکتا ہے ۔ اس لحاظ سے مرزا قادیانی کفر کا مرتکب ہو رہا ہے ۔

مرزا قادیانی نے ایک اور قلابازی کھائی اور یہ بیان دیا

"ہم خاتم النبیین کے معنی صاحب شریعت نبیوں کو ختم کرنے والا مانتے ہیں"۔

(احمدیہ پاکٹ بک ص ۵۲۵)

مرزا قادیانی کے قلم سے صاحب شریعت نبی کی تعریف یوں ہے

"یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے جس نے اپنی وحی کے ذریعے سے چند امر (حکم)' نہی (ممنوعات) بیان کئے اور اپنی امت کیلئے ایک قانون مقرر کیا وہی صاحب شریعت ہو

گیا"۔ (اربعین نمبر ۴ ص ۶)

صاحب شریعت نبی کی تعریف کرنے کے بعد ایک جست لگائی اور دعویٰ کر دیا کہ اگر صاحب شریعت پر ایمان لانا ضروری ہوتا ہے تو مجھے نبی ماننے میں کیا عذر حائل ہے جبکہ میں بھی صاحب شریعت نبی ہوں - مرزا قادیانی کے اپنے الفاظ ہیں

"پس اس (متذکرہ) تعریف کی رو سے بھی ہمارے مخالف ملزم ہیں کیونکہ میری وحی میں امر(احکام) اور نہی (ممنوعات) بھی ہیں"۔ (اربعین نمبر ۴ ص ۶)

پہلے مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ قرآن میں صرف صاحب شریعت انبیاء بند کئے ہیں - "میں نبی اس لئے ہوں کہ میں صاحب شریعت نہیں" اور پھر یہ دعویٰ کرنا کہ "میں صاحب شریعت نبی ہوں" بتایئے مرزا قادیانی تو اپنے دعویٰ کی خود تکذیب کر رہا ہے - ایسے مکذب کو نبی ماننا تو درکنار فاترالعقل اشخاص کے دائرہ میں جگہ دینی چاہیئے۔

مندرجہ بالا بیان میں ایک بات اور قابل غور ہے اور وہ یہ کہ مرزا قادیانی "اپنی وحی" اور "میری وحی" کے الفاظ استعمال کر رہا ہے - وحی من جانب اللہ ہوتی ہے - اسکی اپنی وحی شیطانی وحی ہو سکتی ہے - اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی کا آنا قابل اتباع اور باقی مرزا قادیانی کی اپنی وحی صرف شیطانی اور مکذب۔

غیر تشریعی نبی' امتی نبی اور محدث نبی کی اصطلاحیں بھی مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی تدریجی نبوت کو سہارا دینے کیلئے استعمال کیں - یہ بات راقم کا فرض ہے کہ ان کے متعلق قاری کو بتا دے کہ مرزا صاحب نے اپنے لئے اتنے نبوت کے درجے کیوں منتخب کئے۔

غیر تشریعی نبی

پہلے پہل جب نبوت کا دعویٰ کیا تو اس طرح کہ وہ کوئی نئی شریعت نہیں لائے اسلئے کوئی نیا دین نہیں ہے نہ کوئی صحیفہ آسمانی کی ضرورت ہے اور نہ ہی وحی کی ضرورت - وہ تو صرف آنحضورؐ کی شریعت کو آگے چلانے کیلئے آئے ہیں - اسلئے وہ آنحضورؐ کو آخری نبی تسلیم کرتے ہیں اور وہ ان کی شریعت کا اجرا کریں گے - بھلا کوئی مرزا صاحب سے پوچھے کہ جب "لا نبی بعدی" کا حکم آگیا اور یہ بھی بتایا گیا کہ آنحضورؐ کے امتی تبلیغ اسلام کا مشن جاری رکھیں گے اور وہ اپنے آخری نبیؐ کی شریعت کو پھیلائیں گے وہاں یہ تو نہیں کہا گیا کہ وہ لوگ نبی

Marfat.com

کہلائیں گے - لہٰذا جب شریعت محمدی کو آگے چلانا ہے تو پھر اس کو آگے چلانے والے علمائے دین کہلائیں گے نہ کہ غیر تشریعی نبی - اصل میں مرزا غلام احمد قادیانی نئی نبوت کا دعویٰ کرنا چاہتا ہے لیکن وہ ان اصطلاحوں کو بطور سیڑھی استعمال کر رہا ہے - ورنہ جب نئی شریعت ہی نہیں لایا تو پھر وہ نبی کے لفظ کی پچہ کاری کیوں کر رہا ہے ۔

امتی نبی

اسلام میں یا نبیؐ ہے یا امتی کا لفظ ہے جو اس نبی کے پیروکار کہلاتے ہیں - کہیں بھی امتی نبی کی اصطلاح اسلام میں مروج نہیں ہے - ایک وقت میں ایک شخص یا امتی ہو سکتا ہے یا نبی - وہ امتی بھی ہو اور نبی بھی یہ تو ایک جہالت ہے - لہٰذا جب مرزا غلام احمد قادیانی نے نبی ہونے کا دعویٰ کیا اور عوام نے شور مچایا تو اس نے کہہ دیا کہ وہ نبی نہیں ہے بلکہ امتی نبی ہے اور آنحضورؐ کو آخری نبیؐ مانتا ہے - لہٰذا جہاں جہاں لفظ نبی اس نے اپنی ذات کیلئے استعمال کیا ہے وہ کاٹا ہوا تصور کریں - بھلا نبی ایسے ہوتے ہیں جو اعلان کریں نبوت کا اور ڈر کے مارے کہہ دیں کہ اس کے نام سے نبی کا لفظ کاٹ دیا جائے ۔

مرزا بطور محدث نبی

"ہمارا نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے جو خدا تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا ہے"۔ (ازالۂ اوہام ص ۴۲۱)

ایک طرف مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ وہ نبوت کا دعویٰ نہیں کرتا بلکہ محدثیت کا دعویٰ حکم خداوندی سے کر رہا ہے تو پھر نبوت کا دعویٰ جو اس نے کیا وہ کسی شیطان کے حکم سے کیا - اپنے بیان کی خود تکذیب کر رہا ہے ۔

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی کتاب "سراج منیر" میں لکھتا ہے

"یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اس بندے پر نازل فرمائے اس میں اس بندہ کی نسبت رسول اور رسل کے لفظ بکثرت موجود ہیں - سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں ہم اس بات کے قائل اور معترف ہیں کہ نبوت کے حقیقی معنوں کی رو سے بعد

Marfat.com

آنحضرت نہ کوئی نیا نبی آسکتا ہے اور نہ پرانا - قرآن ایسے ظہور سے مانع ہے"۔
(حقیقتہ الوحی ص ۲۷۳)

مندرجہ ذیل بیان میں مرزا اپنے مندرجہ بالا بیان کا رد کر رہا ہے

"اور خدا کلام اور خطاب کرتا ہے اس امت کے ولیوں کے ساتھ اور انکو انبیا کا رنگ دیا جاتا ہے - مگر وہ حقیقت میں نبی نہیں ہوتے کیونکہ قرآن کریم نے شریعت کی تمام حاجتوں کو مکمل کر دیا ہے"۔ (مواہب الرحمن ص ٦٦)

پھر کبھی مرزا یوں کہتا ہے

"سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا"۔ (دافع البلا ص ۱۰-۱۱)

مرزا بشیرالدین محمود خلیفہ ثانی مرزا غلام احمد قادیانی یوں رقمطراز ہے

"حضرت مسیح موعود کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونجتے رہتے ہیں"
آپ نے فرمایا

"یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح اور چند مسائل ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات رسول کریم صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قرآن' نماز' روزہ' حج' زکواۃ غرضیکہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک جز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے"۔

(الفضل ۱۹۳۱-۷-۳۰)

(بحوالہ خاتم النبیین - مصباح الدین ص ۹۸-۹۷)

معلوم نہیں مرزا غلام احمد سچا ہے یا اسکا بیٹا - مندرجہ بالا حقائق اور بیانات اس بات کو ثابت کرنے کیلئے کافی ہیں کہ مرزا قادیانی تضاد بیانی کی وجہ سے نہ ملہم ہے نہ محدث ہے اور نہ ہی جمیع کمالات انبیا کا حامل - بلکہ وہ تو اپنے آپ کو مسلمانوں کی جماعت سے کلی اختلاف کی وجہ سے خارج قرار دے رہا ہے تو پھر ہم اگر غیر مسلم اقلیت کہتے ہیں تو ہم پر غصہ کیوں کیا جاتا ہے - مرزا صاحب کو کاش کسی عقلمند نے سمجھایا ہوتا۔

محدث کے متعلق مرزا غلام احمد قادیانی کا اپنا بیان ملاحظہ ہو

۱ "وہ (محدث) اگرچہ کامل طور پر امتی ہے مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے اور محدث

Marfat.com

کیلئے ضروری ہے کہ وہ کسی نبی کا مثیل ہو اور خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی نام پاوے جو اس نبی کا نام ہے"۔ (ازالۂ اوہام ص ۲۳۶)

۲ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے ۔ (ازالۂ اوہام ص ۱۷۶)

۳ محدث میں ان دونوں شانوں (امتیت اور نبوت) کا پایا جانا ضروری ہے .... غرض محدثیت ان دونوں رنگوں سے رنگین ہے"۔ (ازالۂ اوہام ص ۲۲۱)

۴ "ماسوا اس کے حدیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ محدث بھی نبیوں اور رسولوں کی طرح خدا کے رسولوں میں داخل ہے"۔ (ایام الصلح ص ۷۵)

بخاری شریف کی جلد اول صفحہ ۵۲۱ پر حدیث کا ترجمہ یوں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "تم سے پہلے لوگوں بنی اسرائیل میں ایسے آدمی ہوتے تھے جن سے فرشتے گفتگو کرتے تھے مگر وہ نبی نہیں ہوتے تھے اگر میری امت میں ایسا کوئی آدمی ہے تو وہ عمر ہے"۔

اس مندرجہ بالا حدیث کی رو سے کوئی محدث بمعنی مکلم نبی نہیں ہوتا لیکن مرزا قادیانی حدیث بالا کی خلاف ورزی کرتے ہوئے یوں لکھتا ہے

"مجدد صاحب سرہندی نے اپنے مکتوبات میں لکھا ہے کہ اگرچہ اس امت کے بعض افراد مکالمہ و مخاطبہ الہیہ سے مخصوص ہیں اور قیامت تک مخصوص رہیں گے ۔ لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے"۔ (حقیقتہ الوحی ص ۳۹۰)

یہ حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی کے مکتوبات میں کہیں بھی عبارت نہیں ہے یہ مرزا کی بہتان تراشی اور کذب گوئی ہے خدا کی شان دیکھیئے کہ شیخ احمد سرہندی کے اسی مکتوب کا مرزا قادیانی اپنی کتاب ازالۂ اوہام کے صفحہ نمبر ۳۷۳ پر یوں حوالہ دیتے ہیں اردو ترجمہ یوں ہے

"اے دوست تمہیں معلوم ہو کہ اللہ جل شانہ' کا کسی بشر کے ساتھ کلام کرنا کبھی روبرو اور ہم کلامی کے رنگ میں ہوتا ہے اور ایسے افراد جو خدا تعالیٰ کے ہم کلام ہوتے ہیں وہ خواص انبیاء میں سے ہیں اور کبھی یہ ہم کلامی کا رتبہ بعض ایسے لوگوں کو ملتا ہے کہ نبی تو نہیں مگر نبیوں کے متبع ہیں اور جو شخص کثرت سے شرف ہم کلامی پاتا ہے ۔ اسکو

محدث بولتے ہیں"۔ (ازالۂ اوہام ص ۳۷۳)

بتایئے خود مرزا قادیانی اپنے جھوٹ کا پول کھول رہا ہے۔

مرزا قادیانی یہاں "تریاق القلوب" کے صفحہ نمبر ۱۳۳ پر یاوہ گوئی کرتا ہے کہ

"کوئی بھنگی ہو' لوگوں کی نجاست اٹھاتا ہو' چوری کرتا ہو اور زنا کا مرتکب بھی' لوگوں اور نمبرداروں نے اسے برے کام کرنے پر جوتے مارے ہوں اور جیل بھی کاٹی ہو' اسکی ماں' دادیاں اور نانیاں کسبی ہوں وہ اگر مسلمان ہو جائے تو رسول اور نبی بن سکتا ہے۔ نعوذ باللہ

کبھی حضرت عیسیٰؑ کے متعلق کہتا ہے

"مسیح تو صرف ایک معمولی سا نبی تھا"۔ (اتمام الحجہ ص ۳۲)

(بحوالہ دعوۃ الحق - محمد عبداللہ ۱۹۸۸ء)اللہ تعالیٰ ایسے محدث سے پناہ میں رکھے

مرزا بطور ظلی نبی - بروزی نبی

ظلی کا معنی سایہ کے ہوتا ہے - مرزا غلام احمد قادیانی نے ظلی نبی ہونے کا دعویٰ بھی کیا - بروز کا لغوی معنی نو ظہور ہے - مرزا غلام احمد قادیانی نے بروزی نبی ہونے کا بھی دعویٰ کیا اور ان الفاظ کے گورکھ دھندے کو اپنی نبوت کے دعویٰ کیلئے بطور پیش خیمہ لوگوں کے خیالات کو برگشتہ کرنے کیلئے استعمال کیا - ظلی اور بروزی نبوت کے دجل کو چاک کرنے کیلئے مندرجہ ذیل بیان ملاحظہ ہو

"ہم جیسے خدا تعالیٰ کی دوسری وحیوں میں حضرت اسماعیلؑ' حضرت ادریسؑ کو نبی پڑھتے ہیں - ایسے ہی خدا کی آخری وحی میں (جو مرزا صاحب پر اتری) مسیح موعود کو بھی یا نبی اللہ کے خطاب سے مخاطب دیکھتے ہیں اور اس نبوت کے ساتھ کوئی لغوی یا ظلی یا جزوی کا لفظ نہیں پڑھتے کہ اپنے آپ کو خودبخود ایک مجرم فرض کر کے اپنی بریت کرنے لگ جائیں - بلکہ جیسے اور نبیوں کی نبوت کا ثبوت ہم دیتے ہیں بلکہ اس سے بڑھکر - کیونکہ ہم چشم دید گواہ مسیح موعود کی نبوت کا ثبوت دے سکتے ہیں - خدا تعالیٰ نے صاف لفظوں میں آپ کا نام نبی اور رسول رکھا اور کہیں بروزی یا ظلی نبی نہیں کہا - پس ہم خدا کے حکم کو مقدم کریں گے اور آپ (مرزا صاحب) کی ایسی تحریریں (جن

Marfat.com

میں ظلی بروزی نبوت لکھی ہے) ان الہامات کے تحت کریں گے جن میں انکساری اور فروتنی کا غلبہ ہے اور نبیوں کی شان ہے"۔

(الفضل ۲۶ نومبر ۱۹۱۳ء منقول از فیصلہ مقدمہ بہاولپور)

مرزا بشیر احمد کا تبصرہ بھی ملاحظہ ہو

"وہ نادان جو مسیح موعود کی ظلی نبوت کو ایک گھٹیا قسم کی نبوت سمجھتا ہے یا اس کے معنی ناقص نبوت کے کرتا ہے وہ ہوش میں آئے اور اپنے اسلام کی فکر کرے کیونکہ اس نے نبوت کی شان پر حملہ کیا ہے جو تمام نبیوں کی سرتاج ہے"۔

(کلمۃ الفضل ریویو آف ریلیجیز ۱۴ مارچ اپریل ۱۹۱۴ء)

مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ

"اب بجز محمدی نبوت کے سب نبوتیں بند ہیں - شریعت والا کوئی نبی نہیں آ سکتا اور بغیر شریعت کے نبی ہو سکتا ہے - پس اس بنا پر میں امتی بھی ہوں اور نبی بھی"۔

(تجلیات الہیہ ص ۲۴)

دیکھ لیجیئے "اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدھی" پہلے ظلی اور بروزی نبوت کا جھانسہ اور پھر مکمل نبوت کا دعویٰ۔

پہلے مرزا قادیانی کہتا ہے کہ آنحضورؐ کو خاتم النبیین نہ ماننے والا کافر - پھر یہ کہنا کہ "مجھ پر وحی رسالت نازل ہوئی ہے"۔ کبھی کہتا ہے "مدار نجات اتباع رسول عربیؐ ہے" اور پھر خود ہی کہہ دیتا ہے کہ "مدار نجات میری بیعت ہے"۔

بتایئے مرزا قادیانی خود ظلی اور بروزی نبوت کا بطلان کر رہا ہے لیکن شیخ عبدالماجد اپنی کتاب "اقبال اور احمدیت" کے صفحہ نمبر ۳۰۰ پر راقم کی تجویز' کے زیر عنوان دعویٰ کر رہا ہے کہ "بروز" کے مسئلہ کی تاریخی تحقیق کے بارے میں یوم اقبال کے مواقع پر اقبالیات کے ماہروں اور دانشوروں سے اس موضوع اور مرزا صاحب کے الہامات کی تحلیل کے بارے میں کتب لکھوائیں - مرزا صاحب کے الہامات کے بارے میں بھی کتاب ہذا میں جواب دیا جا رہا ہے - فی الحال مرزا صاحب کی بروزی اور ظلی نبوت کیا تھی وہ خود مرزا غلام احمد قادیانی اور اسکے صاحبزادہ نے بطلان کر دیا ہے اور یہ ثابت ہوتا ہے کہ سب دجل و فریب تھا - مختلف قسم کی نبوتوں کی آڑ میں ایک نئی نبوت کا دعویٰ تھا جو مرزا صاحب نے اپنی کتاب براھین احمدیہ جلد پنجم

Marfat.com

میں کر دیا ۔

بروزی نبوت اور ظلی نبوت صرف ایک سیڑھی تھی نبوت کی منزل پر پہنچنے کی ۔ جب مرزا صاحب نے نبوت کا دعویٰ کر دیا تو پھر ان سیڑھیوں کو جن کی مدد سے نبوت کا دعویٰ کیا گرا دیا گیا ۔ شیخ عبدالماجد کو کم از کم اس بارے میں مرزا غلام احمد قادیانی کے مختلف دعاوی کو پڑھ لینا چاہیئے تھا ۔

"من چہ می سرایم و طنبورۂ من چہ می سراید"

اللہ تعالیٰ ایسے مخبوط الحواس قادیانی نبی اور اس کی عقل سے پیدل امت کو ہدایت بخشے قادیانی نبی تو فوت ہو گیا اسلئے اب اللہ میاں کی ہدایت کی ضرورت سے بالاتر ہو گیا ۔ لیکن اس کے پیروکار کم از کم مرزا صاحب کی لکھی گئی کتب کا مطالعہ کر لیں ان کو ان کے بیانات میں اس قدر تضاد ملے گا ۔ کہ وہ ایک بیان دے دیتے ہیں اور دوسرے بیان میں یہ کہہ دیتے ہیں کہ ایسا کہنے والا کافر ہے حالانکہ وہ بیان بھی ان کا اپنا ہوتا ہے ۔

مرزا قادیانی کے پیروکاروں سے گذارش کرونگا کہ وہ صرف مرزا صاحب کی خود نوشتہ کتب کا مطالعہ کر لیں ۔ انکو خود معلوم ہو جائے گا کہ یہ جعلی نبی اپنی تحریروں کی زد میں خود آ رہا ہے ۔
بروز کی تعریف قادیانی یوں کرتے ہیں

"وجود بروزی اپنی اصل کی پوری تصویر ہوتا ہے ۔ یہاں تک کہ نام بھی ایک ہو جاتا ہے"۔
(الفضل ۲۰ اکتوبر ۱۹۳۱ء ۔ ۱۷ اگست ۱۹۱۵ء)

مندرجہ بالا تعریف کی رو سے مرزا غلام احمد قادیانی عین رسول عربیؐ بن جاتے ہیں کیونکہ مرزا صاحب نے کہا تھا کہ وہ بروز محمدؐی ہے ۔ اور پھر یہ بھی کہا کہ ایسا ہونے سے خاتم النبیین کو کوئی زد نہیں پہنچتی اور محمدؐ کی نبوت محمدؐ کے گھر میں رہی ۔

اسے کہتے ہیں "مان نہ مان میں تیرا مہمان" ۔ نبوت پر ہی نہیں بلکہ نبیؐ کی ذات پر ڈاکہ ڈالا ۔

"چہ دلاور است دزدے کہ بکف چراغ دارد"

"میں بروزی طور پر وہی خاتم الانبیا ہوں اور آج سے بیس برس پہلے براھین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرتؐ کا ہی وجود قرار دیا ۔ پس اس طور سے آنحضرتؐ کے خاتم النبیین ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل

Marfat.com

اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا"۔
(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ مندرجہ حقیقتہ النبوۃ ص ۲۶۱)

کبھی مرزا کہتا ہے آنحضورؐ ابراہیمؑ کا دوسرا جنم ہیں - کبھی خود کو بروز محمدؐ کہتا ہے اور کبھی آنحضورؐ کو بروز موسوی اور عیسوی کہتا ہے - بتاؤ کس بات پر اعتبار کریں۔

پھر مرزا قادیانی یوں بھی کہتا ہے

"تکمیل ہدایت کے لئے آنحضرتؐ نے دو بروزوں میں ظہور فرمایا - ایک بروز موسوی اور دوسرا بروز عیسوی" (تحفہ گولڑویہ ص ۹۷)

مرزا غلام احمد قادیانی کا عقیدہ ختم نبوت

مرزا غلام احمد قادیانی اپنی تصنیف "اسلامی اصول کی فلاسفی" کے صفحہ ۸۱-۸۰ پر یوں رقمطراز ہے

۱ "تمام رسالتیں اور نبوتیں اپنے آخری نقطہ پر آکر جو ہمارے سید و مولیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا وجود تھا کمال کو پہنچ گئیں"۔

۲ جب نبوت اپنے درجۂ کمال کو پہنچ جائے تو نئے سرے سے ناقص نبوت ہر لحاظ سے عقلی طور پر باطل ہو جاتی ہے۔

۳ "خاتم الانبیاء کی عظمت دکھانے کیلئے اگر کوئی نبی آتا تو پھر خاتم الانبیاء کی شان میں رخنہ پڑ جاتا"۔ (ازالۂ اوہام ص ۶۸۷)

۴ "کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت اور نبوت کا دعویٰ کرتا ہے - قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے - کیا ایسا شخص جو قرآن پر ایمان رکھتا ہے اور آیت خاتم النبیین کو خدا کے کلام ہونے پر یقین رکھتا ہے وہ کہہ سکتا ہے کہ میں آنحضرتؐ کے بعد رسول اور نبی ہوں"۔ (انجام آتھم حاشیہ بر صفحہ ۲۷)

۵ "مجھ سے یہ نہیں ہو سکتا کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں اور اسلام سے نکل جاؤں اور قوم کافرین سے مل جاؤں"۔ (حمامتہ البشریٰ ص ۹۶)

مندرجہ بالا تحریر سے تو یہ بات ثابت ہوجاتی ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اس شخص کو کافر خیال کرتا ہے جو آنحضورؐ کو آخری نبی خیال نہ کرے اور نئی نبوت کا دعویٰ کر دے - بتایئے

Marfat.com

شیخ عبدالماجد صاحب اب بھی آپ کو کسی مزید ثبوت کی ضرورت ہے کہ مرزا قادیانی بعد از دعویٰ نبوت اپنے بیان سے کافر ہو گئے - اب قادیانی لوگ اپنے خیالات پر نظر ثانی فرمائیں۔

عقیدہ ختم نبوت پر ڈاکہ

پہلے پہل مرزا غلام احمد قادیانی آنحضورؐ کو خاتم النبیین مانتے رہے لیکن اپنی زندگی کے آخری سات برس میں جبکہ مرزا صاحب کا حافظہ بھی خراب ہو گیا تھا اور ذیابیطس کی بیماری کی وجہ سے رات دن کئی کئی بار پیشاب آتا رہتا تھا اسوقت اعلان فرما رہے ہیں کہ

"خدا تعالیٰ کی وہ پاک وحی جو مجھ پر نازل ہوتی ہے اس میں ایسے الفاظ رسول' مرسل اور نبی کے موجود ہیں - نہ ایک دفعہ بلکہ صدہا دفعہ ہیں - اور براھین احمدیہ (جو ۱۸۸۰ء کی تصنیف ہے) اس کے صفحہ ۵۰۴ اور ۵۵۷ میں اور کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا ہے"۔ (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ منسلکہ حقیقتہ النبوت ص ۲۶۱)

پھر مرزا صاحب فرماتے ہیں

"اسی کتاب براھین احمدیہ میں مندرج خدا کی وحی اور الہاموں کی رو سے خدا کا رسول بنا ہوں"۔ (ایام الصلح ص ۷۵)

"خدا کی وحی مجھ پر بارش کی طرح برستی ہے اور خدا تعالیٰ کے پاک مکالمہ سے ہر روز مشرف ہوتا ہوں"۔ (چشمہ مسیحی ص ۱۲)

نبی تو کبھی جھوٹ نہیں بولتا اور قادیانی کہتا ہے کہ ۲۱ برس پہلے مجھے نبوت مل گئی تھی - لیکن اس کے باوجود مرزا قادیانی نبوت سے انکار کرتا رہا ہے - کبھی نبی ہوں کبھی نہیں ہوں کہتا رہا اور آخرکار صاحبزادہ بشیرالدین محمود پسر غلام احمد قادیانی' خلیفہ دوئم کو اعلان کرنا پڑا۔

"۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ (مرزا صاحب) نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے - اب منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے"۔ (حقیقتہ النبوۃ ص ۱۲۱)

لیجیئے بیٹے نے خود اپنے باپ مرزا قادیانی کو جھوٹا ثابت کر دیا - سچا نبی تو نبوت ملنے سے پہلے بھی جھوٹ نہیں بولتا - اسی لئے کفار مکہ نے آنحضورؐ کو نبوت کے ملنے سے پہلے ہی صادق و امین کے لقب دے رکھے تھے - جب ابو سفیان مسلمانوں مہاجروں کی بازیابی کیلئے ہرقل کے پاس گیا تو ہرقل نے ابوسفیان کو اپنے پاس بٹھا کر یہ سوال کیا کہ کیا نبوت کے دعویٰ سے پہلے

Marfat.com

آنحضورؐ نے کبھی جھوٹ بولا - ابوسفیان نے جواب دیا کہ کبھی نہیں تو ہرقل نے کہا جو شخص لوگوں پر کبھی جھوٹ نہ بولے وہ خدا پر جھوٹ نہیں باندھ سکتا - نبیوں کی یہی شان ہوتی ہے۔

قادیانیو غور کرو ایک سچا نبیؐ ہے جس کی صداقت پر کافر بھی یقین رکھتے ہیں اور ایک تمہارا قادیانی نبی جس کو اس کا اپنا بیٹا اپنے بیانات میں کبھی کافرگردان رہا ہے اور کبھی جھوٹا تصور کر رہا ہے۔

مرزا بشیرالدین محمود کا بیان ملاحظہ ہو

"اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرتؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اسے کہوں گا کہ تو جھوٹا ہے کذاب ہے"۔

(انوار خلافت ص ۶۵)

"ایک نبی تو کیا میں سمجھتا ہوں ہزاروں نبی اور ہوں گے"۔ (انوار خلافت ص ۶۲)

اگر مندرجہ بالا بیان درست تسلیم کر لیا جائے تو پھر قادیانی مذہب کی اپنی بھی خیر نہیں - کیونکہ مرزا غلام احمد قادیانی کی نبوت کے انکار سے کفر لازم ہوتا ہے تو اس کے بعد آنے والے نبیوں کی نبوت کا انکار بھی مستلزم بر کفر ہوگا - اس طرح امت میں نبی ہی نبی پیدا ہوتے چلے جائیں اور انکے انکاری کروڑوں مسلمان کافر ہو جائیں گے۔

ایک نبی اور ایک قرآن کا مقصد تو یہ تھا کہ تمام مسلمانان عالم کو ایک مرکز پر جمع کر دیا جائے لیکن جریان نبوت سے خود قرآن پر اور محمد رسول اللہ پر ایمان لانے والے ہی کافر بنا دیئے گئے - یہ ساری خرابی خاتم النبیین کے معنی جریان نبوت کرنے سے ہوئی - اس لئے قادیانی ختم نبوت کے سلسلہ میں اپنے پہلے عقائد پر قائم رہیں کہ آپؐ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا - اس طرح اس ٹولے کی فلاح و بقا بھی اسی میں ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کے الہامات کی تحلیل

شیخ عبدالماجد مصنف "اقبال اور احمدیت" کے صفحہ ۳۰۰ پر تجویز کر رہا ہے کہ اول "بروز" کے مسئلہ کی تاریخی تحقیق اور دوسرے قرآن کو معیار قرار دیکر مرزا صاحب کے الہامات کی تحلیل کوئی اقبال شناس کر دے تو دعاوی مسیح و مہدی کی عمارت از خود زمین بوس ہوجائے

Marfat.com

گی"۔

مرزا غلام احمد قادیانی کی بروزی نبوت پر تو راقم نے اپنی کتاب "عقیدۂ اقبال" کے دسویں باب میں تبصرہ کر دیا ہے جو انشاءاللہ میرے قادیانی دوست اگر تعصب کی عینک اتار دیں تو محسوس کریں گے کہ مزید وضاحت کی ضرورت نہیں رہے گی کیونکہ وضاحت مرزا قادیانی کی اپنی کتب سے کی گئی ہے اور بروز کے معنی وہی لئے گئے ہیں جو مرزا غلام احمد قادیانی نے خود رقم کئے ہیں اب الہامات کی تحلیل پیش خدمت ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی کا اپنا بیان ملاحظہ ہو

"یہ سچ ہے کہ وہ الہام جو خدا نے اس بندہ پر نازل فرمائے ان میں اس بندہ کی نسبت نبی، رسل اور مرسل کے لفظ موجود ہیں - سو یہ حقیقی معنوں پر محمول نہیں"۔

(سراج منیر ص ۲)

دیکھ لیں مرزا قادیانی خود اپنے الہامات کو حقیقی تصور نہیں کر رہا - جب الہامات ہی غلط ہوں تو نبی کیونکر سچا ہو سکتا ہے۔

حضرت مولانا شاہ ابو محمد عبداللہ سلیمان صاحب کی مرزا صاحب سے ملاقات ہوئی - کچھ سوال و جواب ہوئے - اقتباس ملاحظہ ہو

سوال وحی یا الہام میں کیا فرق ہے ؟

جواب کچھ فرق نہیں (مرزا صاحب) (خاتم النبیین ص ۳۹۲)

جب الہام اور وحی میں کوئی فرق نہ ہوا تو مرزا قادیانی کے اگر الہامات بقول خود غلط تھے تو پھر وحی بھی غلط ہو سکتی ہے - (راقم)

سوال کیا الہام رحمانی اور شیطانی بھی ہوتا ہے ؟

جواب ہوتا ہے - (مرزا صاحب) (ص ۳۹۲)

سوال شیخ محی الدین بن عربی اپنے الہام میں فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰؑ اور حضرت خضرؑ زندہ ہیں"۔ (خاتم النبیین - مصباح الدین ص ۳۹۳)

جواب "قرآن کے سامنے سب کا الہام باطل ہے" (خاتم النبیین ص ۳۹۳)

شیخ عبدالماجد صاحب نے دیکھ لیا کہ مرزا قادیانی مان رہا ہے کہ قرآن کے سامنے سب الہامات باطل ہوتے ہیں - اس کا مطلب یہ نکلا کہ مرزا قادیانی کے جتنے الہامات قرآن کے خلاف

Marfat.com

ہیں وہ سب باطل ہیں تو پھر جن الہامات کے بل بوتے پر مجدد، محدث، بروزی، ظلی اور دیگر سیڑھیاں اعلان نبوت کیلئے استعمال کی گئیں وہ سب کی سب زمین بوس ہو جاتی ہیں۔

مرزا جی نے اپنے متعلق خود فیصلہ کر دیا کہ

"جھوٹے کے کلام میں تناقص ضرور ہوتا ہے"۔

(ضمیمہ براھین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۱۲)

مرزا غلام احمد قادیانی کی ہرزہ سرائی اور یاوہ گوئی

۱ "خدا عرش پر مرزا کی حمد کرتا ہے"۔ (انجام آتھم ص ۵۵)

۲ "خدا نے کہا میں تیری طرف آتا ہوں"۔ (انجام آتھم ص ۵۵)

۳ "(آیا کیسے) رب لنگڑاتا ہوا - رب چوروں کی طرح آیا"۔ (مجموعہ الہامیات)

۴ "خدا نے کہا تو مجھ سے اور میں تجھ سے ہوں"۔ (مجموعہ الہامیات و مکاشفات)

۵ "مرزا تیرا نام میرا اسم اعظم ہے"۔ (البشریٰ)

۶ "مرزا کے رب نے مرزا سے بیعت کی"۔ (براھین احمدیہ)

۷ "خدا مرزا کے اندر اتر آیا ہے - میں خدا ہو گیا"۔ (کتاب البریہ ص ۸۵-۸۴)

۸ "قضا و قدر کے فیصلے میں نے لکھے - خدا نے دستخط کئے"۔ (تریاق القلوب ص ۲۳)

رسولوں کی شان میں بھی مرزا غلام احمد قادیانی بہت گستاخی کرتا ہے - صرف دو مثالوں پر اکتفا کی جا رہی ہے وگرنہ مرزا قادیانی کی خودنوشتہ کتب میں بے شمار ایسی یاوہ گوئیاں موجود ہیں ملاحظہ ہو

۱ "خدا تعالیٰ میرے لئے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوحؑ کے زمانے میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو لوگ غرق نہ ہوتے"۔ (حقیقتہ الوحی ص ۱۳۷)

۲ اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز اسرائیلی یوسف سے بڑھ کر ہے - کیونکہ یہ دعا کر کے بھی قید سے بچا لیا گیا - مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا اور اس امت کے یوسف یعنی (مرزا غلام احمد کی بریت کیلئے پچیس برس پہلے ہی خدا نے آپ گواہی دے دی مگر یوسف بن یعقوب اپنی بریت کیلئے انسانی گواہی کا محتاج ہوا"۔

(براھین احمدیہ ح پنجم ص ۹۹)

نعوذباللہ مرزا قادیانی عدالتوں میں معافی نامے لکھ کر دیتا رہا - انگریزوں کی دریوزہ گری کرتا رہا - بھلا ایسے شخص کیلئے جو جھوٹا ہے اور فرنگیوں کا خور کاشتہ پودا ہے اللہ میاں کیوں گواہی دینے لگا ۔

مرزا قادیانی کا اخلاق اور زبان ملاحظہ ہو لکھتا ہے

میرے مخالف جنگلوں میں سور ہو گئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئیں"۔

(نجم الہدیٰ ص ۵۳)

بتایئے نبیوں کی ایسی زبان ہوا کرتی ہے ؟ اللہ تعالیٰ اس اخلاق باختہ اور گندی زبان سے ہم لوگوں کو محفوظ رکھے ۔

کہاں تک لکھیں بہت سی ایسی خرافات ہیں - اگر لکھی جائیں تو کئی صفحات بھر جائیں - مندرجہ بالا الہامات مرزا صاحب کے ہیں - بتایئے کوئی شخص انہیں پڑھکر مرزا صاحب کو فاتر العقل قرار نہ دے گا - شیخ عبدالماجد انہی الہامات کی تحلیل چاہتے تھے - شیخ صاحب نے قسم کھا رکھی ہے کہ مرزا قادیانی کا سارا کچا چٹھا کھلوا کر رہیں گے - عقل کے اندھے قادیانیو خدائے تعالیٰ تمہیں راہ ہدایت دے - مندرجہ بالا الہامات پر روئے زمین کے بسنے والے کسی مسلمان کا یقین ہے ؟ آپ رٹ لگاتے ہیں کہ آپ کو مسلمان سمجھا جائے - مندرجہ بالا الہامات کو ماننے والا مسلمان تو کیا ایک عقل سے پیدل انسان کہلانے کا مستحق ہو گا ۔

میری دعا ہے اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو راہ ہدایت نصیب کرے ۔

ڈاکٹر سلام الدین نیاز کی بیٹھک میں

"اقبال اور احمدیت" کے مصنف شیخ عبدالماجد نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴۸۹ تا صفحہ ۵۰۱ کل تیرہ صفحات میں ڈاکٹر نیاز سے اپنی کتاب کے متعلق رائے لی اور مختلف سوال کئے - مجھے معلوم نہیں کہ ان صفحات سے کتاب کی ضخامت بڑھانا مقصود تھا یا ایک فریب کاری مدنظر تھی - شیخ عبدالماجد ڈاکٹر سلام الدین نیاز کو اہل حدیث لکھ رہا ہے حالانکہ وہ پکا قادیانی ہے - ایک اچھے مصنف کی یہ بات شان شایان نہیں کہ دجل سے کام لے - سیدھی طرح ہمت کر کے اسے یہ لکھنا چاہیئے تھا کہ ڈاکٹر نیاز قادیانی مسلک سے منسلک ہے - پھر کسی اپنے ہم عقیدہ سے اپنے

Marfat.com

متعلق باتیں لکھوانا تو "آپ اپنے منہ میاں مٹھو" بننے والی بات ہوتی ہے۔

اس نے تو وہی بات کہنی ہے جو شیخ عبدالماجد چاہے گا۔ اسی طرح لوگوں کو جل دینے سے انہیں کیا ملے گا۔ خود اپنی عاقبت خراب کریں گے۔ ایسی باتیں لکھ کر مصنف اپنی عزت و وقار کھو بیٹھتا ہے۔ اگر کسی بات میں شک بھی ہو تو اس کو رفع کر کے بات ورطۂ تحریر میں لانی چاہیئے لیکن شیخ عبدالماجد تو ڈاکٹر سلام الدین نیاز کے متعلق بخوبی جانتے ہیں کہ وہ کٹر قادیانی ہے لہٰذا شیخ عبدالماجد نے اپنی کتاب جو قادیانیت کا پرچار اور اقبال دشمنی پر مبنی ہے نیاز صاحب سے رائے لیکر ضیاع وقت کیا ہے اور قاری کو سوچنے کا موقع فراہم کیا ہے کہ شیخ عبدالماجد کذب گوئی کا مرتکب ہو رہا ہے۔ لہٰذا تمام واقعات و شواہد غیر ثقہ ہو جاتے ہیں۔ یہی حال مولانا غلام رسول کی بیٹھک میں صفحہ نمبر ۵۰۲ پر ہے۔ کسی ایک شخص کی منفی گواہی نہیں بلکہ کسی بات کے ثابت کرنے کیلئے ٹھوس شواہد کی ضرورت ہوتی ہے۔

لفظ "مسلم" کی تعریف

"اقبال اور احمدیت" کے مصنف شیخ عبدالماجد اپنی کتاب کے باب نمبر ۱۷ صفحہ نمبر ۵۱۴ پر فرماتے ہیں کہ لفظ "مسلم" کی تعریف کوئی عالم دین درست نہ کر سکا اور عدالت نے جناب مودودی صاحب کی پیش کردہ لفظ "مسلم" کی تعریف کو مدلل اور مستند خیال کیا جو یوں تھی۔

مولانا مودودی نے بیان کیا کہ "مسلم" وہ ہے جو

۱ توحید پر ۲ تمام انبیاء پر ۳ تمام الہامی کتابوں پر ۴ ملائکہ پر اور ۵ یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو۔

پھر وہ فرماتے ہیں کہ بعد میں کون سی نئی شریعت نازل ہوئی کہ لفظ "مسلم" کی ایک نئی تعریف وضع کر لی۔

پہلے تو جناب شیخ عبدالماجد صاحب سے یہ سوال ہے کہ پہلی تعریف جو عدالت نے مستند اور مدلل تسلیم کی وہ تعریف کیا کسی نبی نے کی تھی یا آسمان سے وحی نازل ہوئی تھی کہ اسے سند تسلیم کر لیا جاوے اور پھر مولانا مودودی کی پیش کردہ تعریف میں کچھ اور الفاظ کا اضافہ کر دیا جاوے تو کونسی کسی نبی کے قول کی تحریف یا ترمیم کی جا رہی تھی؟ اصل میں یہ الفاظ کہ "جو آنحضورؐ کو "خاتم النبیین" تسلیم نہ کرے وہ مسلمان نہیں کہلا سکتا"۔ خاتمہ قادیانیت کیلئے

Marfat.com

زہر ہلاہل تھے اس لئے چیں بہ جبیں ہو رہے ہیں - ان کا نبی بھی ساٹھ سال کی عمر تک تو آنحضورؐ کو "خاتم النبیین" تسلیم کرتا رہا اسکو کونسی نئی شریعت یا نئی وحی آئی کہ وہ سابقہ عقیدہ سے اپنی عمر کے باقی ماندہ سات آٹھ برس میں منحرف ہو گیا - اسکے متعلق بھی شیخ عبدالماجد صاحب گوہر افشانی کریں۔

مولانا مودودی کی سابقہ تعریف کو شیخ صاحب حتمی گردان رہے ہیں تو اپنے نبی مرزا غلام احمد قادیانی کے پہلے عقیدے کو کیوں نہیں تسلیم کرتے اور جب وہ نبوت کے سنگھاسن پر خود جلوہ افروز ہو گیا تو اسکے بعد کے بیان کو کیوں غلط قرار نہ دیا گیا - یہ دو رنگی چال اچھی نہیں ہے پہلے اپنے گھر کی خبر لینی چاہیئے۔

اقبال کا بزرگ کو قہوہ خانہ لے جانا

شیخ عبدالماجد نے جسٹس جاوید اقبال کی کتاب (زندہ رود جلد ۲ ص ۱۷۴) سے ایک اقتباس اپنی کتاب "اقبال اور احمدیت" کے صفحہ نمبر ۵۴۵ پر پیش کیا ہے اور اس میں ثابت کرنے کی کوشش کی کہ علامہ اقبال اس بزرگ کو لندن کے ایک قہوہ خانے میں لے گئے جہاں پر شوخ و شنگ ستم پیشہ لڑکیوں نے مولانا کے رخساروں پر عقیدت کی چند مہریں جڑ دیں - وہ بزرگ چونکہ علامہ اقبال کے استاد سر آرنلڈ کا مہمان تھا اور علامہ اقبال کو سر آرنلڈ نے ہی اس بزرگ کو لندن کے قابل دید مقامات دکھانے کیلئے کہا تھا - لہٰذا اس بزرگ نے سر آرنلڈ کو اقبال کی شکایت کی جس پر سر آرنلڈ نے علامہ اقبال پر خفگی کا اظہار کیا - یہاں تک لکھنے کے بعد واقعہ کا بقایا حصہ بتانے سے شیخ عبدالماجد نے بخل سے کام لیا - اسے کہتے ہیں ادبی بد دیانتی - حالانکہ اقتباس کے شروع میں شیخ عبدالماجد لکھ رہا ہے کہ "مصنف زندہ رود کے مطابق اقبال کی طبعیت میں حاضر جوابی' بذلہ سنجی اور ظرافت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی" ص ۵۴۵)

لیکن شیخ عبدالماجد نے سر آرنلڈ کی خفگی کے بعد پورا اقتباس نہیں دیا جس میں علامہ اقبال کا جواب ہے - اگر پورا اقتباس دیا جاتا تو ساری بات کا رنگ ہی کچھ اور ہو جاتا اور اقبال کے جواب دینے سے انکی حاضر جوابی اور ظرافت طبع کا بھی پتہ چل جاتا - کسی بھی مصنف کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ قاری کو پوری بات نہ بتائے یہ اخلاقی و ادبی دجل ہوتا ہے۔

Marfat.com

پوری بات یوں ہے کہ جب سر آرنلڈ نے علامہ اقبال سے پوچھا کہ وہ مولوی صاحب کو قہوہ خانہ کیوں لے گئے ؟ تو علامہ اقبال نے جواب دیا کہ انہوں نے مولوی صاحب کو لندن کے قابل دید مقامات دکھائے اور بعد میں قہوہ خانے اس لئے لے گئے کہ مولوی صاحب کو لندن کے لوگوں کے کلچر سے بھی روشناس کرا دیں تاکہ کہیں وہ اس دھوکے میں نہ رہیں کہ لندن میں سب کچھ اچھا ہے ۔

بتائیے علامہ اقبال کتنے حاضر جواب تھے اور جواب مدلل اور مکمل تھا اسکے بعد سر آرنلڈ کی خفگی کا باقی کیا رہ جاتا ہے ۔ اقبال ہمیشہ سے فرنگی تہذیب کے خلاف رہا ہے ۔ وہ لکھتا ہے

تمہاری تہذیب اپنے خنجر سے آپ ہی خودکشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہو گا

اقبال ایک مرد مجاہد تھا ۔ اس نے مولوی صاحب کو قہوہ خانہ دکھا کر یہ سمجھا دیا کہ وہ کہیں اس بھول میں نہ رہے کہ وہاں پر عالیشان عمارتیں اور پرشکوہ مقامات ہیں ۔ اسے یہ بھی پتہ ہونا چاہیئے کہ فرنگی لوگوں نے اپنے چہرے غازہ مل کر چھپائے ہوئے ہیں لیکن جونہی انکے اصل چہروں کی نقاب کشائی ہوتی ہے تو وہ نہایت قبیح اور بھیانک نظر آتے ہیں ۔ تصویر کا دوسرا رخ اقبال نے دکھا کر مغربی تہذیب پر ایک بھرپور وار کیا جو قابل ستائش اور لائق صد آفرین ہے ۔

مرزا جلال الدین کے مشاہدات

مندرجہ بالا عنوان کے تحت شیخ عبدالماجد اپنی کتاب "اقبال اور احمدیت" کے صفحہ ۵۴۴ پر لکھتے ہیں کہ علامہ اقبال مرزا جلال الدین کے مکان پر تشریف لے جاتے کیونکہ انکے مکان پر اکثر رقص و سرود کی محفلیں جما کرتی تھیں ۔

بڑی حیرانی کی بات مرزا جلال الدین قادیانی ہے اور پھر یہ جماعت اسلامی سیرت کا ٹھیٹھ نمونہ ہے ۔ "مرزا جلال الدین کے مکان پر رقص و سرود کی محفلیں جما کرتی تھیں"۔ شیخ عبدالماجد صرف علامہ اقبال کا یہ قصور بتانے کے لئے کہ وہ رقص و سرود کی محافل میں جایا کرتا تھا ۔ ایک متقی اور پرہیزگار قادیانی کے گھر پر رقص و سرود کی محفلیں جما رہا ہے ۔ رقص و سرود کی محفلیں اوباش لوگ جماتے ہیں اور وہ بھی اپنے مکان یا گھر پر نہیں بلکہ کوئی اور جگہ کا انتخاب کرتے ہیں

اور انہیں بالا خانے کہا جاتا ہے - کیا متقی قادیانیوں کے گھر بالا خانوں کا کام دیتے ہیں

مرزا جلال الدین بارایٹ لاء ہے اور یہ دروغ گو ہے - ڈاکٹر کچلو کے متعلق اس کی دروغ گوئی میری اسی کتاب "عقیدۂ اقبال" میں پہلے ہی ثابت کی جا چکی ہے - عاشق حسین بٹالوی کی کتاب بعنوان (چند یادیں - چند تاثرات) میں ایک مضمون "ڈاکٹر سیف الدین کچلو" پر ہے اس مضمون میں صفحہ ۵۶ پر بیرسٹر ایٹ لا مرزا جلال الدین کی روایت کو قطعی غلط اور بے بنیاد ثابت کیا گیا ہے جس سے یہ ثابت ہوا کہ مرزا جلال الدین غیر ثقہ اور غیر ذمہ دار راوی ہیں - لہٰذا یہ قصہ اس دروغ گو اور غیر ثقہ قادیانی راوی کا خود ساختہ اور من گھڑت ہے - قادیانی حضرات علامہ اقبال کے متعلق زہر فشانی میں پیش پیش ہیں اور یہ قصہ کسی اور مستند کتاب میں نہیں ملتا - لہٰذا شیخ عبدالماجد کو چاہیئے کہ وہ بجائے اپنے قادیانی لوگوں کے بیانات پیش کرنے کے کوئی مستند حوالہ یا تحریر کسی غیر قادیانی کی پیش کریں - آپ کے اپنے من گھڑت حوالے علامہ اقبال کی ذات کو داغدار نہ کر سکیں گے۔

"اقبال اور احمدیت" کتاب غیر ثقہ اور غیر معتبر قادیانی لوگوں کے بیانات سے بھری ہوئی ہے - شیخ عبدالماجد نے اپنی تحریروں میں کتابوں سے اقتباسات لیتے ہوئے قاری تک پوری بات نہیں پہنچائی - بیانات میں تحریفات کی ہیں - ادبی دجل کیا ہے - کتاب اقبال دشمنی کی تصویر پیش کرتی ہے - بیانات کو موڑ توڑ کر پیش کیا گیا ہے - ایسی کتب جاندار نہیں ہوتیں اور نہ دیرپا اپنا مقام بنا سکتی ہیں - راقم نے اللہ تعالیٰ کی مہربانی سے قادیانیوں کی اپنی کتب اور خاص طور مرزا غلام احمد قادیانی کی خودنوشتہ کتب سے حوالہ جات فراہم کئے ہیں جن کو رد کرنا ممکن نہیں ہو گا - (انشا اللہ)

کچھ بے تکی باتیں بھی کتاب "اقبال اور احمدیت" میں درج ہیں جن کا جواب دینا ضروری نہیں سمجھا گیا - لیکن عندالطلب جواب گوش گزار کر دیا جائے گا اور اگر تسلی خاطر ہو گئی تو پھر مزید تکلیف دینے کی کوشش نہ کی جائے"

Marfat.com

علامہ اقبال پر قادیانیوں کے بے سروپا الزامات

علامہ اقبال پر جتنے الزامات قادیانیوں نے لگائے تقریباً اپنے حواریوں کی کتب سے یا اپنے اخبارات اور قادیانی رسائل کے حوالہ جات دیے۔

علامہ اقبال کا اپنا ایسا کوئی بیان یا تحریر نہیں پیش کی گئی جس سے یہ ثابت ہوتا کہ وہ قادیانیت کی طرف مائل تھے۔ علامہ اقبال نے تبلیغ دین کے سلسلے میں جو غلام احمد قادیانی نے کام کیا اس کو سراہا اور وہی ایک فقرہ قادیانیوں کے لئے توشہ جاں بن گیا جو تحریریں اور بیانات علامہ اقبال نے قادیانیت کے خلاف دیے ان سب کو صرف نظر کر گئے۔

علامہ اقبال نے ۱۹۰۲ میں کہہ دیا تھا۔ ”اے کہ بعد از تو نبوت شد بہ ہر مفہوم شرک“ تو اس سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ وہ آنحضورؐ کی ذات کے بعد کسی قسم کی نبوت کو شرک فی النبوت خیال کرتے ہیں۔ اگر غلام احمد قادیانی اس وقت ظلی۔ بروزی۔ امتی نبی یا غیر تشریحی نبی کی Teim استعمال کرتا تو علامہ اقبال فوری طور پر یہ شعر اس پر چسپاں کر دیتے غلام احمد قادیانی کی تبلیغ کے دھوکے میں تو کئی بڑے بڑے علماء نے بھی ان کی تعریف کی۔ لیکن ان کے اندر کی چھپی ہوئی خباثت سے وہ سب لوگ ناواقف تھے۔

ایک اور بات کہ راقم نے جتنے حوالے دیے مرزا غلام احمد قادیانی یا ان کے ٹولے کے لوگوں کی خود نوشتہ کتب سے دیے۔

شیخ عبدالماجد نے تو کمال ہی کر دیا کہ فرزند اقبال جسٹس جاوید اقبال کی کتاب ”زندہ رود“ پر تبصرہ کر کے تمام الزامات علامہ اقبال پر چسپاں کر دیے قتل کوئی کرے تختہ دار پر کوئی اور چڑھے عجیب بات ہے جسٹس جاوید اقبال کی تحریر کو سامنے رکھ کر الزامات کی بوچھاڑ علامہ اقبال کی طرف کر دی۔ علامہ اقبال نے بہت سے مضامین مرزائیت کے خلاف لکھے اور انہوں نے پرزور مطالبہ کیا کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔ لیکن جسٹس جاوید اقبال کا تازہ بیان ملاحظہ ہو۔

”ہم پاکستان میں یہ بحث نہیں کرنا چاہتے کہ کوئی صحیح مسلمان ہے یا نہیں ہمارا مسئلہ ہماری قومیت کو قائم و دائم رکھنا تھا۔ لیکن آپ دیکھیں کہ بھٹو جیسا شخص مولویوں کے دباؤ میں ایک کمیونٹی کو اقلیتی کمیونٹی قرار دیتا ہے۔۔۔۔ میری نگاہ میں یہ مسئلہ نہیں ہے کہ قادیانی مسلمان ہیں یا نہیں۔ بلکہ ملکی سالمیت کا مسئلہ ہے۔ (روزنامہ خبریں میں ایک طویل انٹرویو مورخہ ۸ اگست ۱۹۹۷ء)

Marfat.com

ڈاکٹر جاوید اقبال نے ازیں پیشتر قادیانیوں کی ہمدردی اور محبت میں (روز نامہ جنگ لاہور ۱۳ اگست ۱۹۹۴ء) یہ فرمایا

"قائد اعظم زندہ ہوتے تو قادیانیوں کو غیر مسلم قرار نہ دیتے اور یہ کہ ان کی وزارت میں ظفر اللہ قادیانی بھی شامل تھا"

افسوس کی بات ہے کہ جو شخص ان خیالات کا حامل ہو اس کی کتاب سے اقتباس لے کر علامہ اقبال کی عزت کو داغدار کرنا کہاں کا انصاف ہے۔ ڈاکٹر جاوید اقبال تو اپنے والد کے مندرجہ ذیل غیر مبہم الفاظ کی بھی مخالفت کر رہا ہے۔ علامہ اقبال کا بیان ملاحظہ ہو۔

"میرے سامنے قادیانیوں کے لئے صرف دو راہیں ہیں یا وہ بہائیوں کی تقلید کریں یا پھر ختم نبوت کی تاویلوں کو چھوڑ کر اس اصول کو پورے مفہوم کے ساتھ قبول کر لیں۔ ان کی جدید تاویلیں محض اس غرض سے ہیں کہ ان کا شمار حلقہ اسلام میں ہو تاکہ انہیں سیاسی فوائد پہنچ سکیں"

(حرف اقبال ص ۱۳۷)

ڈاکٹر جاوید اقبال کیونکہ اپنے والد کے خیالات سے پوری طرح باخبر تھے کہ وہ قادیانیت کے سخت مخالف تھے اس لئے یہ تو نہ کہہ سکے کہ اگر ڈاکٹر اقبال زندہ ہوتے تو قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار نہ دیتے البتہ قائد اعظم کے بارے میں انہوں نے یہ بات کہہ دی۔ حالانکہ یہی ظفر اللہ خاں قائد اعظم کی نماز جنازہ میں شریک نہ ہوا اور ایک طرف کھڑا رہا کیا قائد اعظم زندہ ہوتے تو ایسی حرکت وہ کر سکتا؟ بتائیے جو قادیانیوں کی طرف نرم گوشہ رکھتا ہے ان پر تو قادیانیت کا الزام نہیں لگاتے لیکن جس شخص (علامہ اقبال) کی تحریریں اور مضامین قادیانیت کے قلعوں کو مسمار کر رہے ہیں۔ ان پر الزام لگایا جارہا ہے کہ وہ قادیانیت کی طرف نرم گوشہ رکھتے تھے اگر علامہ اقبال زندہ ہوتے تو جسٹس جاوید اقبال ایسا لکھنے کی جرات نہ کرتے اور نہ ہی قادیانی ٹولہ ان پر بے سروپا الزامات لگانے کی جسارت کرتا۔ اصل میں علامہ اقبال نے اس ٹولے کو اسلام سے خارج گروہ گردانا اب یہ لوگ ان کی وفات کے بعد زخم چاٹ رہے ہیں۔

علامہ اقبال تو قادیانیوں کو "Traitors To Islam" لکھتا ہے اور اس کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور لاشریک ہے۔ اور آنحضورؐ آخری نبی ہیں اور ان کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ جو اس بات پر یقین نہیں رکھتا وہ مسلمانوں کے زمرہ سے خارج ہے۔

قادیانیوں کے فاتر العقل دعوے

۱- میرا منکر کافر ہے (حقیقۃ الوحی ص ۱۶۳)

۲- کل مسلمان جو حضرت مسیح موعود کی بیعت میں شامل نہیں ہوئے خواہ انہوں نے حضرت مسیح موعود کا نام بھی نہیں سنا وہ کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ (آئینۂ صداقت ص ۳۵، مصنفہ میاں محمود احمد)

۳- "ہمارا یہ فرض ہے کہ غیر احمدیوں کو مسلمان نہ سمجھیں" (انوارِ خلافت ص ۹۵، مصنفہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان)

۴- "ہمارے دشمن جنگلوں کے سوٗر ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بد تر ہیں" (نجم الہدیٰ ص ۱۰)

۵- "میں نے اپنے آپ کو بعینہ خدا دیکھا اور میں یقیناً کہتا ہوں کہ میں وہی ہوں اور میں نے زمین و آسمان بنائے" (آئینہ کمالات ص ۵۲۵، ۵۲۴)

۶- "کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم میرے قریب بیٹھ کر باواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا "انا انزلناہ قریب من القادیان" تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ قادیان کا نام قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے.......... تب میں نے دل میں کہا کہ تین شہروں کا نام قرآن شریف میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ مکہ، مدینہ، قادیان، یہ کشف تھا کہ کئی سال ہوئے مجھے دکھایا گیا تھا" (ازالہ اوہام، ص ۷۵، ۷۶ مصنفہ مرزا صاحب)

۷- "ہمارا جلسہ بھی حج کی طرح ہے۔ خدا تعالیٰ نے قادیان کو اسی کام کے لئے مقرر کیا ہے۔ اب حج کا مقام قادیان ہے" (برکات خلافت ص ۵ ۰ ۶)

۸- "مرزا صاحب........ مستقل اور حقیقی نبی تھے، مرزا صاحب امتی نبی نہیں تھے (تو پھر مسلمان کیسے ہوئے؟) کبھی کہتا ہے مرزا محمد و احمد صاحب، محمد رسول اللہ تھے۔ پھر یہ یا وہ

Marfat.com

گوئی بھی کرتا ہے کہ مرزا صاحب کی روحانیت آنحضرت ﷺ سے قوی، اکمل اور راشد تھی (نقل کفر، کفر نباشد) کیونکہ نبی اکرم روحانیت کے پہلے قدم تھےاور مرزا صاحب انتہا پر (ایسے الفاظ لکھنے والا اور حضور پاک ﷺ سے بے ادبی کرنے والا کوئی شخص کیسے مسلمان رہ سکتا ہے۔

قادیانی جماعت اور مجدد العصر اقبال مرحوم کا قولِ فیصل

"جو شخص نبی کریم ﷺ کے بعد کسی ایسے نبی کے آنے کا قائل ہے جس کا انکار مستلزم بکفر ہو۔ وہ خارج از دائرہ اسلام ہے۔ اگر قادیانی جماعت کا بھی یہی عقیدہ ہے تو وہ بھی دائرہ اسلام سے خارج ہے" (فرمودہ حکیم الامت مجدد العصر علامہ محمد اقبال مرحوم مندرجہ اخبار الفضل قادیان جلد 3ص105 مورخہ 11/4/16)

کتابیات

ابوالحسن اصفہانی	قائداعظم جناح	آتش فشاں پبلیکیشنز لاہور	۱۹۹۴
ابوالکلام آزاد	مسئلہ خلافت	بساط ادب لاہور	۱۹۸۷
"	قول فیصل	ادبستان لاہور	۱۹۵۵
احمد سعید	اقبال اور قائداعظم	اقبال اکادمی پاکستان لاہور	۱۹۷۷
اختر فتحپوری	قادیانی تحریک کا پس منظر		
اشرف عطا	کچھ پریشان داستانیں	سندھ ساگر اکادمی پاکستان لاہور	۱۹۷۷
	کچھ پریشان تذکرے		
اعجاز احمد، شیخ	مظلوم اقبال	شوکت علی اینڈ سنز بی ۲۱۳ داؤد روڈ کراچی	۱۹۸۵
الیاس برنی	قادیانی مذہب کا علمی محاسبہ	شیخ محمد اشرف کشمیری بازار لاہور	۱۳۷۰ھ
بشیر احمد ڈار	اقبال اور احمدیت	مسلم اکادمی سیالکوٹ	۱۹۷۴
"	انوار اقبال	اقبال اکادمی پاکستان کراچی	۱۹۶۷
بشیرالدین محمود	آئینہ صداقت حصہ اول	اسلامیہ سٹیم پریس قادیان	۱۹۲۱
"	" حصہ دوم	تالیف و اشاعت خانہ قادیان	۱۹۲۳
"	" حصہ سوم	"	۱۹۳۹
"	انوار خلافت	روز بازار اسٹیم پریس امرتسر	۱۹۱۶
"	برکات خلافت	ضیاء الاسلام پریس قادیان	۱۹۱۴
"	سیرۃ المہدی حصہ اول	احمدیہ کتاب گھر قادیان	۱۹۳۵
"	" حصہ دوم	تالیف و اشاعت قادیان	۱۹۲۳
"	" حصہ سوم	"	۱۹۳۹
کلمۃ الفضل	سید محمد عبداللہ	"	۱۹۱۵
بولائیتھ ہیکٹر	پاکستان کا بانی محمد علی جناح مترجم زبیر صدیقی	مرکزی اردو بورڈ لاہور	۱۹۷۶ء

Marfat.com

پریم ناتھ بزاز	تاریخ جدوجہد آزادی کشمیر	ویری ناگ پبلیشرز میرپور آزاد کشمیر	۱۹۹۲
جاوید اقبال	مے لالہ فام	شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور	۱۹۷۲
جاوید اقبال، ڈاکٹر	زندہ رود حصہ اول	"	۱۹۸۴
"	" حصہ دوم	"	۱۹۸۴
"	" حصہ سوم	"	۱۹۸۴ء
حمید احمد خان پروفیسر	اقبال کی شخصیت اور شاعری	بزم اقبال کلب روڈ لاہور	۱۹۷۴
خالد شبیر احمد	تاریخ محاسبہ قادیانیت	کاروان ادب ملتان	۱۹۸۷
خالد نظیر صوفی	اقبال درون خانہ	بزم اقبال لاہور	۱۹۷۱
ریاض احمد	افکار اقبال	اشرف علی اینڈ سنز لاہور	۱۹۶۳ء
سلطان محمود حسین ڈاکٹر	حیات و افکار	اقبال اکادمی پاکستان ۱۱۶ میکلوڈ روڈ لاہور	۱۹۷۷
سلیم خان گمی	اقبال اور کشمیر	یونیورسل بکس لاہور	۱۹۷۷
شبلی نعمانی	سیرۃ النبی حصہ اول	مطبوعہ معارف اعظم گڑھ انڈیا	۱۹۶۳
"	" حصہ سوم	"	۱۹۵۹
"	" حصہ چہارم	"	۱۹۵۹
"	" حصہ پنجم	"	۱۹۶۲
"	" حصہ ششم	"	۱۹۶۳
شورش کاشمیری	اقبالی مجرم	چٹان پرنٹنگ پریس لاہور	۱۹۷۴
"	مرزائیل	"	۱۹۶۸
صابر حسین پروفیسر	مخزن مطالعہ پاکستان	مکتبہ دانشوراں اردو بازار لاہور	۱۹۹۱ء
صہبا لکھنوی	اقبال اور بھوپال	اقبال اکادمی پاکستان لاہور	۱۹۷۳
طارق محمود	قادیانیت کا سیاسی تجزیہ	شرکت پرنٹنگ پریس ۴۳ نسبت روڈ لاہور	۱۹۹۴ء
طاہر رزاق	قادیانیت	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان	۱۹۹۳ء
عاشق حسین بٹالوی	اقبال کے آخری دو سال	اقبال اکیڈمی کراچی	۱۹۶۱
"	چند یادیں چند تاثرات	سنگ میل پبلیکیشنز کراچی	۱۹۹۲

Marfat.com

عبدالحکیم، خلیفہ	فکر اقبال	بزم اقبال لاہور	۱۹۶۴ء
عبدالماجد، شیخ	اقبال اور احمدیت	لاہور آرٹ پریس انارکلی لاہور	۱۹۹۱
عبدالمجید سالک	ذکر اقبال	بزم اقبال کلب روڈ لاہور	۱۹۵۵
"	یاران کہن	مطبوعہ مکتبہ چٹان لاہور	۱۹۵۵ء
عطا اللہ، شیخ	اقبالنامہ حصہ اول	شیخ محمد اشرف اینڈ سنز لاہور	۱۹۴۵
"	" حصہ دوم	"	۱۹۵۱
غلام احمد پرویز	ختم نبوت اور تحریک احمدیت	طلوع اسلام ٹرسٹ ۲۵ بی گلبرگ لاہور	۱۹۸۵
مرزا غلام احمد قادیانی	آئینہ کمالات	وزیر ہند پریس ناظم بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان	۱۹۰۲
"	اتمام الحجہ	طبعت فی مطبع گلزار محمدی لاہور	۱۸۹۶
"	اربعین نمبر ۲	ضیاء الاسلام مطبع قادیان	۱۹۰۰
"	اربعین نمبر ۳	مطبع ضیاء الاسلام گورداسپور قادیان	۱۹۰۰
"	ازالہ اوہام	بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان بار پنجم	۱۹۲۹
"	استفتا، خلاصہ ترجمہ	مطبع ضیاء الاسلام دارالامان قادیان	۱۸۹۷
"	اسلامی اصول کی فلاسفی	احمدیہ انجمن اشاعت اسلام لاہور	۱۸۹۷
"	اعجاز احمدی	ضیاء الاسلام مطبع قادیان	۱۹۰۲
"	البشریٰ حصہ اول	اسلامیہ سٹیم پریس لاہور	۱۹۱۳
"	" حصہ دوم	"	۱۹۱۴
"	انجام آتھم	میرامیربخش مطبع کریمی لاہور	۱۹۲۲
"	انوارالحق حصہ اول	مطبع المصطفیٰ پریس لاہور	۱۳۱۱ھ
"	ایام الصلح	مطبع ضیاء الاسلام اہتمام فضل الدین	۱۸۹۸
"	ایک غلطی کا ازالہ	ناظر تالیف و تصنیف ربوہ ضلع جھنگ	۱۹۰۱
"	تاریخ احمدیت جلد اول	ادارہ المصنفین ربوہ ضلع جھنگ	۱۹۶۱
"	" جلد دوم	ضیاء الاسلام پریس ربوہ ضلع جھنگ	۱۹۵۹

Marfat.com

مرزا غلام احمد	تاریخ احمدیت جلد سوم	ضیاء الاسلام پریس ربوہ ضلع جھنگ	۱۹۶۲
"	" جلد چہارم	"	۱۹۶۳
"	" جلد پنجم	"	۱۹۶۳
"	" جلد ششم	"	۱۹۵۶
مرزا غلام احمد	تبلیغ رسالت جلد اول	قاسم علی احمدی ایڈیٹر فاروق قادیان	۱۹۱۸
"	" جلد سوم	"	۱۹۲۰
"	" جلد چہارم	"	۱۹۲۱
"	" جلد پنجم	"	۱۹۲۲
"	" جلد ششم	"	۱۹۲۲
"	" جلد ہفتم	"	۱۹۲۲
"	" جلد ہشتم	"	۱۹۲۲
"	" جلد نہم	"	۱۹۲۵
"	" جلد دہم	"	۱۹۲۵
مرزا غلام احمد"	براھین احمدیہ جلد اول	مفید عام پریس سیالکوٹ	۱۹۰۰
"	" جلد دوم	"	۱۹۰۰
"	" جلد سوم	"	۱۹۰۰
"	" جلد چہارم	"	۱۹۰۰
"	" جلد پنجم	انوار احمدیہ پریس قادیان شیخ یعقوب علی	۱۹۰۲
مرزا غلام احمد	تتمہ حقیقت الوحی	بکڈپو تالیف و اشاعت قادیان	۱۹۲۳
"	تجلیات الہیہ	تالیف و اشاعت قادیان	۱۹۲۲
"	تحفہ گولڑویہ	ضیاء الاسلام پریس گورداسپور قادیان	۱۹۰۲
"	تریاق القلوب	ضیاء الاسلام پریس ربوہ	۱۹۷۹
"	توضیح مرام	ریاض الہند پریس امرتسر	۱۹۲۲
مرزا [illegible] احمد	چشمہ مسیحی	الشرکتہ الاسلام۔ضیاء الاسلام ربوہ	۱۹۶۰

Marfat.com

مرزا غلام احمد	چشمۂ معرفت	مطبع انوار احمدیہ پریس قادیان	۱۹۰۸
"	حقیقۃ النبوۃ	ضیاء الاسلام پریس قادیان	۱۹۱۵
"	حقیقۃ الوحی	تالیف و اشاعت قادیان گورداسپور	۱۹۳۴
"	خطبۂ الہامیہ	حکیم فضل الدین بھیروی ضیاء الاسلام قادیان	۱۹۰۴ء، ۱۳۱۹ھ
"	دافع البلاء	مطبع ضیاء الاسلام دارالامان قادیان	۱۹۰۲
"	رسالہ بعنوان گورنمنٹ کی توجہ کے لائق	ضیاء الاسلام قادیان	۱۹۰۵
"	ستارہ قیصرہ	"	۱۸۹۹
"	سراج منیر	دارالامن و الامان ضیاء الاسلام قادیان	۱۸۹۷
"	شہادت القرآن (ضمیمہ)	مطبع ضیاء الاسلام قادیان بار دوم	۱۹۵۸ء
"	ضرورۃ الامام	مطبع سراج المطابع جہلم	۱۹۳۸
"	فیصلہ آسمانی	نول کشور پریس لمیٹڈ لاہور	۱۹۰۶
"	کتاب البریہ بار دوم	مینیجر بک ڈپو تالیف و اشاعت ضیاء الاسلام	۱۹۳۲
"	کشتی نوح	حکیم فضل بھیروی قادیانی "	۱۹۰۲
"	گورنمنٹ انگریزی اور اور جہاد (ضمیمہ)	مطبع ضیاء الاسلام قادیان	۱۹۰۰
"	مجموعہ الہامات و مکاشفات	"	۱۹۰۲
"	مکتوبات احمدیہ جلد اول	یعقوب علی تراب انوار احمدیہ پریس قادیان	
"	" جلد دوم	"	۱۹۱۲
"	" جلد سوم	"	۱۹۱۳
"	" جلد چہارم	"	۱۹۱۴
"	" جلد پنجم (اول)	"	۱۹۱۸
"	" جلد پنجم (دوم)	"	۱۹۲۸
"	" جلد پنجم (سوم)	"	۱۹۲۹

Marfat.com

مرزا غلام احمد	" جلد ہفتم	ملک صلاح الدین تاج پریس حیدر آباد دکن	۱۹۵۴
"	ملفوظات احمدیہ حصہ پنجم	الشرکتہ الاسلام لمیٹڈ ربوہ	۱۹۰۳
"	نجم الہدیٰ	مطبع ضیاء الاسلام قادیان اہتمام فضل الدین	۱۸۹۸
"	نزول المسیح بار دوم	مطبع ضیاء الاسلام ربوہ ضلع جھنگ	۱۹۵۱
"	نورالحق حصہ اول	فی المطبع المصطفیٰ پریس لاہور	۱۳۱۱ھ
فیاض اختر ملک	قادیانیت کیخلاف اعلیٰ عدالتوں کے تاریخی فیصلے	عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان	۱۹۹۳
قدرت اللہ شہاب	شہاب نامہ	سنگ میل پبلیکیشنز لاہور	۱۹۸۷
لطیف احمد شیروانی	حرف اقبال	. المنار اکادمی لاہور	۱۹۴۷
محمد اقبال، ڈاکٹر	اسرار خودی	مطبع کریمی لاہور	۱۹۱۵
"	زبور عجم	شیخ مبارک علی اینڈ سنز لاہور	۱۹۲۷
"	رموز بیخودی	مطبع کریمی لاہور	۱۹۱۸
"	پیام مشرق	شیخ مبارک علی اینڈ سنز لاہور	۱۹۲۴
"	بانگ درا	"	۱۹۷۶
"	بال جبریل	"	۱۹۷۶
"	ضرب کلیم	"	۱۹۷۶
"	ارمغان حجاز	کپور پرنٹنگ ورکس لاہور	۱۹۳۸
"	مثنوی پس چہ باید کرد	شیخ مبارک علی اینڈ سنز لاہور	۱۹۴۴
محمد امین زبیری	خدوخال اقبال	ناظم آباد کراچی	۱۹۸۶
محمد جہانگیر عالم	اقبال کے خطوط جناح کے نام	یونیورسل بکس اردو بازار لاہور	۱۹۸۶
محمد حمزہ فاروقی	اقبال کا سیاسی سفر	بزم اقبال لاہور	۱۹۹۲
محمد حنیف شاھد	علامہ اقبال اور قائداعظم کے سیاسی نظریات	شیخ غلام علی اینڈ سنز لاہور	۱۹۷۶
"	اقبال اور پنجاب کونسل	مکتبہ زریں لاہور	۱۹۷۷

Marfat.com

محمد رفیق افضل	گفتار اقبال	ادارہ تحقیقات پاکستان پنجاب یونیورسٹی لاہور	۱۹۶۹
محمد ریاض	اقبال اور برصغیر کی تحریک آزادی	آئینہ ادب لاہور	۱۹۷۸
محمد عاصم	اقبال کے ملی افکار	مکتبہ عالیہ لاہور	۱۹۷۷
محمد عبداللہ، شیخ	آتش چنار	چودھری اکیڈمی اردو بازار لاہور	۱۹۸۶
محمد عبداللہ قریشی	روح مکاتیب اقبال	اقبال اکادمی پاکستان ۲ گلبرگ لاہور	۱۹۷۷
محمد عبداللہ، مولانا	دعوۃ الحق	تحریک تحفظ ختم نبوۃ دار بنی ہاشم مہربان کالونی ملتان	۱۹۸۸
مصباح الدین	خاتم النبیین	طبیب لبیب سید نظیراحمد اشیم کنجاہ روڈ گجرات	۱۹۷۶ء
مطلوب الحسن، سید	محمد علی جناح ایک سیاسی مطالعہ	شیخ محمد اشرف لاہور	۱۹۶۲ء
نذیر نیازی، سید	مکتوبات اقبال	اقبال اکیڈمی کراچی	۱۹۵۷
نذیراحمد صوفی	حیات و پیام اقبال	شیخ محمد اشرف لاہور	۱۹۶۷ء
نعیم آسی	اقبال اور قادیانی	مسلم اکادمی سیالکوٹ	۱۹۴۷
وحید عشرت، ڈاکٹر	قصہ ایک خدا کا (نقیب ختم نبوت ملتان)	تحریک تحفظ ختم نبوت عالمی مجلس احرار پاکستان ملتان	جولائی اگست ۱۹۸۸

احادیث شریف جن سے استفادہ کیا گیا

۱- ابن ماجہ ۲- ابو داؤد ۳- مسند احمد بن منبل ۴- بخاری شریف ۵- مسلم شریف ۶- ترمذی شریف

Marfat.com

اخبارات

①	البدر	قادیان گورداسپور	
②	الحکم	قادیان گورداسپور	
③	الفضل	قادیان گورداسپور	
④	انقلاب	لاہور	
⑤	بندے ماترم	دہلی	
⑥	پیسہ اخبار	لاہور	
⑦	جنگ روزنامہ	لاہور	۱۹۷۸
⑧	زمیندار	لاہور	
⑨		طلوع اسلام	۱۹۲۵

رسالہ جات اور رپورٹیں

① مخزن - انجمن حمایت اسلام لاہور

②	نقیب ختم نبوت	دار بنی ہاشم ملتان	اگست ستمبر ۱۹۸۸
③	منیر رپورٹ	گورنمنٹ آف انڈیا	
④	مشنری رپورٹ	گورنمنٹ آف انڈیا	۱۸۷۰

لغت

① تاج العروس

② المجند

انسائیکلوپیڈیا

① دائرہ معارف اسلامیہ

② Encyclopaedia of Religion

Marfat.com

Bibliography

Abdul Rehman Tariq	The Speaches & Statements of Iqbal	Sh. Ghulam Ali & Sons LHR	1949
Khurshid Kamal Aziz	Ch. Rehmat Ali	Feroze Sons LHR.	1968
Dr. Muhammad Iqbal	The Reconstruction of Religious Thoughts in Islam		1934
Dr. M. Iqbal	Letters of Iqbal to Jinnah	Sh.M. Ashraf & Sons LHR	1944
- Do -	Stray Reflections	Sh. Ghulam Ali & Sons	1972
S.A Vahid	Thoughts & Reflections of Iqbal	Sh. M. Ashraf LHR	1972
V.D.Mahajan Dr	History of India Arrival of British Empire in India	United.	1968
W.W. Hunter	Indian Muslmaans	Comrade Publishers Calcutta	1945
Riaz Hussain	The Politics of Iqbal	Islamic Book Service LHR	1977
Dr. Allama Muhammad Iqbal	Qadian is Traitors to Islam	Tahreek-E-Kkhatam-E-Nabuwat. Multan	1986
G.Allana	Quaid-e-Azam Jinnah	Ferozesons LHR	

Marfat.com

ختم نبوۃ اور عقیدۂ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

اے کہ بعد از تو نبوت شد بہر مفہوم شرک

اقبال

عبدالمجید خان ساجد

Marfat.com